

# السيف الصام

لمسك  
شان امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ائمہ اربعہ کے حیات

تالیف  
حضرت مولانا فقیر محمد صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ



# السيف الصام

لمنكر

شان امام عظمیٰ

یوسف

حضرت المم ابو خنیفہؒ پر اعتراضات کے جوابات

تالیف

حضرت مولانا فقیر محمد صاحب جہلمی المتوفی ۱۳۲۲ھ

الہادی للشر والتوبیخ

۲۸۔ غزوف سٹریٹ اردو بازار لاہور۔

Ph: 0423-7361473

Mob: 0345-7492334-0300-6609226



## جلد شوق بحق ناشر محفوظ ہیں

المیقات السلام

دوبہ ہجرت

طبع شدہ درمیانہ مکتبہ اسلامیہ

مکتبہ دارالعلوم اسلامیہ دہلی

1100

محمد شاہ قرآنی

انتساب

امام اعظم ابوحنیفہ کے نام جنہوں

نے امت کو قرآن اور حدیث کے بھنے

کی نئی راستہ دکھایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم : دھمناہ وفضل علی رسولہ الکریم۔  
 کچھ عرصے پہلے سے ایک سالہ موصوم اہل الذکر کسی تشتبہ گستاخ  
 غیر مقلد نے شائع کرنا شروع کیا ہے جس کا اہم مقصد دجیسا کہ اس کے مضامین  
 سے ظاہر ہے حضرت امام الذکر سراج الانوار ابوحنیفہ کی توہین اور مسلمانوں کے  
 سوا دھم دگمہ کثیر خلیفوں کی دلآزاری ہے۔ مجھے ایک دو سیکڑے عرصہ  
 اس کے چند نبرت دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ ہم نے کسی خبر میں بھی کوئی علمی یا  
 اخلاقی مضمون نہیں دیکھا بجز اس کے کہ ہر ایک خبر میں حضرت امام ہمام کی شان  
 بے پرواہ اور بے جا حملے کیے گئے اور خفی مسلمانوں کو پانی پی کر کوسا لیا جائے  
 ایڈیٹر اہل الذکر کی طرف پر اور دشمنی بحث سے ظاہر ہے کہ ملکیت سے وہ  
 بالکل بے سرو ہے اور تندیب سے اس کو مطلق مفس نہیں اور یہی وجہ ہے  
 کہ سالہ اہل الذکر ہیکل کشاہ میں نفرت و نفور کا حق سمجھا گیا ہے اور اس  
 کے پھر اور دل آزار مضامین سے ہر طبقہ کے مسلمانوں نے بیزار ہو کر ناراضگی کا  
 اظہار کیا ہے اہل الذکر کی گستاخ اور بے ادبانه تحریرات سے نہ جتنی بھی کمالات  
 بلکہ اس کے ہم مذہب اہل حدیث مسلمانوں کے بھی دل کا شبہ اٹھے ہیں اور  
 ان خفی مسلمان ہر وجہ سے کام نہ لیتے اور عدالت تک نہ لیتے یہی تو اہل الذکر  
 کا مذہب کہ وہ اپنی جیل ہو گیا ہوتا اور اب بھی اندیشہ ہے کہ اگر یہی سلسلہ جاری رہا

تو آخر عدالت تک نوبت پہنچے گی۔ اہل الذکر کے دل آزار اور غش مضامین کی نسبت جو رائے اس کے ہم مذہب اہل حدیث سے ایک کثیر الاشاعت اخبار میں شائع کرائی ہے وہ قابل غور ہے جس کو ہم مجتہدین کا نظریہ کرتے ہیں۔ روزانہ پیسہ اخبار لاہور طبع ۱۶ نومبر ۱۹۰۸ء میں اہل حدیث اور اتر سرنے اہل الذکر کے مضامین کی نسبت اپنی حفاظت ماننے لیں صریح کرائی ہے کہ:

ہم اہل حدیث کسی خاص امام کے مستند نہیں لیکن ہم کو کسی خاص بزرگ سے کوئی خاص بحث نہیں اور کسی خاص بزرگ سے مدد و ہے۔ ہماری نظریں تمام ائمہ مجتہدین اور تمام مکذبین پر پڑتی ہیں اور جب استحوطی بزرگ تھے اس لیے ہم ان مضامین سے نفرت رکھتے ہیں جو ائمہ مجتہدین کی توہین کے لیے لکھے جائیں۔ اہل الذکر نے ائمہ مجتہدین کی شان میں جس قدر بڑے الفاظ سے کام لیا شرح کیا ہے اس سے ہمارے دل کانپ اٹھے ہیں پس کسی ایمان دار اہل حدیث کا یہ حوصلہ نہیں کہ اہل الذکر کے مضامین کو پسندیدگی کا نگاہ سے دیکھے۔

- اہل حدیث اور سرنے کی تحریر بال بال انھیں دس حصہ عبارت سے جس پر ہم خط لکھ کر دیا ہے اس میں ذیل کا صریح فیصلہ ہو گیا ہے:
- ۱۔ اہل حدیث مسلمان بھی حنفی مسلمانوں کی طرح ایسے مضامین کا عقارت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جو ائمہ مجتہدین کی توہین کے لیے لکھے جائیں۔
  - ۲۔ اہل الذکر کے مضامین ائمہ مجتہدین کی توہین کے لیے لکھے گئے ہیں اور اس لیے ان سے اہل حدیث مسلمانوں کو حنفی مسلمانوں کی طرح سخت نفرت ہے۔
  - ۳۔ اہل الذکر نے ائمہ مجتہدین کی شان میں سخت بڑے الفاظ سے کام لیا

شرح کیا ہے اور اس لیے ان سے اہل حدیث مسلمانوں کے دل بھی حنفیوں کی طرح کانپ اٹھتے ہیں۔

۴۔ کسی ایسا انداز مسلمان و اہل حدیث جو یا حنفی کا یہ حوصلہ نہیں کہ اہل الذکر کے مضامین کو نظر استخوان دیکھے۔

۵۔ جو شخص بظراف اس کے، اسکے مضامین کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھے وہ ایمان دار نہیں۔

ہم خیال کرتے ہیں کہ رسالہ اہل الذکر کے مضامین کی نسبت اہل حدیث اور سرنے کی اس برصورت عبارت کے بعد کسی مزید بحث کی ضرورت باقی نہیں رہتی اور ذرا ایسے شخص کے لیے مضامین قابل جواب ہو سکتے ہیں جن کو زبان گمانے بلکہ اپنے ہی پلکار کر رہے ہوں۔ لیکن تاہم بقول شخصہ: عذر خدا بیخ اشتیاق یکساں ذکر

ممکن ہے کہ کوئی ناواقف مسلمان اہل الذکر کے یہودہ مضامین کی وجہ سے مغالطہ میں پڑ جائے یا خود اہل الذکر کا ایڈیٹر اشتیاق پر مغموم ہو کر پیش کے لیے نگرا رہے کہ اس کے کسی مضمون کا کسی نے جواب نہیں لکھا۔ تاہم ہم صرف ابتغاء لہذا الشہ اپنا یہ فرض سمجھتے ہیں کہ اس کے ان اباطیل کا قرار واقعی تعاقب کر کے ان کے بڑے و فاعل کا قلع و قمع کر کے حوزہ امام الائمہ صراح الامت البصیرہ کے فضائل مسلک کا بیان کریں اور ثابت کریں کہ بیشک حوزہ امام ہاشم آفتاب شریعت تھے اور ان کا مخالف دشمن دین وہ اندھ لکھے جو نور آفتاب کا منکر ہے۔ والشمس شمس لولہ میرہ منور۔

۷۔ گو نہ بیتہ بود شہر و چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ اس وقت میرے سامنے رسالہ اہل الذکر کا وہ نمبر ہے جو اہل





ہے کہ اس نے اصل فقہ کو چھپا دیا اور تلاش خراش کر کے ابن شبرہ کی ہیئت کو پبلک کے پیش کر کے لوگوں کو مناسطہ میں ڈالنے کی کوشش کی ہے۔

آؤ ہم جنہیں بتائیں کہ اس فقہ کی اصلیت کیا ہے اور اس فقہ سے حضرت امام کی مدرع ثابت ہوتی ہے یا ذم؟ سو واضح ہو کہ امام جعفر صادق اور سفیان ثوری وغیرہ کا اصل فقہ بقول ابو یوسف و جوفہ اور زہد و عبادت میں مشہور امام ہیں اور جنہوں نے چار ہزار مسئلہ امام ابو یوسف سے اٹھانا استفادہ کے لیے جمع کیا تھا۔ جیسا کہ امام کردی کے جمع کردہ مناقب کے صفحہ ۱۸۳ میں مصرع ہے (میزان الشرائع کے صفحہ ۷۱، ۷۲ میں اس طرح پر لکھا ہے: وکان ابو یوسف یقول کنت عند الامام ابی حلیفۃ فی جامع الکوفۃ فدخل علیہ سفیان الثوری ومقاتل بن حیان وحصاد بن سلمۃ وجعفر الصادق وغیرہم من الفقہاء فکلّموا الامام ابو یوسف وقالوا قد بلغنا انک تکفّر عن القیاس فی الدین وانا نخاف علیک منه فان اقل من قاس ابیس فناظرہم الامام من بکرۃ نہار الجمیعۃ فی الزوال وروض علیہم مذہبہ وقال ابی اقدم العمل بالکتاب ثم بالسنۃ ثم بالفتویٰ الصحابۃ متقدماً ما اختلفوا علیہ علی ما اختلفوا فیہ وحدثنا اقیس فقاموا کلہم وقبوا وادہ وریکتہ وقالوا لہ انت سید العلماء فاحفظ عنا فی ما مضی مسامحاً وبعثنا فیک بکر علیہ فقال غدر اللہ لنا ولکم اجنبی۔

یعنی ابو یوسف فرماتے ہیں کہ میں کوئی جانتی مسجد میں حضرت امام ابو یوسف کے پاس بیٹھا تھا کہ سفیان ثوری اور مقاتل بن حیان اور جعفر صادق اور دیگر فقہاء ان کے پاس آئے اور امام ابو یوسف سے گفتگو کرنے لگے اور کہا کہ ہم کو یہ خبر پہنچی ہے

کہ آپ دینی امور میں زیادہ کام قیاس سے لیتے ہیں اور یہ بات آپ کے حق میں خوفناک ہے کیونکہ پہلا شخص جس نے عرف قیاس سے کام لیا ابلیس تھا۔ پھر حضرت امام نے مدّ جعفر کی طرح سے وقت زوال تک ان سے مناظرہ کیا اور اپنا مدّیب ان کو بتایا اور کہا کہ میں سب سے پہلے قرآن پر عمل کرتا ہوں پھر حدیث پر اور پھر صحابہ کو امام کے فیصلوں پر اور ان کے متفق علیہ فتوؤں کو مختلف فیہ پر مقدم رکھتا ہوں اور اس کے بعد قیاس سے کام لیتا ہوں۔ پھر سب فقہاء ائمہ کو خطہ نام کے ہاتھ اور زانو جوڑنے لگے اور کہنے لگے کہ آپ تو سید العلماء ہیں ہم نے آپ کے بارہ میں لاعلمی کی وجہ سے جو کچھ کہا اس سے معافی مانگتے ہیں۔ آپ نے فرمایا خدا ہم تم سب کو بخش دے۔

حضرات ناظرین اس فقہ کو چھ کر انصاف کریں کہ اس میں حضرت امام ہمام کی کہاں تک بزرگی ثابت ہوتی ہے اور اہل الذکر اور اس کے ہم خیالوں کی کیسی تردید ملتی ہوئی ہے۔ حضرت امام کا اپنا مذہب یہ بتانا کہ سب سے پہلے میرا عمل قرآن پر ہے پھر حدیث پر اور پھر صحابہ کو امام کے متفق فتوؤں پر اور ان سب کے بعد قیاس سے کام لیا جائے گا کہ کہاں تک یہی لکھیں کہ مسکت جواب ہے اور پھر تمام جلیل القدر فقہاء کا جن میں سفیان ثوری اور حضرت امام جعفر صادق بھی تھے اپنی غلطی کا اعتراف کر کے حضرت امام سے معافی مانگنا اور ان کے دست و پاؤں کو چومنا اور سید العلماء کا خطاب دینا کہاں تک حضرت امام ابو یوسف کی فضیلت کو ظاہر کرتا ہے۔

یہ تھا اصل فقہ جس کو متشبہ اور فاضل اہل الذکر نے چھپا کر ابن شبرہ کا لادھورا قول نقل کر کے حضرت امام کی توہین کی جرأت کی ہے اسی طرح ایک دوسرے واقعہ کا بیان کتب مجربہ دینیہ میں موجود ہے اور اس سے بھی حضرت امام کی فضیلت



ثابت ہوئی ہے چنانچہ امام کووری کی کتاب ج ۱ صفحہ ۱۰۷ اور علامہ ابن حجر  
مکی شافعی کی کتاب خیرات الحمان صفحہ ۱۱۱ میں ابن مبارک امام ابراہیم  
سے مروی ہے: عن عبد اللہ بن المبارک قال حج الزمام ابو حنیفہ  
فلقی فی المدینۃ محمد بن علی بن الحسن بن علی السیاقی فقال انت  
الذی خالفت احادیث حدی علیہ السلام والقیاس فقال معاذ اللہ  
عن ذلک اجلس فان ذلک حرمتہ کحرمتہ جلا لہ علیہ السلام علی  
اصحابہم فجلس وجلس ابو حنیفہ یمن ید یمینہ وقال اسالک  
عن ثلاث مسائل فلجینی فقال الرجل اضبط ام المرأة فقال المرأة  
فقال کسوم سہم المرأة قال سہم المرأة نصف سہم الرجل قال  
لو قلت بالقیاس لکنت الحکم والثانی المضاویۃ افضل ام المصوم  
فتال المضاویۃ فقال لو قلت بالقیاس لکنت الحاکم فتعنی الصلوۃ  
لا المصوم۔ الثالث البول الفحش ام النہفۃ۔ قال البول قال لو  
قلت بالقیاس لکنت لا غسل من المخی انما الغسل من البول معاذ اللہ  
ان اقول علی خلاف الحدیث بل اخذہ قرلہ فقام وقیل وجہہ۔  
یوسف عبد اللہ بن مبارک سے مروی ہے کہ امام ابو حنیفہ نے حج کیا اور  
مذہب میں علی بن حسین بن باقر سے ملاقات کی۔ انہوں نے کہا کیا آپ وہ  
شخص ہیں جس نے میرے نانا کی احادیث کی مخالفت کی ہے۔ قیاس کی  
بنیاد پر ابو حنیفہ نے کہا معاذ اللہ ایسا نہیں ہے۔ آپ ذرا پیچ جائیں میرے  
دل میں آپ کی وہی عزت ہے جو آپ کے نانا پاک کی صحابہ کرام کے نزدیک  
تھی پھر ابو حنیفہ کے سامنے بیٹھ گئے اور کہا میں آپ سے حین کے جو حجتا  
ہوں، آپ جواب دیں یونیا کہ مرخص ہے یا عورت؟ آپ نے کہا

عورت۔ پوچھا عورت کا کیا حکم ہے؟ کہا مرد سے نصف۔ کہا اگر میرا عمل  
قیاس پر ہوتا تو میں اس کے خلاف حکم کرتا۔ دوسرا یہ کہ نماز افضل ہے یا زکوٰۃ؟  
آپ نے کہا نماز۔ کہا اگر میں قیاس پر عمل کرتا اور نص کی مخالفت کرتا تو کتنا  
کھانڈن نماز کو حقار کر دے نہ روزہ کو۔ تیسرا یہ کہ بول بہت پیید ہے یا سنی؟  
آپ نے کہا بول۔ کہا اگر میرا عمل قیاس پر ہوتا تو کتنا کہ سنی سے نہیں بلکہ  
بول سے غسل فرض ہوتا ہے۔ معاذ اللہ میری کیا مجال ہے کہ حدیث کی مخالفت  
کوں بلکہ احادیث رسول کا جس قادم ہوں، پھر علی بن حسین نے اٹھ کر  
امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا منہ چوما۔

اب روایات مندرجہ بالا سے جو مختصر کتاب میں فقیر روایوں کی روایت  
سے بیان کی گئی ہیں، مساف ثابت ہو گیا کہ اہل بیت نبوی اور فقہار وقت  
نے حضرت امام ہمام کی کمال تعظیم کی اور آپ کو سید العلماء کا خطاب دیا۔ اور  
دوسرا جو بیڑ اہل الذکر ہے جو اس دلیل القدر امام کی جس کے ہاتھ اور منہ  
اہل بیت نبوی نے چمکے ہوں اور علامہ نے اُمت محمدیہ کا سرور مانا گیا ہو اور  
جس کے پیرو اطفال اور حض میں بڑے بڑے بزرگ اولیاء، اُتقیاء، علماء،  
امراء و سلاطین موجود ہوں، کمال گستاخی اور سوادلی سے توہین کر کے اپنے  
نامرئ حال کو سیاہ کرنا ہے۔ اور بے ادب انسان کچھ تو اللہ کا خوف کر۔

از حشد الخابیم کو فنی ادب  
بلع ادب محرم ہند از فضل ادب

روایات بالا سے اصلیت فقہ کی قویا ہر جگہ اب دیکھنا چاہیے  
کہ ابن شہرہ کی روایت جو اہل الذکر نے نقل کی ہے اس کی اصلیت کیا ہے  
سوا اہل ہمدانی و طبری سے کہتے ہیں کہ ابن شہرہ کی روایت کو اہل الذکر نے

پورا نقل نہیں کیا ہے۔ درناصلیت ظاہر ہوجاتی۔ **تَوَقُّفٌ عَلَی الصَّلَاۃِ** پر عمل  
کھڑا اور **اِشْتِغَالٌ** سے تھکائی سے انھماض کو تاہل الذکر اور اس کے ہم خیالوں  
کا مذہب ہے۔ چنانچہ پچھلے سال کا ذکر ہے کہ ایڈیٹر اہل حدیث اتر سر نے  
اپنے ۷ فروری ۱۹۰۸ء کے اخبار میں تمام حنفیوں کو فریاد میں قرار دینے  
کی غرض سے غنیۃ الطالبین میں جو مشہور اور متداول کتابیں تھیں ان سے اپنے مذہب  
کی عبارت نقل کرتے ہوئے، غلط بیعت کا عمدہ و قصداً ترک کر دیا تھا جس کا  
تصاقب سراج الاخبار مطبوعہ ۱۸ فروری ۱۹۰۸ء میں ایسے طور سے کیا گیا تھا کہ  
جس کی شرمندگی ان کو گرجہ نہ بچ سکے گی۔ خیر یہ معاملہ تو ایک سال کا ہے لیکن  
ایسا ایسی ہی جگہ اس سے بھی بڑھ کر ایک تصدیق خیانت کی حرکت بخود روایت  
ایڈیٹر اہل الذکر ہی سے ماہِ محرم ۱۳۲۷ھ کے رسالہ نمبر ۱۰ صفحہ ۱۱ میں حنفی مذہب  
کے رواج اور کثرت کا سبب بخلاف کتابستان الحدیث ابن حزم کا قول  
مندرجہ ص۔ اس طرح پر نقل کرنے میں سرزد ہوئی ہے: قاضی ابویوسف  
قضاۃ کل ممالک بدست آوردہ از طرف او قضاۃ می رفتند پس برہم قاضی  
شرطی کرد کہ عمل و حکم بمذہب ابوحنیفہ نمایند و حالانکہ اصل عبارت  
بستان الحدیث میں اس طرح پر ہے: **ابن حزم** ورجائے نوشتہ است کہ  
ایں دو مذہب در عالم از راہ ریاست و سلطنت رواج و اقتیاد گرفتند  
مذہب ابوحنیفہ و مذہب مالک زیرا کہ قاضی ابویوسف قضاۃ کل ممالک  
بدست آوردہ از طرف او قضاۃ می رفتند پس برہم قاضی شرطی کرد کہ عمل و  
حکم بمذہب ابوحنیفہ نمایند و در اندلس بھی بن بھی رازد سلطان آن وقت  
بجدی مکتب و جاہ حاصل گشت کہ ایچ قاضی و حاکم بے مشورہ او حضور نبیند  
پس اور غیر از مال و ہمدان خود را متولی می ساختند۔ انتہی۔

دیکھو آپ کو چھو حنفی مذہب کے رواج اور اس کی کثرت کی منفعت اور مالکی  
مذہب کی حکمت و حیالات ثابت کوئی تذکرہ نہیں اس حالت میں اگر آپ ابن حزم  
کا پورا قول نقل کرتے تو لام مالک کے مذہب کی اشاعت پر بھی وہی اثر ملتا  
جو حنفی مذہب کی کثرت پر آپ ثابت کرنا چاہتے تھے کیونکہ مالکی مذہب کے حامی  
بھی بن بھی بن بھی کو بھی سلطان وقت کے پاس اس کا مشیر ہونے کی وجہ سے ایسا  
ترتبہ حاصل تھا کہ قاضی ابویوسف کو ہر ایک لازم ہونے کے خواب و خیال میں  
بھی یہ تذکرہ ہو سکتا تھا اس لیے آپ نے اپنے بڑے شوق مند سے ابن حزم کا قول  
اس قدر تو مکھوایا جو حنفی مذہب کے متعلق تھا اور مالکی مذہب کے متعلق نہ کہ  
بالکل چھوڑ دیا اور اشارہ نہ کیا کہ آپ نے ایک ایسی متداول کتاب  
میں سے جس کے وجود سے شاذ و نادر ہی کسی حنفی عالم یا فقیہ قلدروہی کا کتھا نہ  
خالی ہوگا۔ اصل عبارت کے نقل کرنے میں اس قدر خیانت کی ہے تو کیا کیا دلدار  
جیسی ایک طبع مشہور اور کیا اب کتاب میں سے پوری عبارت کے نقل کرنے میں  
آپ نے خیانت نہ کی ہوگی پس اس سے انھماض ثابت ہو گیا کہ آپ  
نے ماتحن فیہ قلم مذکور میں ابن شبرہ کا حرف پہلا حصہ جس سے آپ کا  
مدعا ثابت ہوتا تھا مکھوایا ہے اور اس کا آخری حصہ جس سے آپ کے مدعا  
کی تردید ہوجاتی تھی منروہی ترک کر دیا ہے۔

دفعہ اگر ہم ابن حزم کو ابن شبرہ نے ہی آخری حصہ حذف کر دیا ہے تو  
بھی موجودگی دوری حتمی روایات کے ابن شبرہ کی اس روایت کی کیا وقعت  
ہو سکتی ہے بالخصوص جب اس امر کی طرف خیال کیا جائے کہ ابن شبرہ حضرت  
امام ابوحنیفہ کے ہم عصر اصحاب مدین تھے اور حضرت امام کی وجہ سے ابن شبرہ اور  
اس کے دیگر معاصر فقہاء کی بالکل کساد بازی ہو گئی تھی اور اس وجہ سے ہر



وقت دل میں حسد رکھتے تھے جیسا کہ کتاب معروف صیغہ میں یحییٰ بن آدم سے جو ائمہ صالحہ شیعہ کے اعلیٰ شیوخ میں سے ہیں اس طرح پرموسیٰ ہے :  
 سمعت یحییٰ بن آدم یقول کانت الکوفة مشحونة بالفتنة فقیماوها  
 کثیرا مع مثل ابن مشیر و ابن ابی لیثی والحسن بن صالح و شریک  
 و امثالهم فکسدت اقاویلهم عند اقاویل الی حنیفة و سیر  
 صلوا الی البلد و قطنی بها الخلفاء و الامم و الحکام و استقر علیہ  
 الحق۔ یعنی یحییٰ بن آدم کہتے ہیں کہ کوفہ اہل فقہ سے پُر تھا فقہاء اس میں  
 کثرت سے تھے جیسا کہ ابن شبر اور ابن ابی سنی اور حسن بن صالح اور شریک  
 وغیرہ لیکن ان سب کے اقاویل امام ابوحنیفہ کے اقاویل کے مقابلہ میں پیچ ہو گئے  
 اور امام ابوحنیفہ کے علم کی تمام بلاد میں شہرت ہو گئی اور آپ کے فتویٰ پر تمام بادشاہوں  
 اور اہل اصول اور حکام کا عمل درآمد ہو گیا پھر اگر ابن شبر کوئی روایت حضرت امام کے  
 برخلاف بھی لکھ دیں تو ہم ہمارے مذاہب و حدیث پر محمول ہو گا خصوصاً جب دوسری  
 معتبر روایات اس کے برخلاف موجود ہوں۔

سوئم بعض روایتوں سے ثابت ہے کہ فقہ مذکورہ کے بعد حضرت امام  
 جعفر نے امام ابوحنیفہ کی ملاقات کے وقت ان کی بڑی عزت کی اور جب وہ  
 چلے گئے تو پیچھے تعریف کر کے ان کو اہل فقہ اہل بلد کا خطاب دیا۔ چنانچہ علامہ  
 موثق احمد حنفی نے مناقب امام کے ص ۳۳ میں عبد العزیز بن ابی رواد سے جو  
 سنن اربعہ کے شیوخ میں سے ہیں اس طرح پر روایت کی ہے : قال کنا  
 مع جعفر بن محمد جلوسا فی الجیر فجاہ ابو حنیفة فسلم وسلم علیہ  
 جعفر و عانقہ و سائرہ حتی سألہ عن الخدم فامتا قام قال لہ بعض  
 اهلہ یا ابن رسول اللہ ما اراک تعرف الرجل فقال ما رأیت احق

منذ اسالہ عن الخدم و تقول تعرفہذا ابو حنیفة من افتدہ اهل  
 بلدہ۔ یعنی ہم امام جعفر کے پاس حیرے میں بیٹھے تھے کہ یکایک ابوحنیفہ آگئے اور  
 سلام دیا۔ امام نے ان کے سلام کا جواب دیا اور قبل غیر فرما کر مزاج پرسی کی،  
 یہاں تک کہ ان کے خدام تک کو پوچھا جب ابوحنیفہ اٹھ کر چلے گئے تو امام  
 کے اہل میں سے کسی نے پوچھا کہ کیا آپ اس شخص کو جانتے تھے۔ آپ نے  
 فرمایا کہ تو بڑا ہی احمق ہے۔ اگر میں اس کو نہیں جانتا تھا تو اس کے خادموں کی  
 غیرت کیسے پوچھتا۔ یہ ابوحنیفہ ہے جو اپنے شر کے فقہاء میں سے افتدہ گئے  
 دیکھو اس روایت سے بھی صاف ظاہر ہے کہ اگر حسب روایت ابوحنیفہ  
 کے فقہائے کوفہ نے جن میں امام جعفر بھی شامل تھے۔ بعد مناظرہ کے امام ابوحنیفہ  
 سے اپنے ماضی خیالات کی معافی نہ مانگ لی ہوتی اور ان کی متفقہ جماعت نے  
 ان کو سید العلماء کا خطاب نہ دیا ہوتا تو اس کے بعد امام موصوف بقول محدث  
 عبد العزیز بن ابی رواد کے امام ابوحنیفہ کی اس قدر عزت کھن ان کی فضیلت کی  
 وجہ سے کیوں کرتے اور ان کے چلے جانے کے بعد ان کو فقہائے کوفہ سے افتدہ  
 ظاہر فرما کر افتدہ الفقہاء کا سب سے معزز خطاب کیسے دیتے؟ پس ثابت ہوا کہ  
 ابن شبر سر کی روایت کو یا تو ایڈیٹر اہل الذکر نے پورا پورا نقل نہیں کیا۔ یا مصنف  
 حیات النبیان سے ہی اس کا آخری حصہ چھوٹ گیا ہے یا عبد بن شبر مرتب  
 نے کسی وجہ سے اس حصہ کو کچر بیان نہیں کیا۔

آخر میں ہم لگے با بقول اس اعتراض کی بھی قلمی کھول دیتے ہیں جو ایڈیٹر  
 اہل الذکر نے حنفی مذہب کی کثرت اشاعت پر کیا ہے اور اس کو ملاحظہ ۲ کے  
 مسئلہ میں عنوان (حنفی مذہب کے بارے میں امام ابن حرم کی رائے) سے معنون  
 کیا ہے جس میں پہلے محی الدین ابن عربی کے کشف سے بڑے فخر کے ساتھ

ابن حزم کو آسان پر پڑھایا ہے۔ پھر اس کا وہ قول ادھر داخل کیا ہے جو  
 بتان الخشین کے ملا میں درج ہے چونکہ ہم وہ قول تمام دیکھتے درج کر گئے  
 ہیں اس لیے اس کے متذکرین لکھنے کی کوئی حاجت نہیں۔ صرف اس کے  
 جواب پر ہی اکتفا کرتے ہیں اور کہتے ہیں اول تو ابن حزم کی یہ رائے کہ حنفی  
 مذہب صرف امام یوسف کی قضاء کی وجہ سے مروج ہوا ہے کہ وہ قاضیوں  
 کو امام ابوحنیفہ کے مذہب پر فتویٰ دینے کی شرط سے مقرر کر کے بھیجا کرتے تھے  
 آپ کے نزدیک بھی کم نہیں ہے۔ کیونکہ امام مالک کے مذہب کی اشاعت  
 کی نسبت بھی ابن حزم کی یہ رائے ہے کہ وہ یحییٰ بن یحییٰ شاگرد امام مالک  
 کی وجہ سے مروج ہوا ہے۔ جن کا سلطان وقت کے دربار میں اتنا رسوخ  
 اور تہ و اختیار حاصل تھا کہ کوئی قاضی ان کے مشورہ کے بغیر مقرر نہ ہوتا تھا  
 اور حضرت یحییٰ وہی قاضی مقرر کیا کرتے تھے جو ان کا ہم دہم وہم مذہب پر تھا  
 دوسرے مذہب کا آدمی مقامات کے فیصلوں کے لیے ہرگز قاضی نہ ہو سکتا  
 تھا۔ پس جبکہ آپ نے امام مالک کے مذہب کی حمایت کرتے ہوئے اس طرح  
 لکھا ہے: "انظر خدا کا شکر ہے کہ اس نے دین اسلام کی پُر اور روشنی پھیلانے  
 کے لیے ہر زمانہ میں اہل حدیث کے آفتاب عالمتاب کو طالع ہی رکھا یعنی  
 امام مالک، شافعی، احمدی، بخاری، مسلم، ابن تیمیہ، ابن حجر، ابن قسطلانی  
 حضرت شاہ اسماعیل شہید اور دیگر تفسیر محدث دہلوی لکھا اور اس زمانہ میں بھی  
 تو اس سے انہر من الشمس ہے کہ ابن حزم کی حنفی مذہب کی نسبت رائے  
 مذکور آپ کے نزدیک بھی کم نہیں۔ اور بالکل بغیر مجرب ہے اور آپ نے حنفیوں  
 کو بعض الزام دینے کی غرض سے یہ دھوکہ دہی کی کا دعوائی کی ہے۔ درحقیقت  
 مذہب کی نسبت تو اس کی رائے سے سند پھر کو اعتراض کرنا اور مالک کی نسبت

تو اس کی رائے سے سند پھر کو اعتراض کرنا اور مالک کی نسبت بالکل افسانہ کرنا  
 کیا جانی رکھا ہے!

دوئم: اگرچہ آپ نے ابن حزم کی بزرگی اور ابن عربی کے کشف سے ثابت  
 کر لی چاہی ہے مگر علمائے شریعت کے نزدیک اس کی رائے کی کچھ وقعت نہیں  
 اور وہ جس اس کے تصعب مذہبی اور اس حسد پر مبنی ہے جو اس کو اگر مجتہدین  
 خصوصاً امام ابوحنیفہ اور امام مالک اور ان کے مذہب سے تھا۔ کیونکہ یہ شخص  
 پہلے امام شافعی کا مقلد تھا۔ پھر داؤد قاضی کا معتقد ہوا۔ آخر میں اس کے بقیہ  
 تقلید سے بھی محل کر دیا۔ پھر داؤد مقتدار بننے کی ہوس میں جھوٹا مزی بڑی بات  
 بڑے بڑے دعوے اور اختراع شریعت مجھڑ میں کر کے اپنی اڑھائی اینٹ کی  
 مسند شجاعت علیحدہ قائم کرنے اور انہر کبار کی تقلید سے لوگوں کو خوف کرنے کی غرض  
 سے ایسی ایسی باتیں ان کی طرف منسوب کرنی شروع کیں جو انہوں نے کبھی نہیں  
 جس کا تہر حسب مثل مشہور چاہا کہ راجا در پیش آیا یہ ہوا کہ لوگوں نے خود اس  
 کے حال میں اس طرح پر لکھا ہے: "کان من بادیۃ الثیلۃ صرف بابین  
 حزم قشاء ولعلیٰ مذہب الشافعی شد انتساب الی داؤد قاضی  
 الكل واستقر بنقلہ وزعم انہ امام الامة یضع ویفیع ویحکم  
 ویشرع ویسب القاب حین انہ یسأل فیہ ویقول عن العلماء  
 ما یریدون منہم للقاہر عظمہ۔"

پھر سنہ ۳۵۸ ہجری میں اس طرح پر لکھا ہے: "وقد امت من هذا الرجل  
 وشدة دلیہ وش عن وطنہ وحریت علیہ امور لفظی لسانہ  
 واستحقاقہ الکبار ووقوعہ فی اثمہ الامم کما یالغ عبارة  
 واقتضی معاورة وامتنع ربح۔"



اور قوام صدیق حسن کی کتاب اتحاف النبلاء کے ۲۲۱ میں بھی اس کی نسبت میں لکھا ہے: ولقد کثر الوقوع وشکائے متعذبین نزدیک نیست کہ بھیجے اذرا بش سالم، نہ ایں حجت و دل ازوے گرجنت و بدف غفلتے وقت شد بر بعض دلیل گرد و قول، و در و نو و ذوالاماع گردند بغض و تشیع نمودند بروے و گنیز گردند سلاطین را از غنای او نہی نمودند عوم را از نزدیک شدن بروے و اخذ کردن ازوے لہذا حوک اور در انداختند و از بلاد بدر گردند۔ و کچھ جب کہ بن جود کی عداوت و شرارت اور خدا کا انگریز بن کی نسبت یہ حال تھا تو پھر اس کی رائے نسبت شاعت مذہب امام ابوحنیفہ و مالک و ابوالکلیل خلاف واقع ہے کہس طرح قابل لغات ہو سکتی ہے۔ حالانکہ اس کی یہ رائے جہیز اس لئے کے ستاب ہے جو مورد نصائی کو سلام کی انت کی نسبت ہے کہ معافانہ وہ تلوار کے نور سے مجید ہے اگرچہ پوچھو تو ابن جرم نے ایسی طرح واقعہ جو در نصاری سے ہی اخذ ہے و تصعب و حسد سے اس کو کچھ نہیں سمجھا۔

مستم۔ ابن جرم اور اس کے متبعین کی یہ رائے عقل و عقل کے بھی خلاف ہے اور تمام دنیا کی تاریخ اس امر کی شاہد ہیں کہ بھی کوئی مذہب محض عظمت و سیاست سے سر و مروج نہیں ہوا اور مشہور قول "لساں علی دین" سے کچھ: مذہب کے متعلق نہیں ہے بلکہ وہ صرف طرز بقدر لغزش کے متعلق ہے۔ آپ خود ہی دیکھ لیں کہ ہم جس عظمت کے ریس یہ امن و بین سے رہتے ہیں اس کی طرز بقدر اور عیش گوارا تر گوارا کس قدر پسند کیے انقباض کر رہے ہیں بلکہ اس کی پسندیدگی کی یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ اب پرانے نبی کے بند و مسلمان لوگ خال خال دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن ان

کی مذہبی پابندی کا نمونہ بھی کسی پر پوشیدہ نہیں ہے کہ خود اسی مہلت کے محمد بنیست محمد ۱۸۵۷ء میں جب لوگوں کو صرف اپنی ہی غلطی سے بدوق کے کار توں کی نسبت جودا ریت سے تار وین کر آئے تھے یہ اشتباہ پیدا کر ان میں نمونہ جودا ریت کی چرل کی آمیزش ہے اور ان کے استعمال سے مذہب بگڑنا ہے تو کیا ایک جنت و مسلمان افواج نے بجز اکر کس قدر غد بچا دیا تھا جو بڑی مشکلات کے بعد فرو ہوا۔

پس جب کہ شمال بالاسے افریقہ میں اٹلس ہے کہ حکومت کے اٹلسے افریقہ میں اور طرز بقدر کی ہی جہیز ہو سکتی ہے اور جہیز کے تبدیل پاس کوئی نہیں پاسکتا تو اب ہم خاص معادیر بحث کی طرف رجوع کر کے ایڈیٹ ایل الذکر اور اس کے ہم خیال جو عقلمندین سے پوچھتے ہیں کہ اگر اسلام میں کوئی شخص حکومت و ریاست کے دباؤ سے لوگوں کا دینی مقتدا و پیٹو این سکتا ہے اور نہ اس کے مذہب و عقائد کی تعید بظہور وجوب تسلیم کر سکتے ہیں تو اب ہمیں بتا دیں کہ محمد بن عبد الوہاب نجدی عرب کے ملک میں سیاست سے عزمین شریفین کے اس قدر آدمیوں کو اپنے عقائد و مذہب کا پیرو و عقید بنا سکا تھا جس نے احوال یہ صحت صدی پہری میں نتو دیا یا کر اپنے عقائد کا اثر گاؤں بگاؤں پھر کر لوگوں کے دلوں میں ڈالنا شروع کیا تھا اور جب کہ لوگ اس کے ساتھ متعلق ہو گئے تو پھر اس نے کچھ بل علم و دین پر مکتہ ترفیع کے لوگوں کے عقائد بگاڑنے کیسے بھیج دیئے مگر بل کہ اس کے دام میں نہ گئے بلکہ مٹائے وقت نے اس کی تکفیر کے فتوے دیئے۔ اسی اشار میں اخافا جب محمد بن سعود امیر و حیدر ملک سید کذاب اس کے عقائد و مذہب کا پیرو ہو گیا تو اس کے بعد اس نے اس کو یہ چکر دے کر کہ سیاست سے ان عقائد کی تشریح و شاعت





کیرے بڑھ سوتے اسکے کچھ تخیروں کو بالاکوٹ کے سو کوٹھ میں ۱۲۳۷ھ میں خود  
 اپنی بی بی جان کھودی اور کسی کو سیاست سے وہابی عقائد کا قتلہ نہ بنا سکے۔ ہر  
 وہابیہ مذہب کو جو ہندوستان میں کسی قدر رواج ہوا ہے تو وہ صرف وہابیوں  
 کے دھوکوں اور دل کی تالیف و تصنیف سے ہوا ہے۔ وہ دینِ حرم کی تفسیر  
 راستے پرکا بندہ کر دہوی مولوی صاحب نے جو کائنات کی شریعت کی تھی اس کا تخیر  
 چراغوں نے بجکت لیا ہے وہ ظاہر ہی ہے۔

چہاں ہم امام ابوحنیفہؒ کی عقیدہ تو ان کی حیات ہی میں شروع ہو گئی تھی اور زمانہ کے حالات بھی اس امر کے مقتضی تھے کہ ان کی عقیدہ روز شروع ہو جائے۔ کیونکہ جس زمانہ میں امام بہام نے شروع مایا تھا اس وقت علم کی حالت ایک مریائے نامید انکار کی مثال تھی۔ احادیث و روایات کے سلسلہ کے صرف نال یا دہونے سے ان کے شاخ و برگ کا مدیشہ لگ رہا تھا۔ علمائے نامہ اور نقباء کرام سے ان کے وقت جب اپنی اپنی یادداشت روایات سے کام لے لے سکتے تھے۔ تو اعتبار سے فتویٰ دیتے تھے۔ مگر اعتبار و مشاہدہ کا کوئی قاعدہ نہ تھا اور نہ ہی شیخ و صبیح، تاسخ و مستخرج، عام و خاص، محکم و متقابہ اور آثار و زیارات کی شناخت کا کوئی معیار تھا۔ اس پر جب امام ابوحنیفہؒ نے ۱۲۰ ہجری میں احد و فات اپنے متاد امام خدا کے اہل کو دیکھ کر ان سے مسند تدریس و امتداد پر جوس فرمایا تو آپ نے اپنے ایک بزرگ و صاحب کے مشورہ و دعا سے پہلے پہل جس امر کی طرف اپنی توجہ کر صرف کیا وہ یہی تدریس علم اور حصول تدریس و حدیث کی راہوں کی تھی جس سے دوسرے امر کو بھی میدان کو دیا۔ ۱۱۔ انھوں نے آپ کی عقیدہ میں تدریس حدیث و غیرت و سادہ کریمینہ و خانقاہ آل ابراہیمؑ کی تشریف سے تدریس حدیث کے مسئلہ میں امام ابوحنیفہؒ کی نسبت اس طرف سے دیکھا

به والله يول من دون علم الشريعة ورثه ايها الناس تأمروا بما  
 من الله في تربية الوفا والم يبق ابا حنيفة احد ثلث الصحابة  
 رضي الله عنهم والآخرين لم يعضوا في علم الشريعة اقبلوا  
 مقبولة ولا تكتسب رتبة وانما كانوا يمتدحون على قوة حفظهم  
 فلما راى ابا حنيفة العلم مشتت في اوقاف عليه الصيام وقونه  
 فعله ايها الناس بالظواهر حكم بالعتلاء ثم ياتوا العبادات  
 ثم الامارات ثم حكم الكتاب بالمرثية وانما جده بالظواهر  
 المشهورة لا سيما من دلت وما حله لكم بالمرثية  
 زيد احسن من اناس وهو قول من وضع كتاب نزلت وكنت  
 الشروط ولهذا قال الشافعي رضي الله تعالى عنه الناس  
 على اربع حنفية في العقه -

بعد غایت لاد و طر ترجمہ و مختصر میں بخوار مسند غفراری سلیف الامراء سے  
 اس طرح پروردی ہے کہ یہ بات مشہور ہے کہ حضرت امام نے علماء تابعین سے  
 بارہ ہزار اساتذہ کی شاکردی کی و طر فقر و حدیث کا حاصل کیا لیکن بہتے علم پر  
 اپنی زبان سے فتویٰ نہ دیا۔ یہاں تک واجب نہیں نے اعانت دی کہ آپ  
 جامع مسجد کو میں مجلس کے مدرسہ میں لے کر ایک ہزار شاکر آپ کے پاس جمع  
 ہوئے جن میں سے فاضل ترویزرگ حرف ایں شخص تھے جن کو اجتہاد کا رتبہ  
 حاصل تھا سو ان کو آپ نے اپنا مقرب کر کے کماؤم میرے داور و مفسر  
 ہو میں نے اس فقر کے ٹھکانے کو تھا سے لیے حکام و سرکار و سب کو کس  
 دیا کہ وہ اپنے کو تمام میری ۔ دیکھو کہ وہ کس سے کھو نہ لائے کیا ہے۔ بغیر  
 کوکب یا ہے۔ چنانچہ اور جو میری ہی چیز ہے۔ یعنی وہ کو خفیہ سے کیا ہے۔

[illegible]

تاریخ شریف درمیں کے مکتبہ میں ملی ہے۔ لفظ خود سے کتبہ گذر گئی  
یہ المکتبہ میں خود سے ہوا۔ حضرت بہت سے ہیں۔ ان میں سے دو ایک کتبہ سے اس کو کہا  
اور وہ اس سے ہے۔ یہ ہے یعنی خانی سے لایا گیا۔ یہ وہ ہے جس نے اس کو پیدا  
اور جو سف سے اس کو رکھا۔ اور اس کے ساتھ وہاں پہاڑ اور بانی اس  
کے مکتبہ سے ملی ہیں۔ خدا کا نام نہ لے کر اس کو پڑھا۔ اور خود سے لایا۔ اور  
فقہ کی ترقی کوئی نہیں چلا۔ کہہ گا۔ اور حضرت علیؓ سے اس کو کسی کمر  
میں کیا۔ اور اس میں رہا۔ کہ ایک باب بظہر میں۔ وہ اب مشہور ہے۔ کہ ایک  
اور ایک ہی چیز ہے۔ کہ ایک سے اس میں کہ دو ہیں۔ اس کے ایک کی اہمیت  
و جمع کے دونوں میں یا دونوں سے اس سے اس کے دونوں میں اس کو کہا۔  
اور بلا واسطہ اس کے لغت میں مکتبہ سے اس کے دونوں کے اس کے اس کے  
تاریخ شریف میں اس سے کہ عام و غیر متجانس ہو۔ اور اس کو اس کے اس سے  
نماز و حج و عمرہ۔ انہی میں ہے۔

میں نے سب سے اہم و عظیم سے منسوب تحریکات والا ہے یہ ہیں انہی کے ذریعہ

[illegible]

مذہب و عقیدہ و لہذا بدین و لا یطو فیہ شیء حصہ کسی مذہب پر  
 جس میں جو دراصل ایک ہی کلمہ کا باب تھا و کلمہ حق کے جس مذہب کا وہی  
 مذہب سے ثابت تھا۔ یہاں مقولہ میں وہاں جو کہ جس کے ذریعے ہی مذہب  
 و اس کے مفہم بتائے گئے ہیں قاضی و امام تو اس سے جس کے پیروں سے کہ ان کو  
 مفہمات و وجوہات کے پیش تو جب پر مفید کے سے یہ دلائل شریعہ میں خود ذکر فرماتا  
 و اس نے اس اعتبار سے حکم کیا ہے اور سرور کی کہنے کی وجہ تو یہی دلیل اٹھایا  
 مسدود کیا اگر یہ صحیح ہو تو خود انہیں اصول اور قواعد سے۔ میں ادنیٰ جو کر کے  
 بعد کے یہی حکم کمال یہ اور نیز اس درجہ برتاویوں کے ثبوت سے دیکھیں  
 ان وقتوں و مشکلات سے بھی سکھائی گئی تھی جو اس سے یہ اوقات قاضیوں









ہم سے جہاں تک اس مضمون پر غور کیا جائے اس کو زمرہ تاپا وغیرہ کے مروجہ پایا بیجے اور مضمون نگار اگر جہل و کبر کی مرض میں مبتلا نہ ہوتا تو اس کی اس مضمون کی نوعیت تمام جوانی تو اس کو کٹا بیچ کر کے اپنی خفشت نہ کرنا تھا کاش وہ خیال کو ترک کر دیتا اور اپنے بوجھ کو کٹے اپنا منظر حشر نہ کرتا ہے اور پاک دلوں کی شان میں گستاخی کر لے سے اپنی ہی جاہلیت و خرابی کوئی دے۔

۵۔ چون خدا خواہد که پردہ کس زد میلش اندر ملت با کان کند

مضمون نگار کی طریقیں وغایتاً اس مضمون کے کچھ سے یہ ہے کہ وہ حضرت امام  
الامیر و رفیعہ کی نسبت یہ ثابت کرے کہ وہ محمد تھے اور نہ محمّد بن علی کی عظمت  
مٹتی اور نہ خدایت۔ حالانکہ تمام اسلامی دنیا شرق سے عرب تک اس بات کی کھلی ہر  
چکی است کہ کلمہ وفاء اور جہاد و شہادت میں کوئی امام بھی امام محمدؐ کے پایہ کو نہیں پہنچ  
سکتا۔ چاہے جس کو اس مضمون پر بالستغاب بحث کر کے اس کی ہر تردید کریں اور پیسے  
اس کی ضمانت کا دوا عرض کر کے چھر لیں کا جواب نہ ترکتے ہیں۔ جو کچھ مضمون نگار حضرت  
روایتی ہے دراز کتب میں مثنیٰ۔ اس سے اس کی عبارت کے اوپر نقطہ زانی، مدافعت  
تجربہ کی ابتدا میں مثنیٰ کا اضافہ کیا جائے گا۔ اب ناظرین غور سے لکھیں۔

وہابی، جیسے جو کہتا ہے کہ محمد بن ہرگز نہیں مرے ہیں اور میں  
کو اسے تم محمدؐ سے ہیں ان کی شان نفس اجتہاد میں کسی ہے ان کے اجتہاد کو  
محکمین وقت نے تسلیم کیا ہے یا نہیں؟ ہم اس اصول پر جان تک مورد نظر نہ کرتے ہیں  
اہم بات، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ وغیرہم محمدؐ سے کہتے  
ہیں۔ ان کے اجتہاد میں کسی نام نہ نہایت کو انکار نہیں۔ ان حضرت کے نفس اجتہاد پر کوئی  
اعتراض نہیں کر سکتا بلکہ امام ابوحنیفہؒ رحمہ اللہ کے اجتہاد پر اکثر محدثین اور خود نیز  
ملائیہ کو اعتراض رہا ہے۔

حَسْبُنِي يَنْجُو كَيْفَ كَرِهَ اِسْهُ وَمَتَّعْ بِهَا رُءُوسَهُمْ وَجَعَلَ ذُلًّا لِّتَلْذِذُوْا ۚ اِنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ

ان لیا ہے کہ جو ان لوگوں کا اصول تو یہ ہے کہ: ہر من خود پدم پدم راہ کھم +  
 خود مجتہد ہیں دوسرے کا اجتہاد کیوں مانیں: بال ہائے مہربان حیدر آبادی کے  
 ملکہ انرا اجتہاد میں سے ہیں، ام تو مسلم الاجتہاد میں اور ان کے اجتہاد پر کوئی  
 (مخفی ہو یا وہابی) اعتراض نہیں ہو سکتا۔ لیکن امام الاقرانوی فرمادے کہ وہ مجتہد نہیں، مانا اللہ  
 اس پر دلیل یہ گزرتا ہے کہ باقی ائمہ کے اجتہاد سے کسی امام یا محدث کو انکار نہیں،  
 لیکن امام محدث کے اجتہاد پر اکثر محدثین اور غوامثلین نے کوعتراس رہا ہے اس کا جواب  
 ہے ہر ایک کے پاس عرض کریں کہ لَقَدْ اَتٰنَا اللّٰهُ عِلْمًا، لَقَدْ اٰتٰنَا رَبِّیْ۔ میں تعجب ہے کہ  
 مستراح وہابی نے کس ظہری سے علی رؤس الاشرفہ پر جھوٹا جملہ لکھ دیا ہے کہ  
 ہم اوصیاء کے اجتہاد پر محدثین اور غوامثلین نے کوعتراس رہا ہے حالانکہ امام محدثین  
 اور علماء نے ہم محدثوں کی مدح و ثناء میں طیب اللسان ہیں اور واقعی ذوالفہم +  
 ادب و عقابیت کی تحریک کر رہے ہیں، اس بار میں مخالف کی تکذیب کے لیے صاف  
 ائمہ میں سے اقوال اور بعد ان کے کلمہ مجتہدین کی شہادتوں سے ثابت کر بیٹھے کہ حضرت  
 امام عیاض علم وفقہ اور جہاد، اجتہاد و متہذہت میں سب سے بڑھ کر تھے۔

## امام مالکؒ کی شہادت

امام الاصفیاء رحمہ اللہ تعالیٰ کے قلم اور فتوح و حجتہ کے بارے میں امام حکمت  
لے کے حسب ذیل بعض کتاب کردی ۱۳۱۳ میں لکھا ہے ذکر الصیبری، سادہ  
عن ابن المبارک قال كنت عند مالك اذ جاء رجل فرسده فلما خرج  
قال اتدرون من هذا ابو حنيفة لو قال عنه الاسطوخسدي من  
ذهب لنقام بحجته لقد وفق الله قلبه له فقام حتى ما عبي كثير

مؤنہ مشرقہ علیہ الشوریٰ فی جلسہ دومہ فلما خرج قال هذا  
 سبب و ذکر فتہ و در عید یعنی محمد بن کے چہرہ و ابن ہارک فرماتے ہیں کہ میں  
 امام مالک کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا امام مالک نے اس کو بند بگر بگر دی جب  
 چلا گیا تو کہا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ مجھ کو کون ہے۔ امام ابو حنیفہ ہے۔ اس کی حدیث کا یہ ہے  
 کہ توشہ کو جسے کہتے تھے کہ اس سے کہیں کو ثابت کر دکھائے۔ سنت  
 اس کو تھیں ایسی تو فتنہ کشی ہے کہ اس میں اس کو کوئی مشکل عام نہیں ہوتی۔ پھر امام ثوری  
 آئے تو ان کو اس درجہ سے نیچے بگر دی جب چلے گئے تو کہا یہ صحابہ ہیں اور اس کی  
 قضاہت اور توشہ کا ذکر کیا۔ علامہ موفق بن احمد نے کتاب من قبالی حنیفہ میں  
 میں لکھا ہے حدیثی صحیحین کی میں میں سمعت محمد بن عمر بن قادی  
 يقول حکان مالک ابن انس کتبہما مکان يقول يقول ابی حنیفہ وینقلہ  
 و ابی لم یسکر یصلیہ نہیں احق بن سریر بن ابیہ و و نسائی کے شیوخ میں سے  
 میں روایت کرتے ہیں کہ احق بن عمر و قادی شاگرد امام مالک کہتے تھے کہ امام مالک اکبر  
 امام ابو حنیفہ کے قول کے مطابق حکم دیتے تھے ورنے ڈال کر نہیں کرتے تھے خود خطاب  
 و ی۔ پھر ہی صحیحین احق بن محمد بن عبد الرحمن مرقر شاگرد امام مالک سے اس  
 طریق پر روایت کی ہے۔ قال حکان مالک و یسار احسن يقول ابی حنیفہ فی  
 المسائل یعنی امام مالک کثرت میں امام ابو حنیفہ کے قول کو مستر کرتے تھے۔  
 دیکھو پہلی روایت سے ثابت ہے کہ امام مالک نے اعلیٰ قاضی کے وقت امام ابو حنیفہ  
 کی تعلیم کو خود سکھ کر اپنے سے بلند نہ پہنچا دی۔ پھر حسب معین ثوری صاحب  
 سے تان کو ان سے بیچے تھے ابو جبر بن زین کے شاگرد امام صاحب کی قاضیت و  
 قاضی استدلال کو اس سانچہ سے بیان کیا کہ اگر آپ بالفرض ایک اہل تہذیب الثبوت  
 پر ہی دلیل قائم کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ در دوسری دور و دور سے ثابت ہے کہ امام

مالک باوجود حد و مجتہد ہونے کے اکثر مسائل کے فیصلہ کے وقت امام ابو حنیفہ کے قول کی  
 تلاش کرتے تھے ورنہ وہ ان کے ہی قول پر تکیہ نہ فرمایا کرتے تھے۔ ان کا یہ کہ  
 ملازم ان کے بقول امام مالک حضرت امام ابو حنیفہ کی کاس میں تعریف ثابت ہوتی ہے۔ یہ  
 معنی ثابت ہوتا ہے کہ امام مالک سے امام مالک سے نصیحت و کمال و تہذیب و تہذیب  
 اور اس کی قاضی امام اہل علم تھے۔

### امام شافعی کی شہادت

حضرت شافعیؒ نے تو حضرت امام ہمدانیؒ کی ہاں تعریف و توصیف بیان فرمائی۔  
 و ان کی حدیث و نصیحت کا اعتراف کیا ہے۔ علامہ ابی جبر کی شافعی نے اپنی کتاب  
 حضرت عثمان کے دست میں لکھا ہے۔ عن ابی حنیفہ قال قال ابی ابی اس  
 عین فی الفقہ عن ابی حنیفہ و رأیت ابی علیہ حدیثا قصداً منہ یعنی  
 ریح کے سیمین تناظر امام شافعی کے کہ امام شافعی نے فرمایا ہے کہ امام مالک و امام  
 امام ابو حنیفہ کے خیال میں۔ میں نے کوئی شخص بھی ابو حنیفہ سے فقہ میں دیکھا۔ کسی کی  
 دوسری روایت میں ہے۔ من لم یحضر فہم لکبہ لم یحضر فہم لکبہ  
 لا یستند۔ یعنی جس شخص سے امام ابو حنیفہ کی کتاب میں نظر میں کی۔ وہ علم و فقہ  
 میں کسی بزرگوار نہیں کر سکتا۔ نیز کتاب مذکور میں علامہ ابی جبر نے امام شافعی سے  
 روایت کی ہے۔ قال ابی حنیفہ من اداب یحضر فہم لکبہ فہم لکبہ  
 ابو ابی حنیفہ سے من وفق لہ الفقہ یعنی امام شافعی فرماتے ہیں کہ جو شخص فقہ  
 میں بزرگوار ہے وہ امام ابو حنیفہ کا مالک ہو جیسے کہ آپ ہی کو فقہ میں کابل و توفیق  
 ہے۔ علامہ ثوری نے اپنی کتاب میں امام شافعی کے شاگرد امام ابو حنیفہ کے ذکر میں  
 لکھا ہے: ذکر ابی حنیفہ عن صاحب شافعی قال حدیثہ عن ابی حنیفہ

من بعدہ۔ جس حملی لوہکن کھڑے حل قدر معلوم۔ فہما اعلام  
 ولکھہ۔ کان یکلمنا علی قدر عقول۔ یعنی دینی نے امام شافعی سے روایت  
 کی ہے کہ میں نے وہ کیا کہ میں نے دس سال امام محمد کی محبت کی۔ دینی صلیغیت  
 اس قدر چڑھیں ہیں کہ اورٹ اٹھا کے مگر امام محمد ہی عقل و فہم کے مطابق ہم سے کلام  
 کرتے تو بہتر نہ کی کو کم بھی سمجھ سکتے لیکن وہ مجھ سے باجی عقل و فہم کے مطابق کلام کرتے  
 تھے۔ یہ کتاب مذکور کے نسخہ میں ہے۔ ذکر سعد و علی شویخی عبد  
 بن عبد بن عبدی اللہ فنا فی لیسہ مرحلہ فی اخلاص ماں بعدہ  
 و فی اللہ نصحتہ۔ یعنی امام شافعی فرستے ہیں کو مجھے اللہ جانے علم میں  
 وہ محضوں سے مردی۔ حدیث میں ابی عیینہ اور تقریبی امام محمد سے روایت ہے  
 درمیان میں یہ ہے۔ قال امام شافعی من رد اللہ فلیزم یحب  
 ابی حنیفہ من بعد ان قد یسر لہم واللہ ما صورت انی لہم  
 تحت محبتہ من اللہ۔ یعنی امام شافعی کا قرابہ کو جو قدر حال کرنا ہے  
 ہے وہ امام ابو حنیفہ کے اصحاب سے کیے ہیں کہ معالیٰ ان کو کسی بہتر ہوئے ہیں۔  
 پھر نہیں امام محمد کی تائید پڑھ کر فقیہ شافعی ہیں۔

روایات باہر خود کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت امام شافعی کے دل  
 میں کس قدر عظمت حضرت امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کی تھی۔ آپ نے یہ صلیبی  
 خود یہ کہ نقد میں تھا تھا۔ محمد بن حضرت امام محمد کی حیل میں جو جس کی نظر  
 امام صاحب کی کتب میں ہو وہ قدیمت یا تفرقی امام کا دعویٰ ہی نہیں کر سکتا۔ امام  
 صاحب تو ہی سے خود حضرت امام محمد (جو امام صاحب کے شاگرد ہیں) کے علم کی نسبت  
 امام شافعی صاحب کی پرانے کہ اگر وہ اپنی ہیئت کے مطابق حکم کرتے تو ما شافعی  
 جیسے امام محمد اس کو سمجھ بھی سکتے۔ ورنہ آپ نے جو کچھ سیکھا ان سے اور ان کی تائید

سے کیا ہے وہ آپوں کو پڑھ کر خود بھی قہر  
 مزا پلینے مگر شرم چرکینی است کہ چشمہ مراد ان بیانہ

### امام احمد بن حنبل کی شہادت

حضرت امام احمد بن حنبل سے امام صاحب اور ان کے شاگردوں کی نسبت  
 روایت فرماتے ہیں۔ دینی ہے۔ علی بن ابی نجرش دینی نے حضرت الحسن کے وقت  
 میں بھی ہے۔ مار حمدی مدینہ فی حدیث اور حقیقتہ یہ کہ اس سے امام  
 و ابی و نہرہد و مار لاجون بعد لایہ رہہ حد۔ یعنی امام محمد بن  
 حضرت امام ابو حنیفہ کی تائید میں کہ ہے کہ آپ علم و ورع و درود و ایثار و قدرت میں  
 پیسہ و درجہ میں کسی کو کسی میں ملے۔ علامہ گواردی نے یہی تائید تائید ہے  
 میں امام ابو حنیفہ (شاگرد امام ابو حنیفہ) کے ذکر میں لکھا ہے۔ اس کتاب میں  
 روایت ہے قال حمدی حدیثہ۔ امام صاحب نے لکھا ہے کہ حدیث دھرت  
 حدیث و حدیثہ۔ حدیث حدیثہ۔ امام صاحب سے اس میں حیا کی محبت ہے  
 جو حسن جو کہ شہرت کے ہیں روایت ہے کہ امام محمد بن حنبل فرستے ہیں کو نہیں ہے  
 یہ صاحب حدیث میں امام ابو حنیفہ کے امام بن ابی حنیفہ اور ان سے حدیث کو لکھا  
 اس میں روایت باہر خود کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ امام صاحب کی تائید پڑھ کر فقیہ شافعی ہیں۔  
 امام صاحب کی کتب میں ہو وہ قدیمت یا تفرقی امام کا دعویٰ ہی نہیں کر سکتا۔ امام  
 صاحب تو ہی سے خود حضرت امام محمد (جو امام صاحب کے شاگرد ہیں) کے علم کی نسبت  
 امام شافعی صاحب کی پرانے کہ اگر وہ اپنی ہیئت کے مطابق حکم کرتے تو ما شافعی  
 جیسے امام محمد اس کو سمجھ بھی سکتے۔ ورنہ آپ نے جو کچھ سیکھا ان سے اور ان کی تائید





چشم به اندیشه کردی کنه باد / حجب غایب منم کش در نظر

[illegible]





رکت ہو۔ جب کہ نام آؤند کر سب باتیں خال ہیں اور مجھے کون سے پوچھنے والے کے ایسا کوئی طرائق آتے ہیں جسے نفس میں اس بات کا بہت ڈر رکت ہو کہ وہیں انہی میں کسی طرح کی کوئی شکوک بات داخل کر دے۔

دیکھو حبيب ایسی نبردست شہادت سے اہم اہل علم کا نہ صرف فقیہ اور شجاع  
حدیث اور صاحب الرائے ہونا ہی بلکہ اس اوصاف میں بے مثل ہونا ثابت ہے اور  
نیز کہ آپ حبیب دینی امور میں مقلد اور مخالف من اللہ دنیا بھر کے کوئی نہ تھا اور جو شخص  
کو امام ہدایت کے برعکس زبان ملے وہ اپنے گمراہی سے بھر پوری عاقبت حراب کرنے کے  
اور کچھ حاصل نہیں ہے ۔

۸۔ عصر میں دینار لکھنی متزل ۱۳۶ھ جو کبار تابعین سے ہیں، ورنہ کسی طرف میں صاحب تہذیب نے ثقہ، تہت کے خلاف کچھ نہیں اور نہ مصحح کے اعلیٰ روایت سے ہیں۔ وہ امام ابو حنیفہ کی انکی ابتدائی ہی حالت میں بعزمت دیتے تھے ان کی نسبت فیہر التحدیث کے مشہور ہیں اس طرح پر لکھا ہے: وہاں حماد بن زید کث ما فی عمروں دیار قاد: حار ذو حنیفہ اقل علیہ وقرک مسائل، ما حنیفہ عمالہ فی حنیفہ سنا یعنی فتاویٰ پر یہ عمر انصاف کے اعلیٰ روایت سے ہیں۔ کہتے ہیں کہ کم مژدین وینار کے پاس جایا کرتے تھے پس جبکہ امام ابو حنیفہ آتے تو آپ ان کی طرف متزیب ہو جاتے اور اس بات پر تیس غیور ہوتے کہ امام صاحب سے ہم مسائل پوچھیں پس ہم ان سے مسائل پوچھتے اور امام ابو حنیفہ مدحیں دیتے تھے۔

دیکھو عمرو بن دینار جیسے بے پل نقد فقیر، محدث جلیغول، امام ذہبی نے اپنے زمانہ میں غم و اندوہ اور احتیاج تسلیم کیے تھے جب امام حاکم کے ایقہ نے فرمایا۔ میں جس وقت غم و اندوہ کرتے تھے تو انتہائی ناز میں جب ہر طرح سے آپ کو کمال پہنچا

یوگیا تھا۔ تو سپردِ اہم آخر اور پیشوائے اُمت کیوں تو تسلیم کیے جاتے۔

[illegible][illegible]

یعنی ہر ساق قاضی خوارزم کہتے ہیں کہ ایک دفعہ سترہ سو کوہم، پونہ بیسٹھ اور کچے  
اصحاب کے مجلس کے پاس سے دجیب کو روہنے و روہ کوہم کی فقیہ میں ہندو  
رہے تھے کہ رستہ میں کچے کے یہ منظر گئے۔ پھر کیا یہ لوگ شیعہ تھے، ملاح  
عجمہ پڑھتے والوں سے فضل ہیں، یہ لوگ مکتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کفر  
کو یہ میں شمول میں اور اہل حق و جہل سے سلطنت میں کوشش کر رہے ہیں۔

اللہ اکبر ۱۱ دیکھو اہل حدیث کے بیٹو! حضرت عمرؓ کی کدو کو نام افہم کی  
سمیت کس قدر حب اعتقاد تھا کہ انھیں اللہ تعالیٰ واپس لے دیا لیکن عام جو شخص کو  
دیکھو ان کے اس کو کوئی خوف و خطر نہیں ہوگا اور کو امام ابو حنیفہؒ و ان کے  
اصحاب اہل سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے شہداء اور غائبین  
وغیرہ سے افضل ہیں اور کہ حجتہ و دروغا بہت سب اعمالِ صالحہ سے افضل ہے  
اور کوئی عمل اس کے نتیجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔

عید اٹھتے ہیں عید الفطر میں اس حیرت انگیز شے کو  
توبہ میں غریب التوبہ میں توبہ، توبہ کے، اعطاء اشغال کے  
اور انہ صناع کے چل چل رہے ہیں خیرات احسان کے مسائل میں امام ابو حنیفہ کی  
سبب ان کا قول اس طرح پر رکھا ہے۔ ع۔ م۔ عیدہ قول میں حیرت انگیز  
بلفہ من علمہ ویدہ وورعہ وصیانتہ لدینہ وعلیہ احبہ  
سکون لدہ والعلو شان حبیب وذکر عہدہ فیواقال اسکون اشد  
لعنفہ بدلعنفہ بھی ابن ربیع کو جب امام ابو حنیفہ کو علم وورع اور سقا  
ہیں کان معلوم ہے تو کہنے لگے عسقرش شغل کا علم کے بارہ میں عجیب شغل جو  
کا۔ کہتا ہے کہ سید امام موقوف کا ذکر کرنا تو کہنے سے بے موقوف ہو جاتا ہے  
تقریباً۔ خ۔ اس کے مسئلہ میں لکھا ہے۔ لدہ معلوم میں حیرت

۱۔ ملکہ و شیخ شیخ لاشعی موتہ، استرجع وقال ی علم حبیب  
۲۔ جب اس جبریل نے غیہ مکہ کو جا رہا تھا شیخ کے شیخ شیخ ہیں امام اہل سنت  
۳۔ موت کی خبر پہنچی تو آپ نے استرجاع کے بعد کائنات کو ایک نیا جہان بنایا کہ ہم کو  
۴۔ داؤد الطائی سنو ۶۰۰ ع میں کی تحریک میں صاحب تقریب  
۵۔ غزہ غزہ، فاس کے الفاظ لکھے ہیں اور امام نسائی کے مل شیخ سے یہ امام  
۶۔ اگر کی نسبت ان کی شہادت خیرت عمان کے ۲۵۰ میں اس طرح پر لکھی ہے:  
۷۔ ذکر عدو و عدائی فقال د لک مدح یہندی بدہ الساری  
۸۔ امام قبیلہ قلوب المومنین دے ۲ داؤد طائی کے پاس امام اہل سنت  
۹۔ اگر کو تو آپ نے کہا کہ وہ ایک دشمن ستارہ میں جس کی روشنی میں سب ہدایت  
۱۰۔ آتے ہیں وہ آپ ایسے عالم میں کہ تمام مومنین کے دل آپ کو قبول کرتے ہیں اس  
۱۱۔ حدیث میں ہے جو آپ کو نہیں مانتا، وہ مومن نہیں ہے +

۱۔ فتح محمد بن اسحق امام اعجازی متوفی ۳۴۲ھ میں تواتر میں  
روایت کے لقب سے پکارتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ کی سنت جو ان کو پیش  
کا ل کمال کتاب امام متوفی مجدد کے ساتھ اس طرح پر ملتا ہے۔ تب  
اس پر کسی نقول قدیم حضرت محمد ﷺ کی عروہ کے  
مع صحت انباری و روایات، و حضرت فیدائی زیدم، و نسب  
عہ و عاریت فی مسائل سوحد۔ فقہی یونس بن کثیر  
متوفی کے ذات سے ہیں۔ کہنے میں کہ محمد بن اسحق جب کو میں اسکے توجہ  
و ان کے سے ذکر وراثت سا کرتے تھے اور وہ ان دلوں میں وفات پا کر  
ذات کے مقام پر جا کر کیا کرتے تھے اور بت حضرت آپ کے پاس ملے  
۲۔ دو سال قبل آمد کان سے استفادہ کرتے تھے :

[illegible]

من العمل، ما شهدته في ليله فـ

[illegible]

کے وقت میں کہہ چکے : فیما بلغ شمسۃ موتہ استرجع وقال طعن عن  
مکہ وقرطوبہ وعلما ما انھم لا یرون مثله یذا۔ یعنی جب شہر کو آپ  
کی وصات کی خبر پہنچی تو اس طرح کے ہمد کئے گئے آج کو ذکرِ حیرتِ عالم ہو گیا۔ اور  
اب اہل کو ذکرِ قیامت تک اس کی نظیر نہ ملے گا۔

[illegible]

دیکھو محمد بن ابی امام کوسید سے اعادیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 جسے کہ عذر مشرق تھے اور ان سے نبی ہون مہدیت کی کس قدر کرتے تھے۔  
 لہذا کہ شہر کے مل جانے سے بھی ان کو یہ دوشی ہوتی ہے۔

۱۶۔ عصف بن ابی رہب متولّد: جو کربلا میں اس وقت سے ہیں جب کہ  
 عرب میں ترتیب میں تھا، فاضل کے الفاظ کے ہیں اور یہ سب میں  
 ہے۔ ہر حال الفہم و لافہم کے ان فقرات نے اسے شہادت  
 الیہ الفتویٰ دیکھ کر اور آخر صحاح ستہ کے اعلیٰ درجات سے یہ  
 صید کی جگہ کی عمر ۳۲ سال کے ہی تھی، حضرت کیا کرتے تھے



نک سبت کتاب ام موفی جلد ۲ ص ۲۸ میں اس طرح پروردی ہے: عن الحارث بن عید المرثی قال کنا لکون عند حطاء بن الیاس ریحاً بعضنا جلب بعض واد جلاء الجویض ووسع له وادناه. یعنی ایک ریشہ بن جید الرحمن کہتے ہیں کہ لوگ ایک درخت کے نیچے واسطے سماعت ادا ویت کے امام حارث بن ابی ہاشم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں جب موسیٰ آیا تو ان کے لیے یکدیگر رخ کر دیتے اور اپنے بہت نزدیک بٹھالیتے۔

دیکھو جو شخص کا استواس کے مادر شاگردی میں ہی اس کی قدر عزت و حرمت کرے وراثت بھی کوئی رسول سادہ ہو بلکہ اپنے وقت کا ایک مکرم امام و مقدر ہو عید وہ شاگرد اپنے کمال میں تھی ہونے پر کیوں قدر اسے مرتبہ دہوتا۔

۱۳۔ فضیل بن عیاض متوفی ۱۸۷ھ میں کی نسبت تھوڑے عیال امام کے خاوند قریب میں تھے میں درپردہ کے علی روایت سے میں ان کی شہادت ام حرم کی سبت تبیین الضیف کے زمانہ میں اس طرح پر بھی ہے۔ زیدی لفظ

عن سعید بن مسعود قال سمعت سعید بن عیاض یقول ان ابی جعفر (ع) راہ حقینا معروفی بفقہ مشہور بالورع وکمال دیانت علیہ مساکت وپہنحت صحیح شہادوں ناں عن شحابة والتابعین ولا واس وحسن القیاس۔ یہی سعید بن مسعود جو کما حاج ستر کے شیور سے ہیں کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن عیاض کو یہ سنا ہے کہ امام ابو جعفر ایک دفعہ تھے جو فقہ اور ورع میں تھوڑے تھے کوئی ایسا مسند وارد ہوتا کہ اس کے متعلق کوئی صحیح حدیث مل سکے تو اس پر عمل کرتے تھے اگرچہ وہ صحابہ یا تابعین سے ہی ہوئی ہو۔ حدیث قیاس کرتے تھے اور اچھا قیاس کرتے تھے۔

۱۴۔ سعید بن عیینہ متوفی ۱۹۷ھ میں کی نسبت اقرب میں تھوڑے عیال

امام امام مجتہد کے الفاظ تھے ہیں اور اس مصلح کے عمل شہر سے ہیں۔ امام اکرم کی سبت ان کی شہادت غیرت الحسان کے نحو ۳۱۰ میں اس طرح پر بھی ہے۔

وہاں سے عیینہ ماریت عینی مثلاً یعنی ابن عیینہ نے فرمایا کہ میری آنکھ سے امام ابو جعفر جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا اور کتاب امام موفی جلد ۲ ص ۲۸ پر بھی ہے۔ عیال بن یعقوب، مروزی سمعت ابن عیینہ یقول لیسوا یک لروا ابی جعفر بالکوفہ رجل الفصل منہ واورع ولا افتد مد۔ ابن عیینہ فرماتے ہیں کہ امام ابو جعفر کے زمانہ میں ان میں کوئی شخص نہ سے انفس واورع اور فقہ نہیں تھا۔

۱۵۔ یحییٰ بن سعید القطان متوفی ۲۳۷ھ میں کی توفیق اقرب میں تھوڑے عیال امام حافظ، امام قزوینی کے افلاک تھیں۔ زیدی الطیب

عن یحییٰ بن سعید قال سمعت یحییٰ بن سعید یذہب فی لفتویٰ ابی قول الکوفیین ویکسار قدامہم اقربہم ویتبع ریدہم میں مد

میں مد۔ یعنی یحییٰ بن سعید جو امام جعفر و قاضی ہیں کہتے ہیں کہ میں نے کسی کوئی جید فہم کو سنا جو کہتے تھے کہ مجھ کو جھوٹ نہیں کہتے۔ میرے کمال شخص امام ابو جعفر

سے زیادہ صحیح الرے نہیں سنا۔ وہ ہم سب اکثر آپ کے اقرب کو ہی یہ کہتے۔ راوی اس سے کہی بن سعید متوفی ۲۴۰ھ کیوں ہی کی طرف راہ کرتے تھے۔ وہ ہر اس کے قول سے امام ابو جعفر کے قول کو اختیار کرتے تھے اور بیکے اصحاب

سے صرف آپ کی ہی رائے پر عمل کرتے تھے۔ کتاب امام موفی جلد ۲ ص ۲۸ میں مروی ہے۔

عن یحییٰ بن سعید سمعت یحییٰ القطان یقول ما سب واللہ یا عیینہ وسمعت ابنہ وکنت واللہ الا فطر اللہ علیہ معرفت فی

وحدہ امامہ یعنی لفظ عن وحمل۔ میں یحییٰ قطان فرماتے ہیں کہ مجھ میں نام



ہوئی ہے: عن وزیر بن عبد اللہ سمعت یاسین بن ابی ہاشم کہ  
 وعده عظیمہ وہو یصح باعلیٰ صوتہ ویقول یا ہاشم الناس  
 اختلجوا فی حنیفہ واعلموا بحالہ وحذروا من علمہ ویک  
 لم یخالسوا مثله وان تجدوا علما بالخلال ولحق منہ فانکم  
 ان فقدتہ فقد تم علیہ وکتبوا۔ یہی؟ وزیر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ  
 میں نے سنا ہے کہ یاسین بن ابی ہاشم نے منکر میں ایک غلام پر عت کے اندر زور سے  
 پکار کر کہا کہ اے لوگو تم امام ابو حنیفہ کی خدمت میں حاضر ہونا اور اس کی مجلس میں بیٹھ  
 نہمت بھجوا اور اس سے علم حاصل کرو کیونکہ تم ان جیسی مجلس میں حاصل نہ کر سکو گے اور  
 ان سے خلل و جرح کا بہت چانس ہے والا کبھی پاس نہ آ سکو گے میں اگر اس وقت تم  
 نے ان کو دیا تو یہ سمجھو کہ تم نے بہت علم کھو دیا؟

۲۰۔ حفص بن عیاض القاضی انکوئی متوفی ۱۸۷ھ جو ثقہ فقیر ہیں  
 اور امام احمد و اشع بن راہویہ و ابن ماجہ اور یحییٰ بن یسین کے استاد اور تلمیذات  
 کے اعلیٰ درجات سے ہیں۔ ان کی شہادت امام ابو حنیفہ کی نسبت متوفی ۲  
 سنہ میں اس طرح پروردی ہے: عن موسیٰ بن سلیمان الجوزی حاف  
 سمعت حفص بن عیاض یقول سمعت ابی حنیفہ کتبہ واثارہ  
 فخرایت ذکی قضا منہ ولا عنہ بما یفسد ویصح فی باب  
 الاحکام منہ فی شایعہ محدث سمعہ عن حفص  
 یقول ابو حنیفہ ہادری الرجال لم اسمع بمثله قط فی فہمہ  
 وخطرہ۔ یعنی: موسیٰ بن سلیمان کہتے تھے کہ میں نے حفص بن عیاض سے  
 سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ میں نے امام ابو حنیفہ کے کتب و آثار سنے ہیں پس  
 میں نے کوئی ان سے بہت صاف و ذکی قلب نہیں دیکھا اور خلل و جرح

ہام کا علم ان سے کوئی پایا ہے اور محمد بن سہام کی روایت میں ہے کہ حفص فرماتے  
 تھے ابو حنیفہ نیکتا رجال میں سے ہیں۔ میں نے کوئی فہم و نظر میں ان جیسا نہ دیکھا  
 ۲۱۔ وکیع بن الجراح متوفی ۱۸۷ھ جو امام شافعی و احمد بن حنبل کے ساتھ  
 سے ہیں اور جن کی ترویج تقریب میں ثقہ حافظ، ماہر کے الفاظ سے بھی گئے ہیں  
 و یسر سراج کے اہل روایت سے ہیں۔ ان کی شہادت امام ابو حنیفہ کی نسبت  
 نائب امام کو ردی جلد ۱۸۷ھ میں اس طرح پروردی ہے: عن علی بن حکیم  
 سمعت وکیعاً یقول یا قوم تطلبون الحدیث ولا تطلبون تاویلہ  
 ومعناہ وقد ذلت یضیع عمرکم و دیکم و دوق ان  
 دحتم لی حشر فقہ الحب حنیفہ۔ یعنی: "علی بن حکیم سے روایت  
 ہے کہ حضرت وکیع کہتے تھے اے قوم تم حدیث کی تلاش کرتے ہو۔ لیکن اس کے  
 معنی کی تلاش نہیں کرتے اور اسی میں اپنی عمر اور دین ضائع کر دیتے ہو۔ میں  
 جانتا ہوں کہ امام ابو حنیفہ کی فکر کا زیادہ نہیں تو دوسرا حصہ میرے پاس جمع ہو  
 جائے۔" عن محمد بن طریف قال حکتا منہ وکیع فقال یا یھذا  
 الناس لا یفتنکم سماع الحدیث بل افتنکم ولا تفتنھون حقیق  
 یخالسوا صحاب ابی حنیفہ ویفسد لکم اقوالہ۔ یعنی: "محدث  
 محمد بن طریف جو ناقص علم و غیرہ کے اہل روایت سے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم وکیع کے  
 پاس بیٹھتے تھے اور آپ حدیث پڑھ رہے تھے۔ میں بیکار کیا فرماتے تھے کہ اے  
 لوگو! صرف حدیث کا سن لینا بغیر فکر کے کچھ مفید نہ ہوگا اور تمہیں نقاہت نہیں  
 ملے گی جب تک کہ تم امام ابو حنیفہ کے اصحاب کی مجلس میں نہ جاؤ اور وہ تمہیں  
 اپنے نام کے اقوال کی تفسیر نہ بتائیں۔ حضرت وکیع کے ان اقوال پر غور فرما کر انہیں  
 اہل فہم سے دو دوں کو جو لوگ امام ابو حنیفہ کے ان کی تقریریں و تفسیریں کرتے ہیں۔





[illegible]

دیکھو جس حدیث سے امام ابوحنیفہؒ کی کس قدر فضیلت ثابت ہوئی ہے کہ  
جس حضرت کی این تندی ہے، علیؑ اور جبریلؑ تعریف کر کے نہ رہے، مگر علم کو فوقیت  
دی ہے وہی حضرت میں ہر دو مسلمان و شبہ واجب مبارک اور یحییٰ بن خلدی بچائے  
خدا امامِ حاکم کی فضیلت کی حدیث دے دے چکے ہیں۔ - دیکھو حدیث دست نمبر  
۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵،

۲۴۔ عقاب من سستار القاضی متولی شہداء جو کبرے محمدتین در  
اہم خانی کے اہل روات سے ہیں۔ ۱۰۸۰ قریبوں کی نسبت ان کی شہادت بخلاف  
جلد ۲۴ میں اصرار پر موزی ہے جس سے ان سے انرا حیدر قاتل سمیت  
عقاب من سستار متولی شہداء حضرت لطفیہ خداداد عرف

دودھ، مکھن، دھاء، بیجوت، آجین بن، ہلہیم کہتے ہیں کہ میں نے عثمان بن سجاد کو یہ دوائے شلب کے کام بوجھنیفہ کی مثال ایکسٹریکٹ عاذق کی ہے۔ ایکسٹریکٹ دروکی دوا جانتے تھے؟

[illegible]

۶۶۔ زہد بن معاویہ، (موت ۴۲)، اور حوالہ، ثبت اور  
 و صحاح کے اعلیٰ شیوخ سے ہیں اور بقول شیبہ بن حرب مندرجہ مذکور  
 میں ہے: ہے اے حدیث سے حفاظ ہیں ان کی شہادت امام ابو یوسف  
کی سنت بخوبی ہے ۴۲ میں اس طرح پر مروی ہے: عن حلالہ لکھنوی  
حلت یومہ الخیر ہیں معاویہ فصالی میں ہیں حلت فلت مت  
یہ لی حلیۃ فقال واللہ لخالست، یاہ یومہ اضع لغت موت  
 معاویہ شہر، جیسے "خلا کوئی اور تفریق کے رات سے ہیں کہتے ہیں  
 رہیں ایک دن میری معاویہ کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے مجھے فرمایا کہ  
 سے؟ بانی ۱ میں نے کہا کہ ابو یوسف کے پاس سے آیا ہوں۔ اس پر آپ نے





کو ان کو امام ابوحنیفہؒ نے پیدا کر دیا اور تمام امور کو واضح مدبران اور غلام کر دیا۔  
 ۳۵۔ یحییٰ بن آدم متوفی ۱۷۰ھ جن کی تقریب میں فقہی مائتہ فاضل کے نقائص کثرت کی گئی ہے اور انہیں صحاح کے روات سے ہیں امام  
 اعظم کی نسبت اس طرح پر شہادت دیتے ہیں۔ کردری عبد مشک۔ ح۔  
 محمد بن المہاجر سمعت یحییٰ بن آدم يقول اشهد في الفقه  
 اجتهاداً لم يسبق اليه احد فهدى الله سبيله وطريقته  
 واتبع النجاشي والعام معلوم۔ یحییٰ بن محمد بن مہاجر کہتے ہیں کہ میں نے  
 یحییٰ بن آدم کو یہ کہتے سنا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے فقہ کے بارے میں ایسا اجتہاد  
 کیا کہ ان سے پہلے کسی سے نہیں ہو سکا اور خدا نے ان کو اجتہاد کا راستہ بتا  
 دیا اور خاص و عام ان کے علم سے مستفید ہوئے۔ پھر اسی کے جلد ۲ میں  
 ہے: عن یحییٰ بن آدم قال کان جریر بن معاویۃ من الکبراء  
 الکوفۃ فی الحدیث والفقه۔ ذکرہ عطمد و محمد بن مقلات لہ  
 مالک اذا حکرت عنہ لم تمہدہ مثلہ۔ قال لان منزلة  
 لیست کم منزلة غیر فیما انتفع بہ الناس فاحمد ح۔  
 ذکرہ لیرحب الناس فی الدعا لہ۔ یحییٰ بن آدم کہتے  
 ہیں کہ جریر بن معاویہ جو اکابر محدثین و فقہاء کوفہ تھے۔ جب امام ابوحنیفہؒ  
 کا ذکر کرتے تو ان کی عظمت ظاہر کرتے اور تعریف ہی فرماتے۔ میں نے کہا کیا  
 باعث ہے کہ جب کسی اور شخص کا ذکر آتا ہے تو آپ اس کی ایسی تعریف نہیں  
 کرتے۔ فرمایا یہ اس لیے ہے کہ ان کا تہذیب و اصول کی طرح نہیں ہے کیونکہ ان کی  
 کتابوں سے ضعیف مذاک و نفع عظیم پہنچتا ہے اس وجہ سے میں ان کے ذکر کے  
 وقت باحترامیت درج کرتا ہوں۔ تاکہ لوگوں کو ان کے لیے دعا کرنے کی حمت ہو۔

کتاب مرقۃ جلد ۲ صفحہ ۱۷۱ ہے: عن اسحاق بن ابی سرائیل سمعت  
 یحییٰ بن آدم قال اتفق اهل الفقه والیصر مد لہ یکن احدہم  
 من الطب حبیہ۔ یحییٰ بن اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ کو یہ  
 کہتے سنا ہے کہ اہل فقہ و راہل بیوت نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ امام  
 ابوحنیفہؒ سے پھر کو اور کوئی فقہ نہیں ہوا۔

حق یحییٰ بن کثیر سمعت یحییٰ بن آدم يقول کان کلام  
 الب حبیۃ فی الفقه لہ ولو کان یثوبہ شیء من مرالد نیا  
 لہ یعدہ کلامہ فی۔ لایاق کل هذا الفقه مع کثرة حاحہ  
 استغنیہ۔ یحییٰ بن اکثم سے جو ترمذی کے روات سے ہیں۔ بیت  
 ہے کہ میں نے یحییٰ بن آدم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ فقہ میں امام ابوحنیفہؒ کی کلام  
 حق خدا کے ہیں۔ اگر اس میں ذرا بھی شائبہ کسی دنیاوی امر کا ہوتا۔ تو ان کی  
 کلام و روایات کے بہت سے حاسدوں و رقیص بیان کرنے والوں کے طرف  
 زہ عام میں اس طرح گزرا رہی نہ ہوتی۔ یہی کہ اب جلیل ہے۔

۳۶۔ یزید بن ہارون متوفی ۱۷۰ھ جن کی نسبت تقریب میں فقہی  
 شریک و مائتہ کے الفاظ کے گئے ہیں اور تلامذہ میں احمد الامام الحافظ اشاعر  
 صاحب مائتہ صحاح کے اہل روات سے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کی نسبت ان کی شہادت  
 مائتہ جلد ۱۹ میں اس طرح ہوئی ہے: عن محمد بن سمیع  
 مد دی سمعت یزید بن ہارون سئل عن محمد بن محمد للرحیل  
 یقال دا کان مثل ابی حبیۃ قال فقیل لہ یا ما حالہ  
 ما مثل ہذا فقال نعم واکش من احد الفقه  
 ولا اوجہ۔ یحییٰ بن احمد بغدادی کہتے ہیں کہ یزید بن ہارون نے

میں پوسٹر کی کتابوں اور اسکے آئینوں کے دیکھے ہی سے مائل ہو سکتا ہے وہ  
تو فقرہ حشر کو حقارت سے دیکھنے والا قابلِ جہد تو نہ رہے۔

۲۴۔ یحییٰ بن معیین متوفی ۲۱۰ھ جو ائمہ کثرین کے اعلیٰ پیغمبر ہیں اور جن کی نسبت قرآن میں نقشہ حافظہ منسوخ ۸۰۰ اجزاء و اسنادیں ملے ہیں۔  
امام یحییٰ کی تعداد تریف میں اس کی تعداد خیرات اہل ان کے ساتھ ہیں اس  
طریق پر ملے ہیں۔ قد اقدم لہ فی المال قد یحییٰ بن معیین الفقہاء  
ابن حنیفہ و یحییٰ بن یونس و یحییٰ بن یونس و یحییٰ بن یونس  
قرآنہ حنیفہ و یحییٰ بن یونس و یحییٰ بن یونس و یحییٰ بن یونس  
سورۃ الحمد میں یحییٰ بن یونس کے نام ہیں کہ فقہاء چار ہیں۔ یحییٰ بن یونس، یحییٰ بن یونس، یحییٰ بن یونس، یحییٰ بن یونس۔  
و امالی اور کہ قرآنہ میں سے نزدیک قرآنہ حنیفہ کی ہے۔ اور فقہ فقہ یحییٰ بن یونس کی۔  
دریں اس تمام لوگوں کو پایا ہے :

دیکھو امام مجاہد نے تمام فقہاء و محدثین پر امام صاحب کی کس طرح ترجیح دی ہے درجہ ثانی نفی متونی ۲۰۴ کو کوخوان کے راہ میں قتلے فقہاء میں شامی نہیں کیا۔ ۳۸۔ علی بن عاصم متونی ۵۲۱ جو محمد بن سعدی کے ساندہ و ہروداد و تردی اور ابن ماجہ کے عمل ذات سے ہیں و قبول تمام یہ ہیں سے زیادہ دوسری کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے۔ امام بوضیفہ کے حق میں ان کی رائے نام امام لائق ہمد میں سے ہے پروری ہے: عن امام ابی سعید علی بن عاصم بقول انوار علی بن حبیہ اہل رمانہ کی حسیع ملہ فی حبیہ۔ یعنی علی بن ماجہ پر کرتے تھے کہ اگر امام ابو حبیہ کے علم کے ساتھ وزن کیا جائے تو امام کا علم ان کے علم پر غالب آجائے۔“

۱۔ لیسہ قال صحتاً عند یزید بن عمار قال، المفسر عیسیٰ بن جابر  
 فقال رجل حدثنا عن عبد الله بن عبد الرحمن بن عبد الله بن عبد  
 القیس قولہ علیہ السلام وما تصعب بالحديث قال لم یجدہ معاً  
 وحی عنک لیسہ وروی عنک عنک عنک عنک عنک عنک عنک عنک  
 کتب لک ما هو فی یدہ من جرح رجل وجریدہ عن مجلید - یسیر  
 "المن الری بید کتبی من کتب یزید بن ہارون کے پاس بیٹھے تھے کہ یزید نے کوئی  
 قول براہیم کوفی سے روایت کیا اس پر ایک شخص ہوا اٹھا کہ ہم کو تو رسول علیہ السلام  
 کی حدیث چاہیے اس پر یزید نے فرمایا کہ اے احمق یہی تو ہیں رسول اہل  
 تغیر ہے وہ تو حدیث کو کیا کہے گا جب اس کے منہ کو کبوتریں سکتا ہیں تھوڑی  
 جہت تو صرف روایات کے سننے کی طرف متوجہ ہے اگر اسی بہت کم کی طرف  
 متوجہ ہو تو ہم ابو سعیدؓ کی کتابوں اور ان کے قول کو دیکھو۔ چہرہ اس شخص کو سخت  
 زجر کہ ہنسی اپنی مجلس سے ان کو نکال دیا۔

دیکھو اس پیشوا نے محدثین کی پہلی روایت سے تو یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ لغت سے  
وینا نام برعینہ یا آپ بھیجیے لیکن یہی کام ہے اور کسی کو فتویٰ دینا جائز نہیں  
ہے اور دوسری روایت سے ثابت ہے کہ صرف حدیث والی بغیر فقہاء سے  
کوئی مثال نہیں اور کہ اقول محدثین میں تعبیر حدیث میں اور کہ جو شخص صرف صحاح  
حدیث کی طرف متوجہ ہوں وہ فقہاء کے ذریعہ کو سرگرم نہیں رہ سکتے وہ علم فقہ

اقاویل ہی حقیقتہً تفسیر اہل علم و علم لہو یطرقی اذ وہیلہ اہل اوجہ لہ  
العموم و حرم غسل لہ رخص الطریق۔ یعنی "محمد بن عباس سے روایت ہے کہ نہیں نے علی بن عامر سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ امام ابوحنیفہ کے اقوال علم کی تفسیر ہیں۔ پس جو شخص ان کے اقوال میں سکتا نہ دیکھے وہ اپنی جہالت کی وجہ سے حرام کو حلال و حلال کو حرام کر کے اسلام کے رستہ کو گم کر دیتا ہے۔"

دیکھو اس پیشوائے محمدین نے کیا سرسبز فیض کو پایا ہے کہ خیار اہل حدیث اکثر میں جو ایک معزز عرف فتویٰ کے لیے محسوس رکھا جاتا ہے، اس میں مختلف مسائل کے جواب دہانہ اقوال امام ابوحنیفہ کے عذر خود اپنے اجتہاد سے لکھے جاتے ہیں وہ بالکل ناجائز کارروائی ہے کیونکہ یہ اوقات عدم نقابست کی وجہ سے حرم کو حلال اور حرام کو حرام کا فتویٰ دے کر محیب کو کربا منتوا و امنوا کا مصداق بنا رہا ہے۔

۳۹۔ ابو جعفر احمد النبیسی متوفی ۲۴۵ھ میں کی تقریب میں صاحب تقریب نے فقہاء کے اتفاق لکھے ہیں اور ترجمہ کے ذات سے ہیں امام ابوحنیفہ کے فقہ ہونے کی تمام اس طرح پر دیتے ہیں۔ کتاب کردہ جلد ۱ ص ۱۱

عن شمس بن یحییٰ فسد لابی جعفر النبیسی ابو حنیفۃ ائمۃ ام سفیان قال هو والکھ ائمۃ من ابن جریج ما راۃ عینی رجلاً مثلاً اشد اقتداراً علی ائمۃ یعنی بشر بن یحییٰ سے روایت ہے کہ ابو عامر نہیں سے پایا گیا کہ نقابست میں ابوحنیفہ بڑھ کر ہیں، سفیان ثوری، آپ نے کہا بخدا ابوحنیفہ قوانین جرح سے بھی فقہ ہیں (جو حکم میں حیرت مند تھے) میں نے اپنی آنکھ سے آپ جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا جو فقہ پر ایسی زبردست قدرت رکھتا ہو۔

۴۰۔ عبد العزیز بن ابی رواد متوفی ۱۵۹ھ جو امام بخاری اور شعبہ

ابوہریرہ کے اہل شیوخ سے ہیں اور تقریب میں ان کو صدوق، عابد، محکم پایا ہے۔ ان کا قول امام احمد کی نسبت تجارت لسان کے منکر میں اس طرح پر لکھا ہے: وقال حفظ عبد العزیز بن ابی رواد من احب ما حلیتہ فهو یسی و من حصہ فهو مبتدع و فی روایتہ عن ابی الثناء ابو حنیفۃ فمن احبہ و توقہ، علمنا انہ من اہل السنۃ و من ابغضہ علمنا منہ من ہل البدعۃ۔ یعنی "عبد العزیز ابن رواد فرماتے ہیں کہ جو شخص امام ابوحنیفہ سے محبت رکھتا ہو وہ تو سنی ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ مبتدع ہے۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ ہم میں اندلوں میں امام ابوحنیفہ کا سوال ہے جو ان سے محبت اور راستی رکھتا ہو ہم اس کو اہل السنۃ سمجھتے ہیں اور جو ان سے کبھل رکھتا ہو ہم اس کو اہل بدعت قرار دیں گے۔"

وقال ابن ہیع بن معاویۃ القصبی من تمام السلف صاحب الیہ حنیفۃ وقال حکان فی صف العدل و قول یہ و بین للثناء عبیل لعمرو و وصح لہ مشکلاتہ یعنی: ابراہیم بن معاویہ کا قول ہے کہ حضرت کو سنت و جماعت کا کمال امام ابوحنیفہ کی محبت سے ہوتا ہے آپ نے طریق مدلل بیان کر دیا۔ اور اس پر فتویٰ دیا اور لوگوں کے لیے علم کا ستارہ بنا دیا اور ان کی تمام مشکلات کو آسان کر دیا۔

دیکھو ان پیشوائے محمدین نے تو اس بات کا فیصلہ ہی کر دیا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ سے کبھل رکھنے والا شخص مرکز بل کثرت سے نہیں ہوگا وہ بدعتی فرقہ ہے۔

۴۱۔ عبد اللہ بن داؤد الحریزی متوفی ۳۸۰ھ فقہ، عابد، درامہ بخاری اور شعبہ امام کے روایت سے ہیں۔ اس کی ضمانت امام ابوحنیفہ کی نسبت جیسے میں اصحیح کے منکر میں اس طرح پرمروی ہے: روی الخطیب



[illegible]

نجات الہی کے لئے اس سے وقیل ہمیں لایہ ماہی بھی  
 با حیمہ عند ذکرہ مدح ہوں ولالان سے لیتہ لیست کذلک  
 غیر فیما سلف تہاس جملہ واحصہ عند ذکرہ لہیں علی التماس  
 باللہ عادلہ۔ یعنی "جس ناموں کو عام، وسیطہ کی تعریف رستہ کی گائی کہ آپ  
 ان کی کسی قدر تعریف کیے لیا کرتے ہیں اور دوسرے ناموں کی میں کہتے ہیں اس  
 لئے کہ ان کا اثر اولوں کی طرح جس سے کہیں ان کے علم نے لوگوں کو بڑا فائدہ پہنچا  
 ہے۔ میں ہیں اس لئے ان کے ذکر کے وقت خصوصیت سے ان کی تعریف کرتا  
 ہوں تاکہ لوگوں کو ان کے عیہ دعا کہنے کی رغبت پیدا ہو۔"

۴۲۔ مکی میں ابراہیم متولد ۳۵۵ھ جو قریب ۳۵۰ھ میں متولد ہوا ہے۔  
 کے اہل ذات سے ہے۔ ان کی شہادت امام ابوحنیفہ کی نسبت تیسویں صدی  
 کے مسلمانوں میں اس طرح پرمقام ہے۔ روایات مطابقت میں سمیع بن سعید  
 بن یسویہ کی سمیت مکی میں سرہند ذکر امام حنیفہ قتال میں  
 علم اہل زمانہ۔ یہی "اسمعیل فارسی کہتے ہیں" کو جس نے مکی میں ابراہیم  
 کو امام ابوحنیفہ کے ذکر میں کہتے ہیں کہ آپ اپنے نام ابراہیم سے زیادہ عالم

[illegible]

۴۳۔ خلف بن ایوب العامری توفی ۱۷۰ھ ہجری ۷۸۶ء بمصر، امام توفی کے وقت سے ہیں۔ امام ابوحنیفہ کی نسبت ان کی شہادت امام توفی کی کتاب جہاد منکر میں ملنا چرخی ہے۔ عن وہب بن مریمہ احمسی قال خلف بن ایوب الکوفی کنت اختلف الی مجلس السلاء فریعا سمعت شیخ لا اعرف معناه فیمعنی ذلك ما انصرف الی مجلس الی حنیفہ سألته عما کنت لا اعرفه فیمعنی ذلك فحدث فی قلوبی من بیانه وتفسیره سورۃ یحییٰ - خلف بن ایوب کہتے ہیں کہ میں خلف بلہ کی مجلس میں حاضر ہوا تھا اور بہت باتیں ایسی سنتا تھا جن کے معنی نہ پہچانتا تھا۔ جس سے کہ کہیں نہ مالہ ہوئی تھی۔ پس جب میں امام ابوحنیفہ کی خدمت میں آیا اور ان سے اس کے معنی دریافت کیں تو سب کے بیان اور تفسیر سے میرے دل میں روشنی داخل ہو گئی۔

۴۳۔ علی بن احمد بنی متوفی ۳۵۸ھ استاد امیرکوری جس کی نسبت صاحب  
قریب نے لکھا ہے: ثقہ، شہید، امام، اہل مصر و باغدیث و علم  
مسی قائل الساری، ما استصرفت نفس الذہن و ارضین یہی ہے نقد امام جعفر علیہ  
حدیث میں اس کے اہل محدثین سے علم تھے، حتیٰ درجہ اسی نے کہا کہ

[illegible]

دیکھو اس قصہ اور پھر امام بخاری کے ہی اعلیٰ مقام کی تہات نے کسے  
معاذ اللہ پر تہات کر دیتے کہ پھر جس کی تہات میں کوئی بھی احتمال میں رہے  
دران کے سلسلہ ائمہ حدیث نے مرادیت کی ہے ۔

[illegible]

۴۶۔ عبید ابن اسباط مثنوی ششم جو قزلی دایں، جسے شیخ

سے نہیں۔ امام ابوحنیفہ کا سیدہ العنقا مولا سید مرتضیٰ کے چنانچہ کتاب ابوحنیفہ جلد ۱  
صفحہ ۱۱۱ میں اس طرح پروردی کے حوالہ سے یہ حوالہ ہے اسطرح کہ قال حکاں  
ابوحنیفہ سیدہ العنقا، ولما یعمری دسمہ لاجسہ ونامہ  
سزا جہوت ۱۱ جہنم میں اسطرح کہ مولا ابوحنیفہ سیدہ العنقا کہتے۔ وہ مولا  
میں سے آپ کی مست جو ملک چینی کرے وہ مولا یا سیدہ العنقا کہتے۔  
العرض میں کہا کہ امام ابوحنیفہ کی مست جو ملک چینی کرے وہ مولا یا سیدہ العنقا کہتے۔  
میں سے آپ کی مست جو ملک چینی کرے وہ مولا یا سیدہ العنقا کہتے۔

ابن خلدون نے خود ہی کچھ کہتے ہیں کہ ۲۹ زید ست خنداقوں نے کس  
مرحمت سے نام انرا وصیر کا سید العقدا کا کل ال جناد ہوا ست کروا تا  
اور کہ تھا دشت ادا تھا میں آپ سے بڑھ کر کوئی شخص نہیں۔ اور آپ داد  
علم امدادیت تھے کہ آپ سے نام و ناما خلق مذات فیض کثیر حاصل کیا اور تمام  
لازمہ کھیں آپ ہی سے مشکل مسائل میں مدد پیتے اور آپ کے ہی قول پر فرسے  
دیتے تھے اور آپ اپنے مل زمانہ میں قوم و قعد و وقت و فصل میں اہل سیر  
پہچانتے تھے اور فقہاء و محدثین نے فیض کراہ تھا کہ علم و فہم کا حامل ہوا۔ اسی شخص  
کو مشہور ہو سکتا ہے کہ جس کو آپ کی کتب اور فادل میں لکھ رہے ہیں اور آپ کے شاگرد  
لی مجلس میں بیٹھے کہ اس کو فہم حاصل ہو اور مذہب میں نے یہی مان لیا ہے کہ کوئی دد  
روش (محدث) ہے کہ کوئی طبیب (فقہ) لیکن نام صاحب ہی دود جودا  
ہیں۔ جن کو یہ دو توں منصب حامل ہیں لہذا کہ ام صاحب کا محل ایسی عادیث  
پر ہوتا تھا جو محنت کے نیز ان میں پوری آتری ہوں اور جن کے وہ سب کے سر  
مادل و قعد ہوں اور جن پر تازی مل رسول مقبول اور صفی راشدین کا جو ہو نہ  
وہ جس دشمن متخاص ہے جو ملوہ و اسکی زبردست خدائیں دیکھنے کے چرچو

ہم ہم کے کورہل دور فقہ و اجتہاد میں ملازم کرے۔ ہم میں محمد نعیم چیمہ باوجودی سے  
برہمچے ہیں کہ ایمان سے نہ ڈھارایہ کہہ کر اکثر محدثین و مفسرین کو امام صاحب  
کے اعتقاد پر غور اس سے یہ ایک مسیحا ہوٹ سہہ یا نہیں کیا اب صاحب یہ  
کہتے تھے شرمہ ہر اسے گل کر "جہاد کی شرائط بھی امام ابوعلیہؒ سے سیکھتے  
اور فقہ میں بھی امام صاحب کی رائے کو چھینکتے ہیں۔ جب کہ قول امام میں تھری  
روسیا ہی کے یہ کافی تعداد سے ہم اور نقل کر چکے ہیں در شہادت کبار محدثین سے  
یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ جو شخص امام ہم کی نسبت سے حیالات رکھتا ہو، وہ  
کالا تمام مل ہو۔ صل سببلا کے کردہ ہیں شہر ہونے کے ہاں ہے  
خانا ہمارے دوست کی کثرت اور انہیں بھی کار تمام کی طرف ہی دہری کر دیتے  
انصاف ناظرین کی تسلی کے لیے امام صاحب کی فصیلت کے ثبوت میں ۴۹  
صلیل القدر چیمہ یون دین کی شہادتیں جو اور نقل ہو چکی ہیں کالی ہیں۔

اسب ہم آپ کی توجرت میں سے بالفوس تہہ دست لہری ہم کی طرف ماری  
ہاں ہے ہیں جس سے ثابت ہے کہ اہل سنت و اہل بدعت کی شناخت کا معیار  
ہی امام ابوعلیہؒ کی حسب و کجش ہے جس کو آپ سے محنت ہوگی وہ اہل سنت  
ہے اور جو آپ سے بغض رکھتا ہو وہ کم بخت اہل بدعت میں داخل ہے۔ اسب  
آپ ہی انصاف کریں کہ وہابی حضرت نبیوں انہوہر الاچہ کو توڑ کوڑا سنے دہندہ  
قوابل سنت اور اہل عدیث لہتے ہیں۔ مد پیرون امام محمدؒ کو ذلہ تعالیٰ  
اہل بدعت قرار دیتے ہیں لیکن محمد بن کا فیصلہ اس کے برعکس ہے۔ مجدد آخر پر  
نوادین کا یقین ہم آویز تھ چکے ہیں کہ مساحت با حیدر ہوسکی ومن  
بعضہ فہو مدیدع۔ کوئی معمولی شخص نہیں ہیں بلکہ امام بنامی اور اصحاب  
سنن و اہل کثرت سے ہیں اور ان کا قول و بیوں پر تحت قلم ہے اور یا

یہ ہم بن معاویہ بھی بہت بڑے پائے کے گذشتہ ہیں جن کا قول ہے: من  
... السنۃ حب الی حنیفۃ۔ عدلان ہر وہ قول سے اس بات کا قلعی فیصلہ  
دہن ہے کہ امام صاحب کے بدعنوان و آپ کے حق میں بدگوئی کرنے والے  
وہابی ہرگز اہل سنت و جہاد میں شمار نہیں ہو سکتے بلکہ یہ لوگ حق و کھشتین  
جہاد میں ہیں۔ پھر خوب ہے کہ

برعکس ہند نام ذہنی کافور

ہے آپ کو علی السنۃ و اہل القدر کہتے ہیں۔ اللہ بیرون امام الدنہ کو  
ذہنی بتاتے ہیں۔

ہم الکلام ان کو دیتے تھے قصو پنا کل یا

آخر کی روایت غیر ثابت کرتی ہے کہ امام ابوعلیہؒ کی نسبت مرفود  
فہر کے لوگوں ہی نے عکتہ پینی کی ہے یا تو وہ جو ان کے مرتبہ سے جا مل ہیں۔  
وہ نفس اعلیٰ شریر ہیں۔

اور دوسری روایتوں میں ۳۲۔ ۳۱ سے ثابت ہوا کہ اہل سلام کا فرض ہے کہ  
وہ یہی غاروں میں جناب امام کے حق میں دعا و خیر کیا کریں کیونکہ آپ سے خیریت  
اہل اسلام کو ہو ہے اس کا تعین ہی ہے کہ ہم آپ کا احسان و کجولیں اور  
محبت سے غار میں آپ کے پیچھے دعا کر کے ہیں۔ کل حسنہ  
احسان کی لکھنا۔ اس امر کا مزید ثبوت کہ جناب امامہ کے حق میں  
دعا کرنا اور آپ کی تعظیم و تکریم کرنا اہل سلام کا فرض ہے۔ امام شافعی کے اس  
صل سے متا ہے کہ آپ امام محمدؒ کے مزار پر الا پر دعا کے لیے جایا کرتے  
رہاں جب کہی نماز پڑھنے کا اہل حق ہوتا تو ایسا کوئی صل نہ کرتے تھے جو آپ  
سے مدد کے غل فہو و اس سے آپ کو امام صاحب کی عظمت اور وہ



موت تھا جیسا کہ حیات انسان کے سلسلہ میں گھسے ، علم منہ نہ یوں العلماء  
 وہو لما جازت یون قیون ویتوں سلون عنہ فی قضاہ وحوالہ جہم ویرن  
 دجج دلت منہم امام ستافی رحمہ اللہ لہا کمال بعد اذ قالہ  
 حام عنہ اسد قال توف لا سیر لہا حیدہ و حو لہ قبر  
 فاذا حضرت لی صلحہ فصلیت رکتین ورجعت الی قبرہ و سألت  
 اللہ عبدہ عقی سیرت و دکی بس المنکمن علی منہج نہوی  
 ان الشافی رحمہ اللہ علی الصبح عنہ قبرہ فلسوینت قتیل لہ  
 لمعان مقابا مع صاحب ہذا القبر و ذکر دلت عنہ لیس و ردو اللہ  
 لہ یحسبہ لہ سملہ . ہے امام شافعی عمار اور اہل عبادت امام و حنفی کی قبر  
 کی بہت کرتے دہزار امام کو وہ سیر قضاہ حاجت گزرتے تھے جس میں سے امام  
 شافعی بھی تھے جب کہ وہ بہت دیر تھے ان کا قول ہے کہ میں امام ابو حنیفہ سے  
 برکت حاصل کرنے کے لیے ان کی قبر پر جایا کرتا ہوں اور جب کوئی حاجت پیش  
 آجائے تو دو رکعت نماز پڑھ کر آپ کی قبر پر جا کر غصہ سے دعا کرتا ہوں اور حاجت  
 جلدی پوری ہو جاتی ہے سنن نے کھلے کہ جب امام شافعی نے حج کی نماز آپ کی  
 قبر کے پاس پڑھی تو قوت پڑنا چھوڑ دیا کسی نے پوچھا کیا فرمایا صاحب  
 قبر کے ادب کے لحاظ سے یہ بھی روایت ہے کہ ہم اللہ بھی آجی سے پڑھی  
 اللہ فیر ! امام شافعی ایک مجتہد مستقل مذہب حضرت امام ابو حنیفہ کی کمانک

لہ ماہون نے ہی کہنا بعد کے لہا ہی ہا ہا کے ساتھ لی کن یوں شیخ امام نسائی و ابن ماجہ  
 امام شافعی کا یہ قول ثابت کیسے ہے لہ ترکو قوت کی روایت شاہ وں شہ صاحب کثرت و ہوں  
 نے بھی کہہ دیا ہے کہ امام شافعی کے

تخلیم کرتے ہیں کہ ان کی قبر کے پاس جب نماز میں پڑھتے تو اس میں قوت پڑنا  
 جو ان کے مذہب میں سنت تھا چھوڑ دیتے اور ہم اللہ بھی اونچی نہ پڑھتے کیونکہ یہ  
 اور امام ابو حنیفہ صاحب قبر کے مذہب کے خلاف تھے اور وہاں ان کے خلاف  
 کیا سور ادب تھا پھر امام شافعی صرف آپ کے ادب کے لحاظ پر ہی انکار  
 نہ کرتے تھے بلکہ آپ کی برائی کا ان کو یہاں تک اعتقاد تھا کہ اگر کوئی مشکل پیش  
 آجائے تو آپ کی قبر پر جا کر دعا کرنے سے حل ہو جاتی ہے۔

لیکن اگر کوئی گور باطن شخص اپنی نافرمانی سے اس روایت کی نسبت بے احتیاج  
 کرے کہ یہ کہے ہو سکتا ہے کہ ایک مجتہد امام ہی امام کے صرف ادب کے لحاظ  
 سے ایسے فعل کو جو اس کے نزدیک سنت ہو ترک کر دے اس کی کیا بدیہی تردید  
 خود ہی صاحب غیرت انسان نے پھر عجب ایک سوال فقہ کے روایت مذکور  
 کے بعد اس طرح پر کر دی ہے۔ و لہ نکال فی دلت خلاہا لیس طنتہ ..  
 (فی حو) وان الحاسدین لہ خسرت لہ حسرتہ مدینا جس تمام  
 حیات کا ترجمہ یہ ہے کہ یہاں کوئی مشکلی (شیر) نہیں مانے ہو سکتا جیسا کہ  
 کسی نے گمان کیا ہے کیونکہ گاد رنگا شفت کے مقابل میں ایک ایسا امر بھی  
 پیش آتا ہے کہ وہاں سنت کا چھوڑ دینا بہتر ہو جائے کیونکہ وہ دوسرا امر زیادہ امام  
 بہتر ہے اور کچھ شک میں ہے کہ اہل اہل سنت شان ملایا ایک امر امام مطلوب اور  
 حکم مقرر ہے اور پھر جب کہ دشمن امام ابو حنیفہ کی تدبیر و بے خبری ہوں کی تعلیم  
 کے لیے اس کی حالت حاجت تھی تو ایسا کرنا قوت پڑھنے اور ہم اللہ کے جہ سے  
 بہت بہتر تھا کیونکہ وہ مختلف غیر امور میں اور تعلیم عمار متعلق علم ہے اور اس کا  
 مع امام اور قوت و جہ ہم اللہ کا نفع خاص ہے اور اس میں کبھی شک نہیں کہ امام  
 ابو حنیفہ کے پیچے کہ ان کی ہمدردی میں بہت حاسد تھے دعوت کے بعد بھی بہت

یہ خیر آبادی کا قصد و قصد کی تعریف سے کچھ بھی آگاہی نہیں۔ ورنہ وہ اس  
ملاحظہ میں پڑے کہ جو ایک یا دو چھوٹے شہریت ہمسایہ گروہوں سے ایک صوبہ  
ہوت کی کہیں کہا جائے۔

[illegible]

نفسہ و لاجبار و لمواظف و کذا لکھتے ہیں کہ عرف من علم الفہم ما  
 قہ فی کتب و سعة فی امور الاحکام دون الاحاطة بجميع لمات  
 حرب و منی و یخرج مہا عیت یقف علی مہم کلام العرب و یما  
 بدل علی لمرد من اختلاف المجال و الاحوال لاس لخطب و رد یسا  
 سرب فہم نہ یعرف ولا یقف علی مراد الساری و یعرف اقاویہ  
 الصحابہ و لتا ہی فی الاحکام و معظم فتاوی مہم لکھتے  
 من لا یعم حکمہ یولف لاقوالہم مکتوب فیہ حرق لاجماع و د  
 عرف من کل من حد و لا یوایع معطیہ مہو حینہ محتند و لا  
 یشرط معرفتہ حصہ عیت لایسد حد شی و منہ و اذ ہم  
 یعرف نوع من حدہ و حق فیہ لایستغنیہ و ن کے متشکل ل  
 مدہ و و حد من حد اشد السلف فلا یجوز لہ تقلد القضاء  
 و لکن صدق لکھتے ہیں کہ وہ ہوتا ہے جو جامع قسم کے علوم کا جامع ہو  
 اولی علم قرآن کا و دوم علم سنت و حدیث کا و ستم قول عل سلف کے اجماع و  
 اختلاف کا و تیسرا علم لغت کا و چہم علم قیاس کا و رد قیاس سے وہ حق انتخاب  
 حکم کر دے کہ جب کو کفر یا حج طہارت یا کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ علیہ وسلم یا اجماع

لے دیکھو میاں جید آدمی کی یہ تحریر سند جامعہ اہل حدیث ۲۹ رجب ۱۰۹۰ھ کا مد  
 تفسیر و کتب جسے لکھ کر وہ خود اپنے اہل حدیث کی تحریروں پر اخبار ۱۲ ربیع الاول ۱۰۹۰ھ تک لکھ کر  
 توفیق نہ تو تھا کہ اسے نہ کام لائے نہ علماء تانی لکھ بجات بلکہ کے رطل فہم ہے اور پھر  
 کہ یہ دعویٰ ہم جو کیا کرتے ہیں اصول فقہ کے مطابق لکھتے ہیں وہام کو سر اسر و حوکر و نہا میں  
 تو نہ کیا ہے ؟

میں نہ مل سکتا ہو تو اس کو ہر ترقی قیاس کے قرآن و حدیث یا اجماع سے تشباہ کیا جائے  
 پس محمد کے لیے ہر دیکھتے ہیں کہ وہ علم قرآن سے ناسخ و منسوخ و مبین و مبہم و خاص و عام  
 علم و مشاہیر کراہت و حرمت و آفات و کتب اور وجوب کعبات ہو اور حدیث  
 سے بھی علم ہو کہ وہ علم سورہ لکھتے ہیں و ضعیف و مستند و مرسل و رواہ کی قوت و ضعف کو علم  
 سے بیان کرتے ہو کہ حدیث کو کتاب اور کتاب کو حدیث پر ترتیب دینے کی بھی  
 اس کو بہت پریشانی دے گی کوئی ایسی حدیث مل جائے جو اپنے ظاہر و باطن کے لحاظ  
 قرآن کے مطابق نہیں ہے تو اس کی وہ ضعیف معلوم کر سکتے ہو کہ جو حدیث قرآن  
 پر کتب کا بیان ہے اس کے مخالف ہے اور محمد کو عرف ان احادیث و بھی نہ  
 مروی ہے جو حکام شرع میں درج ہوئی ہوں نہ وہ جو قصص اور اخبار و امور غلاب  
 درج ہوں ایسا ہی حدیث سے ان احادیث کا حال نہ دے رہے ہیں جو قرآن و حدیث  
 کے اندر حکامی امور ہیں و رد ہوں تمام احادیث عرب کا ان پر درج ہیں اور محمد  
 اس میں اس قدر کثرت کر کہ ضروری ہے کہ کلام کا سب کے سب معلوم دے آگاہ  
 ہو جائے کہ مختلف محل اور مختلف احوال میں اس سے کیا مراد ہوتی ہے کیونکہ  
 صاحب السنن و ترمذی و ابی داؤد و تہجدی و ابن ماجہ و ترمذی و ابن ماجہ و تہجدی و ابن ماجہ  
 مرد شاعر سے کس طرح وقف ہو سکتے ہیں ؟ یہ بھی ضروری ہے کہ اقوال صحابہ اور

لے ایسی احادیث تفسیر ۳ جزا اور آپ بخت قرآنی ۵ سو ہیں لکھتے ہیں قرآن و احادیث نہ تو کتب ہے نہ  
 رب قصص خبر و مواعظ و غیرہ ہے و کچھ نور مذکور و لکھتے ہیں احادیث  
 صحت و کتب و مواعظ و غیرہ ہے و کچھ نور مذکور و لکھتے ہیں احادیث  
 و لکھتے ہیں احادیث و مواعظ و غیرہ ہے و کچھ نور مذکور و لکھتے ہیں احادیث  
 و لکھتے ہیں احادیث و مواعظ و غیرہ ہے و کچھ نور مذکور و لکھتے ہیں احادیث

میں نہیں جو رواہ، حکام ہوں جو ثابت ہو۔ اور فقہاء امت کے پیچھے بڑے فتویٰ کا  
 علم بھی رکھتا ہوتا کہ اس کا حکم ان کے اقوال کے بخلاف واقع نہ ہو کیونکہ اس میں اتفاق  
 کا قول ہے، وجہ ان اقسام سے ہر ایک کے علم کو مان لیا۔ تو اب شخص مجتہد ہے  
 تمام امور سے اس طرح کی کیفیت کی ضرورتیں ہے کہ کوئی جزوی بات بھی باقی نہ رہے  
 چلتے اور جب ان اقسام سے کسی ایک کو مان لیا جائے تو اس کو تقیہ سے  
 چارہ نہیں۔ اگرچہ وہ فاضلین کے کسی مذہب میں عالم تشریحی کیوں نہ ہو۔ پس ایسے  
 شخص کو قاضی ہونا یا مجتہد بننے کا امیدوار ہونا جائز نہیں ہے۔

اسی طرح ان حضرات میں کتب اعلام الموقعین میں جو غیر معتدین کے نزدیک  
 کامل حق میں لکھا ہے، لا یتجوز لحدودہ ان باحدہ۔

الکتاب والسنة مالم یجتمع فیہ شرط الاجتهاد ومن جمیع العلوم  
 یعنی کسی کو جائز نہیں کہ کتاب و سنت سے بھرپور نہ ہو کہ اندر سے چھب تک اس میں  
 جتنا دلی شریعتیں جمع نہ ہوں اور ہر قسم یعنی معرفت، نحو، لغت، محاورات، مجاہدہ، فہم  
 تاریخ و متون و صحیح و بیہن کے اقوال کا علم نہ ہو طلب یہ کتاب و سنت سے  
 استدلال خاص مجتہد کی غائ ہے، اور جس کو یہ درجہ نصیب نہ ہو خواہ وہ کتنی ہی بڑا  
 عالم کیوں نہ ہو اس پر مجتہد کی تعین لازم ہے۔

پس جب کہ تصریحات بالا سے صاف ثابت ہے کہ شریعت مجتہد میں  
 صرف ایسا ہی نہ فاضل شخص مجتہد کے درجہ بلند کو پہنچ سکتا ہے۔ جس میں

اس سے اخبار اہل حدیث یکم جنوری ۱۹۰۹ء تک کی یہ تحریر غلط بلکہ ذرا ثابت  
 ہوئی ہے تو ظاہر اہل حدیث نے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ جس کے پاس صرف قرآن مجید  
 سن، ادا و بقرہ، اس کو اس کو تمام ائمہ کے مسئلوں کے لیے کافی ہے۔

میں شریعتیں ہندو، مانوس، شلوات کے پانی جائیں اور جس نام میں کسی شریعت کی یہ قسم لگائی  
 گئی ہے تو وہ ہرگز مجتہد کے درجہ کو پا نہیں سکتا۔ خواہ کتنی ہی علم اس کو حاصل ہو اب اس  
 پر ہر قسم کی قسم کا نام لگائی ہو نہ ہو شریعت میں مجتہد ہونے کی کوئی شرط بھی مکمل پائی نہیں  
 گئی اور یہی اصول ہے اپنے مجتہد یا فقیہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے اس میں کوئی شک  
 نہیں کہ آپ نے معاذ اللہ حدیث و حدیث کا مل تھے اداس اقلہ سے کئی درجہ زیادہ  
 احادیث آپ کو یاد تھیں۔ جن کی مجتہد کو معلوم ہونا لازماً ضروری ہے مگر علم قرآن و  
 حدیث کے ساتھ جو یہ قید لگائی گئی ہے کہ وہ تاریخ و متون، مجمل و مختصر، فاضل عام  
 محکم و متشابہ آیات و احادیث کا بھی علم رکھتا ہو اور ساتھ ہی اس کے کرامت و قدرت  
 باہوت و تعجب اور کتب کو بھی جانتا ہو۔ سو یہ باتیں کامل طور پر ناممکن ہیں کہ  
 پائی جاتی تھیں کیونکہ یہ باتیں فقیر سے شوق ہوتی ہیں اور وہ کثرت مشور تھے اور  
 محدث کو ان باتوں کا جانا کوئی ضروری نہیں ہے صرف حدیث کو جیسا کہ اس نے  
 سنا ہے نقل کر دیا ضروری ہو تا ہے چنانچہ اس بات کی تصریح خود غیر مقلدین کے  
 پیشوا و اہل حدیث حسن خان مرحوم نے ہی اجماع العلماء کے مشافہ میں اس طرح  
 پر کر دیا ہے۔ ہاں معروفہ نمبر و الاحاد والناسخ والمنسوخ وان  
 فعلت بعدہ المحدث لکن لمحدث لا یقتضی العلم لان دلالت  
 من وصیۃ العقیبہ لاسہ یشتبط الاحکام من الحدیث و بہتاج  
 الی معرفۃ التواتر لاحاد والناسخ والمنسوخ فاما لمحدث لہو طبیعتہ  
 ان یقتل و یروی ما سمعہ من الاحادیث کما سمعہ وان تقتدی  
 لہ و یروی بلایہ فی الفصل۔ جسے ہاں تحقیق سمجھنا حدیث متواتر و امام  
 اور تاریخ و متون کا اگرچہ علم حدیث کے ساتھ حق رکھتا ہے۔ لیکن محدث اس  
 کی طرف محتاج نہیں ہوتا کیونکہ یہ کام فقیر (مجتہد) کا ہے کیونکہ وہ احادیث سے





اسفیان جبری کا یہ قول گنہگار ہے۔ نہ جس الامتہ نہ ہالہ عالم یقیناً  
لاحد من کشف الامم فی انقیادہ ونقصین ملاحدوث۔ لایہمتہ۔ یعنی  
"امم و ملیعہ امتیہ جبری میں پڑے نام تھے بل نفع کے مل کرنے اور اصلاح  
بہمہ کی تفسیر کرنے میں اور جبران کو قائل تھا وہ کسی کو قائل نہیں ہوا۔"

پس سی واسطے مولوی خرم علی نے بھی جو جبر متذہبن کے پیشوا خیال کیے  
جاستے ہیں ترجمہ مشرقی دار کے دست میں ان کی طرف سے ہے؟ اجتہاد کرنا ہر  
نام کا نام نہیں۔ اس کو بہت علم و فہم تیز چاہیے اسی واسطے اہل سنت میں پکار  
اماموں کے مذہب مقرر ہو گئے ان کے برابر بہت کم کسی کو علم اور فہم حاصل نہیں تھا  
ملا وہ اس کے ان کا زمانہ حضرت کے زمانہ سے بہت قریب تھا جو حضرت کے  
وقت کی رسم اور عادت تھی اور اس وقت کی ہوس پاں کا طریق وہ لوگ ہی سمجھتے تھے  
اس وقت کے عالموں کو کتنا اندیشہ مشکل ہے۔ بلکہ بعض علماء نے تو یہاں تک  
نکھڑا دیا ہے کہ بعد ازاں اشیائی کے زمانہ کے کوئی اجتہاد مستقل یا نہیں کیا۔

چنانچہ ناخبر الجبر مقدمہ جامع سفیر کے مقدمہ میں اس طرح پر نکلا ہے: و قال  
ابن حجر قال من اصلاح ان هذه لم تدر قد  
تحويلات ما في سنة بل من اصلاح من بعض الأصول  
ان لم يوجد بعد عملي في مذهب مستعمل - یعنی ابن  
نے کہا ہے کہ ابن صدر نے فرمایا ہے کہ اجتہاد مطلق مستقل کام حقہ تقریباً تین سو سال  
سے منتقل ہو گیا ہے بلکہ بعض اصحابوں سے ابن صدر نے یہ نقل کیا ہے کہ بعد ازاں  
امام شافعی کے اجتہاد مستقل یا نہیں کیا۔

پھر اسی کے منکرین نے کہا ہے: احمد بن حنبل نے یہ ذکر لایم  
ابو جعفر نصری فی کتابہ و قال لعمرو من حفاظ الحديث

یعنی: امام احمد بن حنبل کو امام ابو جعفر نصری نے بغداد میں شامیوں کو مدعا ہے کہ وہ  
صرف حفاظت پر مشتمل تھے۔

دیکھو اُسی تو امام احمد بن حنبل کو بھی مستقل مجتہد تسلیم میں کرتے ہیں بلکہ جوں آج کے  
امام بخاری و مسلم و عتہ سلم اثبوت کئے گئے تھے گو اس میں شک نہیں ہے کہ بہت  
دیکھنا حاکم محمد بن کے امام بخاری انھوں نے کیے گئے ہیں اور انھوں نے حاجت و  
صلاحت اور پیش کے ساتھ حق کو بھی جبری متذہب سے ناگوار و شافعی سے پڑھا  
ہے اندس میں کسی قدر صحت پیدا کر کے امام شافعی کے اصحاب اور زہد و حقہ ہر کچھ جتہ  
ہی کیا ہے جبکہ اس کی جگہ کے زہد و بہت عام ہے کہ امام نہ کو نفع میں اس  
قد صحت، مگر میں مومن تھی کو غیر مخصوص، حکام کو قرآن و حدیث سے بدھیمہ  
اپنے قیاس کے حال سکھانے یا کسی نظیر پر محمول کر کے کوئی مسئلہ برآمد کر سکتے۔ بلکہ  
ان کے بعض مامور فقہار نے تو ان کو فتویٰ دینے سے ہی منع کر دیا تھا اور صاف  
و دیا تھا کہ آپ فتویٰ دینے کے باقی نہیں ہیں۔ چنانچہ ہدایہ کی شروع نہایت شرح الفہم  
و کتبہ و غیرہ کے کتاب الوصایا میں لکھا ہے کہ زمانہ بعض کبیر متولی مسئلہ ساز  
امام محمد بن جب۔ مگر یہی غرضیں آرتوی دینے گئے تو انکو امام بعض کبیر سے منع  
کر دیا کہ آپ فتویٰ دینے کے باقی نہیں ہیں مگر صوفیوں نے اس مسئلہ کی غیبت کو ممانا  
میں تک کو ایک دن کسی نے اس سے یقیناً و خود دلوں کے ایک بکری دیا  
کا دو درجہ لیا۔ مگر ان کا کیا حکم ہے؟ آپ نے کو دیا کہ اس میں بہت نقص ہے  
برجائی ہے جب لوگوں سے آپ کا یہ فتویٰ سنا تو انھوں نے آپ پر اس قدر ہجوم  
کیا کہ آپ بخاری چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔

اس حکایت کے بعد شیخ الحدیث ص ۲ مسئلہ مقدمہ میں لکھا ہے: ومن  
ثم یفطن لخطا صواب لعمرو و حکمہ انہ مرجعہ۔ یعنی: جو

تفہیم حکام کے متباد کرنے اور غوی دینے میں دقیق نظر نہیں ہوتا وہ کفر خطایک  
کو نسبت دینا ہو سکے، امر جاری کا اہتمام کثرت سے معلیٰ کوئے خود ان کے ترجمہ  
الکتاب سے ہی ظاہر ہے، یاد دہان کیجئے ہمارے تصنیفات بہ ترتیب نقد و تنبیہ  
مقتدین و کاتب فقہ مرہون کے سامنے موجود تھیں تاہم انھوں نے جو جواب دیے  
مجموع میں یاد سے ہیں، اگر دماغی غور سے ان کو دیکھا جائے تو فوراً معلوم ہوجائے گا  
کہ کفر ایسا کاسلب و کفجہ اور بدعت اس کی تائید میں لائی گئی ہیں،  
اس کا معلوم کچھ دہے جس پر شہین بخاری کو ان کی مسابقت باہمی پیدا کرنے  
میں مست ہی نہ لڑائی کرتی پڑی ہے، ہر بڑے بڑے طوائف اور ممالکات اور کلمہ  
کرسٹ پر ہی یہ نہیں پڑے۔ چنانچہ حق ماہیان کو اس قسم کا نظارہ دیکھتے مضمون ہو  
وہ کتاب حدیث، تفسیر، مکتبہ، مکتبہ، مکتبہ سے مکتبہ مکتبہ کریں میں یہ بلو۔  
موز ۲۰ احادیث صرف کتاب الصلوٰۃ سے بھی گئی ہیں باقی کتاب کے ایجاب کا  
مال بخیر دیا۔

ہیں تیکہ نام کی ہی حدیث میں بہت ہی روایتیں اور محدثوں کی شرحیں مذکور ہوں۔  
فصل فی شرح میں یہ بیان ہے کہ اس پر جس حدیث کو مال نے اس حدیث کے خیر فقرہ  
 رد نہ کیا ہے وہ اس حدیث کے اس طرح کے اس حدیث کے اس حدیث کے  
 متعلق اس حدیث کے اس حدیث کے اس حدیث کے اس حدیث کے اس حدیث کے  
 بقضاء و فی الخیر ہے۔ اس حدیث کے اس حدیث کے اس حدیث کے اس حدیث کے  
 عیب کو محدثوں نے اس حدیث کے اس حدیث کے اس حدیث کے اس حدیث کے  
 اس حدیث کے اس حدیث کے اس حدیث کے اس حدیث کے اس حدیث کے اس حدیث کے  
 نہیں اگرچہ وہ اس حدیث کے اس حدیث کے اس حدیث کے اس حدیث کے اس حدیث کے  
 ملاحظہ فرمائیے کہ اس حدیث کے اس حدیث کے اس حدیث کے اس حدیث کے اس حدیث کے

کچھ ہے، فاسہ معدودہ فی طبقات الشافعیہ ومن ذکرہ فی  
طبقات الشافعیہ شیخ تاج الدین السبکی وقار اللہ نقضہ بالحمید  
والحمید فی نقضہ بالتدعی واستدل شیخ علامہ عبد الحلیم نحاس  
فی الشافعیہ بذكره فی طبقاتہم وسلام نووی مدی ذکرہ ماہ  
شاہد لہ بیومہ "ہم بخاری طبقات شافعیہ میں تمہارے کہنے ہیں، درجن  
لوگوں نے ان کو طبقات شافعیہ میں ذکر کیا ہے ان میں سے شیخ تاج الدین سبکی  
میں انھوں نے کتاب کو بخاری نے حق تعالیٰ سے کہیں اور حمید تنی نے ہم  
شافعی سے حق سیکھ لیا ہے اس سے استاد ہمارے بخاری کے شافعیوں میں داخل کرنے  
پر یہ محبت پڑی ہے تو تاج الدین سبکی نے ان کو طبقات شافعیہ میں ذکر کیا ہے اور  
نووی کا کلام جو ہم نے ذکر کیا اس امر کا شاہد ہے۔

[illegible]

شافعی کے مابین چار اور مس کا اعتقاد ہے۔ ان کے اعتقاد سے ان پر بڑا اثر گذار تھا۔ مخالفت ہو تو مخالفت کی پرانیوں کی اندام کے طریق سے بیکر چند مسائل کے خارج نہیں ہوا۔ عدیہ امر اس کے شافعی مذہب میں داخل رہے گا جس سے زینر کو محمد بن اسماعیل میں اسی قسم کے عقیدین شافعی سے ہیں۔

پس جبکہ حسب قرار داد و تصریحات، ان عقائد میں کے جو جو قریب زمانہ کے ماہرین کے علم، اختلاف مسائل و فروع و حالت سے گذرنا تھا، تھے۔ امام کاوی صوفیہ نے شافعیہ میں سے ثابت ہیں اس لیے اس زمانہ کے غیر متقدم کے عقائد و آثار میں مساجد پر حرام ہیں۔ کو حجتہ مستقل ثابت کرنے کے لیے باقی دلوں میں ہے۔ میں قویہ امر محض ان کی خود غرضی و نفسانیت میں ہے کہ جب تک وہ امام بخاری کو اپنی ایک سے امام شافعی کے رقبہ عقیدہ سے حال کو حجتہ مستقل ثابت نہ کریں خود کس طرح حجتہ بن گئے ہیں۔ دینی مسائل میں فتویٰ کے لیے نہ شجاعت چاہیے نہ ہمت۔ میں ہرگز یہ قول ہے کہ جس کے پاس جو فرقہ اور فرقہ اور وہ جو اس کو تمام دین کے مسئلوں کے لیے کافی ہے حالانکہ کے ملی ہو درجہ و افراط فیہ مسئلہ متولی مسئلہ اپنی کتاب علم لغویں میں لکھ گئی ہیں۔ درجہ و افراط فیہ مسئلہ متولی مسئلہ اپنی کتاب علم لغویں درجہ و افراط فیہ مسئلہ متولی مسئلہ اپنی کتاب علم لغویں خود کوئی مسئلہ خدا کے تادقیقہ ان میں خدا کی تشریح میں ہیں۔ وہ تمام علوم میں باہر ہو۔ دیکھتے ہیں علماء اہل حدیث کی قرار داد۔ زمانہ اس کے یہ بیانات اہل حدیث کی کارروائی میں کس قدر جد و جہد مشرق میں واقع ہیں۔

۱۔ ہر فرقہ تفاوت رہ۔ کائنات تابعی

۲۔ امام حسین بن علی بن ابی طالب نے اختلاف مسئلہ سے پہلے ان کی تعریف میں ان کا عقیدہ ہے کہ امام احمد بن حنبلہ نے ان کے عقائد میں اختلاف ہے۔ امام احمد بن حنبلہ نے ان کے عقائد میں اختلاف ہے۔ امام احمد بن حنبلہ نے ان کے عقائد میں اختلاف ہے۔

## رومضان عن امام الاعظم

حیدر آبادی طالع نے امام ابو حنیفہ کی نسبت رسالہ اہل الحدیث میں قدر عقائد کے لئے ان کی اپنی حقیقت حرج کی ہے اگرچہ ان کے عقائد جو اس خود ان کے عقائد اور امام ابو حنیفہ کی نسبت و تعلق سے مذکور ہوا ان میں کوئی شک نہیں ہے۔ امام اس کی حرج اس کے احادیث کی ترتیب و درجہ میں تعلق ہونا اس لیے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ امام اس کو اپنے کتب سے ثابت ہو کہ تندرہ و دیگر کی باہریت اور حدیث احمد بن حنبلہ کی و غیرہ شریعت و تدریس کے کتب سے ثابت ہو۔

۱۔ امام شافعی کی نسبت سے ثابت ہے کہ امام شافعی کے لیے پنج سو حدیث کا سامان کا درجہ ہے بلکہ امام صاحب کا اس قدر بیان کسی کتاب حنفیہ سے ثابت نہیں ہے اگرچہ امام شافعی نے ذکر کر دیا۔ امام شافعی کی نسبت کہ تندرہ کو معلم اصول سے واقف ہونا ضروری ہے لیکن یہ حرج و افراط فیہ مسئلہ متولی مسئلہ اپنی کتاب علم لغویں میں لکھ گئی ہیں۔ درجہ و افراط فیہ مسئلہ متولی مسئلہ اپنی کتاب علم لغویں درجہ و افراط فیہ مسئلہ متولی مسئلہ اپنی کتاب علم لغویں خود کوئی مسئلہ خدا کے تادقیقہ ان میں خدا کی تشریح میں ہیں۔ وہ تمام علوم میں باہر ہو۔ دیکھتے ہیں علماء اہل حدیث کی قرار داد۔ زمانہ اس کے یہ بیانات اہل حدیث کی کارروائی میں کس قدر جد و جہد مشرق میں واقع ہیں۔

۱۔ امام حسین بن علی بن ابی طالب نے اختلاف مسئلہ سے پہلے ان کی تعریف میں ان کا عقیدہ ہے کہ امام احمد بن حنبلہ نے ان کے عقائد میں اختلاف ہے۔ امام احمد بن حنبلہ نے ان کے عقائد میں اختلاف ہے۔ امام احمد بن حنبلہ نے ان کے عقائد میں اختلاف ہے۔









جہاں سے جو عرض ہا ہر ہزار لائے دردم آگئے تھے تو کچھ خدمت دیں  
اسلام آپ سے و کتاب کے ، صحابہ سے پونی کنی دیکھتے رہے مگر نہیں  
سولی انہی وجہ سے کہ آپ کا نسب سترقی سے عرب تک تمام تھا انہی سے  
میں پہلے کہے اور اسی پہلے حالہ الحدیث جہاں لہذا واؤ فرمادی وجہ نہ نہیں نے  
ال اسلام کو ان بات کی ترقیب دی سے کہ ان پر وہ جب سے کہ پنی مانا  
ہیں ، عابو عیسیٰ کے یہ دیکھا کریں کہ انہوں سے ان سے یہ رسول مد کی سے  
اور قسہ کو کہہ دیکھتے دیکھتے ۴۱ وانی دلاست کا یہ نہیں مانل غلو ہے کہ  
جو کہ کٹر اندیشہ ہے نہ بدلتی ولی جہتہ ہو سکتا ہے کہ وہ اگر ایسی صورت  
ہوئی تو یہ صحابہ اس دینت کے و کتابہ الصاف کے صحر ۲۲ میں اس طرت پر بھی  
ہے۔ قال الشافعی لا محمد ثم اھم مالا احاد نصیحتہ من  
وہا کتاب خبر صحیح و مملول حق ادھب الیہ کوہ  
کون و مصدق و شہید ، و امام مدلس جیل کو ، و شافعی پر ترمذی  
موتی وہ وہی ۔ سبقت پتہ امام اندکی کہ ہمارے جو سنے کہ تہادت سے  
رہتے ہیں عابو عیسیٰ نے بھی قرعین دیتے اور کہتے ہیں  
کہ وہ صرف تہاد حدیث سے در مارش فرماتے جو کوئی تہاد متسل میں ہوتا  
ان یہ کہ صرف حدیث میں حضرت امام امام بنی و سلم کی حدیث چند ہائی  
میں تصانیف موجود نہیں اس کی وجہ یہی ہے وہی سے یہاں کر دی جے چنانچہ  
حیرت انہوں کے صحر ۱۰۱ میں لکھا ہے۔ و اھل استخالفہ بعد۔ رحم  
ہم ۔ وہ شافعی نے امام سے لیا کہ آپ صحیح حدیثی ہے دودہ جاتے ہیں  
ہیں ترک صحیح حدیث آپ و مسطور ہو گئے آپ طوطا دیں کہ میں اس پر عمل کریں  
خود وہی کہ وہ باعد و شام کے رب اللہ سے آپ کو ہی ہو۔

نہی نظر حدیثہ فی اخبار کما ان انہک دھرم رعی  
انہ عجمی لما استغلا لمصالح المسلمین العامة ثم  
نظر عجمی من رواية الاعادیات مثل ما ظهر عند  
و دھما حتی صغار الصحابة و صوفی اللہ علیہم و ذلک  
ملائک و الشافعی لم یظهر عنہما مثل ما ظهر عنہما  
لروایۃ ابی دوعۃ و اس نعیم لا شغلا لہما بذلک الاستدلال  
علی ان کثرة الروایۃ مدون الحدیثۃ نس فیہ کثیر  
مدح بل عقول اس عبدالنصر۔ ما یأی ذمہ ثم قال  
الذھبی عنہ عنہ جماعۃ المسدود و عجمی  
الاکثر من الحدیث مدون لفقہ ولا تذکر و قد اس  
افن الریثہ لفقہ۔ یعنی چونکہ حضرت امام ابو حنیفہ ایک ہر باب  
مسائل دیں میں مشغول تھے اسی لیے آپ کی روایت حدیث کا زیادہ ہونا  
میں نہ ہو یہ کہ حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق جب کہ ہمارے مسلمان کے صحابہ  
اور امتدادی عمر میں مشغول تھے اسی لیے ان سے روایت ، و روایت کا  
ظہور یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ مسطور حدیث سے ہی کہ وہ اسے ہوا ہے اور اس  
ہی امام مالک و شافعی سے بھی کہ قدر بہ حدیث کا جوڑ ہیں جو صحابہ ان میں  
سے سوا جو اس کا مدد کیے فارش تھے عبا کہ ابو زہرہ و ابو یوسف و غیرہ یہ کہ انہ  
غریب اعتبار مسائل کے کام میں تھے تھے ملاحظہ کہ کثرۃ روایت  
لہذا روایت کے موجب حدیث نہیں ہے بلکہ ابن عبد البر نے اپنی کتاب میں اس کی ذم  
میں طوطا باب باعد جاتے اور کہل ہے کہ قضاہ اور علماء اسلام اس امر پر متفق ہیں  
کہ انہ حدیث ہوں فقہ و تہذیب ہر مذہب ہے ادو این تہ سے کہا ہے کہ کہ



کرنا یا تفتہ ہے لیکن محدث کے سوا، تمام ایک کا قول لکھا ہے۔ دین اعم  
کثرة المطابقة انما هو لكون يضع الشيء في القلب يعني حكم كثرة رواية  
کا نام نہیں ہے جو وہ ایک وجہ ہے اور اندھا کے دل کو بخشا ہے۔ نیز شوال  
کے نمبر ۱۲ میں لکھا ہے **وكانت الامام محمد بن سہل**  
**يقول لو كنت قافياً** **كلما من حديث الصحاب**  
**يطلب الحديث ولا يطلب التثنية او يطلب التثنية ولا يطلب**  
**الحديث ويقول انظر الى الانسنة المحدثين كيف**  
**طلبوا الحديث مع التثنية ولم يكتفوا باحد هما يعني الامام**  
**بن سہل کہیں کہ اگر میں تاحی نہیں تاکم ہوتا تو میرے ان روایوں میں سے ہر**  
**ایک کو قید کرتا یعنی جو شخص حدیث کو طلب کرے اور فقرہ کو طلب نہ کرے یا فقرہ**  
**کو طلب کرے اور حدیث کو طلب نہ کرے اور دوا یاد رکھو اور محدثین کی طرف نہ**  
**کیسے ہوں نے حدیث کو فقرہ کے ساتھ طلب کیا اور صرف ایک کے ساتھ ہی**  
**انہوں نے اتفاق کر لیا۔**

ماتل صاحب خیرات احمد اور دیگر محدثین کے سامنے اپنی تصدیقات والی  
میں میں دیگر محدثین کے نام اور حدیث سے ملنے والی حدیث کی روایت کے حاکم  
نہ ہر وجہ سے کی پڑی بھاری حدیث تو دی ہے کہ جو کہ وہ روایت میں کی ایک  
حدیث کی حدیث میں ترویج ہے اور اس کے ذریعہ سے سن نبوی کے کلمہ کا کرینے  
کے ایک اصل اصول کا نام میں شوال ہونے سے جس کے مقابلہ میں کثرت تصانیف  
یا کثرت حدیث کا نام کہیں بھی وقعت نہیں رکھتا تھا اس لیے ہی ہر جہ سے کہ  
ایک نہایت ہی علی اور اہم کام جو کہ وہ ایک روایت حدیث  
کاس بلات اختیار کر سکتے جو ہمیں صورتوں میں بیانے عربی کے ایک مضمون اور

میں کی جا سکتا ہے جیسا کہ حضرات شیعین اور دیگر نے جو کچھ حدیث اسلام اور  
حدیث کی اصطلاح کی ہے وہ ان حدیث کے قدر و قیمت میں بے حد بڑھ کر ہے  
صرف روایت کرنے کی شغل رہے اور ہی وجہ سے حضرات شیعین سے متاثر  
ہجراتی صحابہ کے حدیث کی روایت بہت ہی کم ہلا گئی ہے اگر یہ ہو کہ امام مالک  
و امام شافعی بھی ترویج میں متخل ہونے سے بھر پور ان سے غافل ہیں حدیث  
کی روایت ہوتی ہے جس کا جواب علامہ ابن حجر نے دو جہوں پر دے دیا ہے  
کہ اگرچہ ترویج فقرہ کو مد اصول امام ابو حنیفہ کے ہی کم کر دینے سے امام مالک  
و شافعی کو اپنی ترویج فقرہ میں بہت کم محنت کرنی پڑی ہے مگر امام مالک سے یہ  
بہت و بھر حدیث کے جو صرف روایت کے لیے تفریح تھے بہت کم حدیث  
ظاہر ہوئی ہیں۔

دوسری وجہ امام ابو حنیفہ کے کثرت کے ساتھ حدیث ظاہر نہ ہونے کی یہ  
ہے کہ حضرات شیعین بخیر روایت احادیث کے بہت ہی محاسب تھے اور یہ حال  
ان کو ملنے والی حدیث سے پیدا ہوا تھا جو آپ کے گفتی بالحدیث کہنا  
اس بخیر حدیث ملنے کا صحیح کے الفاظ سے فرمایا تھا جس پر حضرت  
مراد صرف قیل روایت کرنے کی تاکید ہی نہیں فرماتے تھے بلکہ وہ روایت  
رہنے والوں کو سزا دینے سے ترقی دیتے تھے اور حضرت صدیق سے پتہ چلتا  
تھا کہ احادیث کو مل دیا تھا چنانچہ امام ذہبی نے ذکر کیا تھا جلد ۱ ص ۱۲۱ میں لکھا ہے  
**وقد كان صاحب عمر بن الخطاب يحفظ الصحاح على رسول**  
**نہ یعنی آدمی کو ان کو ملنے کی بہت کم محنت کہ وہ بہت سے اسی کو جان کر سے چکر**  
**ان جس حدیث سے ملتی ہیں وہی اسی پر اگر ہر بات کو باب کر کے کا تو ضرور چھوٹا**  
**ہوئے گا۔ شکوہ باب ۱۰ ص ۱۰۰۔**

بأنه عليه وسلم يا مريم ان يثبو ارضية عن  
 نبيهم وشل يثب عن الذم ما وجد من عن حفظ  
 يعني حضرت عمرؓ ان خوف سے کہ صاحبِ حدیث میں رسولِ سابقین کا ذکر  
 است ان کو حکم دیا کہ جسے کہ پیغمبرِ سابق سے کلمہ دیتے ہیں یا رسولِ سابقین  
 لوگ ساتھ امامانیت کے حفظ کرنے سے بھرپور میں سے۔ عن ابی سلمة  
 عن ابی ہریرہ وقت لم اکتب تحت فی مصاح عبد مکدا  
 فقال لو کنت احدث فی مصالک عمر مثل ما احدثتکم  
 لضر مني ممانعة یعنی انی میرے روایت ہے کہ میں نے جو بزرگوار  
 سے پوچھا کہ کیا آپ نماز عمرؓ میں بھی اکی کثرت سے حدیث بیان یا کرتے تھے کہ  
 اگر میں ان کے زمانہ میں اکی کثرت سے حدیث بیان کرتا تو میرے لیے اپنی چڑائی سے  
 مضروب کرتے۔ عن سعید بن ابراہیم عن ایبہ بن عمر بن  
 شاذان عن مسعود واما السد واما مسعود الاسود  
 فقال قد اکثرتم الحدیث عن رسول الله صلى الله  
 عليه وسلم یعنی میرا اپنے آپ پر کہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت  
 عمرؓ میں بھی یہی اکی مسعود واما السد واما مسعود واما السد واما السد  
 کہ تم کو روایت کرنے والے کی سب سے کہ رسولؐ کے بہت حدیث بیان  
 کی ہیں اور مسودہ میں ہے قللت ہالنتہ جمعہ ابی الحدیث عن  
 رسول الله صلى الله عليه وسلم وكانت خمسة  
 حدیث بیات بیہ تیقلب کثیراً قدمت فعمنی قلت  
 متقلب لشکوی اولی طبعک فلما اتممت قال ابی عتہ  
 ہالی الاحادیث التي عندک لجنۃ بها قد حادہم

فتها قل غشیت الن اموات وہی عندک فیکون  
 فیہا احادیث عن قبل قد اتممتہ وولنت ولم یکن کما  
 حدیث ہکوی قد قدمت دانت فہذا لیسہ واللہ اعلم  
 میں حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میرے بچے رسولؐ کے بارے میں پانچ سو حدیث  
 ہیں کہ میں نے جو آپؐ کے ایک دن جو آپؐ کے گھر میں آئے تو  
 ابوہریرہؓ سے پھر سننے میں نے فراموش کر گئی آپؐ کو میری نسبت کہی  
 شکایت پہنچی ہے تو اب ابوہریرہؓ کے حوالہ سے ہیں بسبب صحیح مولیٰ فرمایا ہے  
 میری بیوی وہ حدیث جو میرے پاس میں نے ذکر دے سے میں نے فراموش کر  
 دے وہی پھر آپؐ آگے آئی اور اس کو فراموش کیا اس پر میں نے کہا کہ آپؐ سے ان کو  
 یوں یاد دلے۔ اب ابی بن ذرؓ جو اساتذہ کے کلمہ میں مر جازن اور یہ حدیث  
 بیچے واما میں اور ابی بن کوفی ایسی حدیث کہ میں نے آویست کی ہوئی ہو میں کو میں نے  
 اتارا اور پھر کہہ دیا اس میں وہ حدیث ایسی رہی کہ اس کے بیان کی ہے  
 میں اس حالت میں اس حدیث کا نقل کرنے والا ہوں گا اور اس میں مجھ نہ ہو۔ ابوہریرہؓ  
 شہین رسولؐ کے احادیث کے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کو صرف  
 اب ابی کے درمیان میں پڑ جانے سے محال کہ رسولؐ کے احادیث کے  
 پہنچنا۔ پر میری جگہ ہا احتمال رہتا تھا۔ ہا لاکھوں برس بعد اس حدیث کو روایت  
 روایت کے بعد اول سے پس چونکہ احادیث اقتدا واما السد واما السد  
 بعدک من اصحابی ابی بن ذرؓ و عمرؓ و علیکم السلام و سلمۃ  
 حواء الراشد من الصحابہ میں رسولؐ نے حضرت عائشہؓ  
 سے فرمایا اور انہی کے جواب کا سرچ لو کہ یہ حدیث اس لیے امام ابوہریرہؓ  
 نے حدیث کے بارے میں حدیث میں ہے مسلک اس کی منت میں

کا تباہ کر کے بہشت دیجے مگر قرآن کے کم ذات کہ ہے اور بغیر حدیث اور کتابت حدیث کو پسند نہیں کیا۔

پردہ آبادی دوست نے یہ بالکل غلط کہا ہے کہ مہل قرآن کے نزول امام شافعی ماسویہ سے مائتھ کتب سلام سے منسلک امام ہیں ورنہ ایسا کبھی نہ کہتے آہیں ہم تائیں کہ صحیح حدیث و اصول کے ذوق کون سے لوگ اس حدیث کی تخی کتاب کا رد و قبول نہ فرما لیں اس لیے ہمیشہ ایک شافعی مذہب برگزیدہ کی نصیحت ہے بہت کرتے ہیں کہ علماء اہل سنت سے یہ نہ ہو جو صحیح حدیث شافعی سے منکر ہیں بلکہ ان کی تائید ہے کہ اس کتاب میں بعض المیزان مضمون میں ملکتے ہیں۔ جو اذن من دون علم اشریعتہ و سنتہ الیہ اقسام تاسعہ حدیث ہے اس فی ترتیب الموطا و سنن ابی یوسف و حنیفہ احمد بن ابی حنیفہ

یہ حدیث صحیح ترمذی میں اس بات پر ردی ہے۔ حدیث احمد بن حنبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقتدوا بالذین من بعدی اصحاب الیومکر و منی و اعتدوا بھدی عداؤ تمسکوا بعھد امی ثم عبد الی مسود کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری قوم میرے پیچھے میرے اصحاب سے اور میری قوم میرے ساتھ حضرت اور راہنما رہیں یا میرے اور میری قوم کے ساتھ قول بن ابی حنیفہ میں اس مسود کے۔

یہ حدیث منکرہ باب الاقسام میں من ابی داؤد اور امام احمد سے آیا اسناد مشکلی ہے۔ بعد احمد بن حنبل قال صلی اللہ علیہ وسلم اقتدوا بالذین من بعدی اصحاب الیومکر و منی و اعتدوا بھدی عداؤ تمسکوا بعھد امی ثم عبد الی مسود کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری قوم میرے پیچھے میرے اصحاب سے اور میری قوم میرے ساتھ حضرت اور راہنما رہیں یا میرے اور میری قوم کے ساتھ قول بن ابی حنیفہ میں اس مسود کے۔

موصیطة بلیغة درفت منها العیون و دخلت منها القلوب فتأمل رجل یا رسول اللہ کان هذا موصیطة موع فاصنا قتل اوصیکم بتقوی اللہ والسمع والطاعة وان کان عبدا جیسا فان من یعش منکم بعدی فلیروی انتہا کثیرا فلیعلم بفتح و سنتہ الختام الراشدی المحدثی تمسکوا بھا و اخطوا علیھا باللویذ انکم و محدثات الیومکر فان کل محدثہ مدعۃ و کل مدعۃ صدقہ یعنی حدیث بن ساری کہتے ہیں کہ ایک دربار پر جو رسول خدا نے ساتھ میرے پر موند مبارک ہوئی طرف کر کے ایسی غلطی سے ہم کوئی کہ میں سے ہمارے آئینہ نقل ہر سے اور وہ اس کے لیے ایک غلطی سے بنا مارمول اللہ کو یہ نصیحت ادا کر کے والی ہے پس کوئی تان و بہت کر دہم کو ہیں فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہت کرتا اس میں تم کو پر ہر ایک اور خدا سے اس کے کہ اور کہتے تھے و زانہاری انکار کی اگر وہ مکر سلام جیسی ہی کہیں نہ ہو کہ کو شخص میرے بعد زندہ رہے گا پس وہ دیکھے گا بہت اندھا تان میں ہیں نہ ہو کہ کو اپنے اور میری سنت و میرے علم سے رائد بن پرست یافتہ کی سنت چنگل ما یا تو میری سنت اور خلفائے رائد بن کی سنت کے اور سنت و اسے ملو اس سنت پر اور وہ رکھو اپنے آپ کو سنتوں سے کہ نہ ہو کہ ایک بہت گرا رہی ہے۔ و انتہا بعید لہم بعضہ و فی عم الشریعہ ابواب حبوبہ و لا کتابا مرتبہ یعنی امام ابو حنیفہ اپنے دو شخص ہیں جنہوں نے علم شریعت کی ترویج کی اور اس کے ابواب مرتبہ کئے پھر اسے آئینہ ایک ہی اس کتاب کو ملے تریب دینے میں جو سنہ در امام ابو حنیفہ سے اس بارہ

میں کسی کو سنت حاصل نہیں ہے کیونکہ صحابہ اور تابعین نے علم فریضہ میں کوئی بڑا  
یا کتب کا ترتیب نہیں دی اور علامہ مرقی بن محمد نے اسی کتاب کے جلد ۲ صفحہ  
۷۲۵ میں لکھا ہے قل بحمد حسن الجعفر ابو یوسف صاحب  
الاصحیحہ و اول من وصع الکتاب فی اصول الفقہ علی مذهب  
الاصحیحہ یعنی کہ میں تحریر کرتے ہیں کہ امام ابو یوسف شاکر و امام ابی حنیفہ رحمہ  
ہو بیٹے دو شخص پر یہ نہیں ہے کہ ان میں فرق ہے امام صاحب کے مذہب پر کتابیں  
لکھیں۔ پس نسب پر ثابت ہو گیا کہ مرقی صاحب کے فرق کے فرق ہیں امام ابو یوسف  
تھے جو پر حیدر آبادی کا یہ کہ کہ امام صاحب سے واقعی فرق امام صاحب میں پائی  
نہیں مگر امام صاحب کی مخالفت کی دلیل ہے۔

انہی کے بعد آبادی سے جو کہ مذکور کیا ہے کہ عقیدہ کے لیے ہیں یا پانچ لاکھ  
امادیت کا ماہ مذوری ہے ان کو یہ عقیدہ چلتی ہیں ہے کہ اس کے علاوہ کثرت  
امادیت کے لیے میاں گشت الطول کے صفحہ ۲۹۹ میں لکھا ہے صفحہ ۱۱۱ عدد  
مد کو فی المسکت علی الفقہ و انما المراد مسجد مسجد  
نکرة خط۔ یہ کہ لاکھ امادیت کہاں ہیں اگر تمام جہاں کی امادیت جمع  
کی جائیں تو ۱۵۰ ہزار مد بیت بھی نہیں ہو سکتیں ملاحظہ فرمائیے یہ سب سے  
تمام جہاں کی مد بیت کی تعداد سے امادیت کو نقل کر کے اپنی کتاب میں لکھتے  
میں ملاحظہ فرمائیے مسجد کی تعداد یہ اس میں جو صفحہ ۹۵۰ میں صحت  
بیان علی مرقی بن محمد کے خلاف ہے اس عادیث کو جواب قدر مرتب کر اپنی کتاب  
کنز العمال فی سنن الاقوال و الافعال میں لکھتے ہیں اور اپنی لاپرواہی سے کوئی حدیث  
بالی مستند نہیں دی اگر اس عادیث کو جن میں سب فقہ کی امادیت جمع میں  
صیغہ مروت موقوف آثار صحابہ تابعین میں نہیں ہے تو کیا چاہے تو اس

کی تعداد مشکل ۵۰ ہزار تک پہنچتی ہے جو بخلاف کمرات و کمرات کے صرف  
۲۰-۳۰ ہزار ہی رہ جاتی ہے مگر چنانچہ اس امکان کا ادیت سب تصریح و تحقیق  
صرف تین ہزار ہی ہیں یا اس کے قریب ملاحظہ کرنا ضروری ہے۔ ان ہزار  
قصص و خصال و مواضع و غیرہ میں اگر یہ کہہ دو کہ امام بخاری و غیرہ محدثین نے  
جو یہ کہتے ہیں کہ ۵۰ لاکھ عادیث ہے ان کتاب کے لیے اپنی اپنی تصحیح کو  
مرتب کیا ہے کہ ان کی تعداد ادیت ۵۰ لاکھ نہیں تھیں تو پھر یہ ہے اس کے لیے  
کی اس کا جواب یہ ہے کہ ایک ایک حدیث کے کئی کئی طرق ہوتے ہیں جن میں  
تصنیف صحیح یعنی اس اور ضعیف، قاصر ہوتے ہیں چنانچہ یہ اس کو گن کر کہ میں کو  
عادیث سے کہیں کہیں ۵۰ لاکھ نہیں ہے پھر میں طرق کے اعتبار و شمار پر متواتر  
مشہور اعلام و حریز غریب کا طلاق عادیث پر کیا مانتا ہے میں اگر اس میں فرق  
کی برکت سے ۲-۳ ہزار سے زیادہ ہیں ہے درخزادہ کے مدعی ثابت کر  
دکھائیں جس کا بار ثبوت ان کے ذمہ ہے۔ دوم ۵ لاکھ حدیث کی تعداد عقیدہ  
کے لیے ہیں ہے تو اس مکتبی کے لیے ہے جو بلا اعتبار و کثرت اور اس کا بار  
کے صرف و ادیت کے روز پر و صحر پر امادیت و آثار مدقق پاسے میں و نامیں  
و غیرہ سے جو سب حدیث کی تحریف و دخل میں فتنے دینا چاہے جیسا کہ  
امام احمد کے جوہر قول مذکور ہے کتاب مختصر لکھنا خود صفحہ ۵۵ سے نقل ہو رہے  
اور ملاحظہ فرمائیے کہ یہ کہ مرقی بن محمد کی فتویٰ دیا کوئی آسان کام نہیں ہے اور  
اس کے لیے روایات و ادیث کا بہت ذخیرہ مکتبی میں موجود ہونا چاہیے  
امام احمد کی تصریح مذکور در اصل آپ لوگوں کی تردید اور تنبیہ میں واقع ہوئی  
ہے جس کا خیال ہی بہت کم ہے کہ میں صرف قرآن مجید اور سنن ابوداؤد و ترمذی  
اس کو تمام دین کے مسنون کے لیے کافی ہے۔ دیکھو انرا جامع حدیث کی تجدیدی



دہائی | ایک وقت امام شافعیؒ اور محمد بن حسن شاذلیؒ ابو یوسفؒ میں جھگڑا ہوا کہ ابو یوسفؒ زیادہ عالم ہے یا امام مالکؒ اس بارش میں امام شافعیؒ نے کہا کہ تمہیں قسم خدا کی تم مجھ میں کرو کرو میں تم سے کہ امام محمدؒ نے کہا انھم صاحبکم (تمہارے صاحب امام مالکؒ) پھر شافعیؒ نے کہا تمہر قسم خدا کی بخلاف سنت میں کوئی زیادہ عالم محمدؒ نے کہا انھم صاحبکم یعنی امام مالکؒ اس کے بعد امام شافعیؒ نے کہا کہ اب قیاس باقی رہا سو میں کہتا چھو نہیں۔ یہ حکایت چہرہ کتب اور دیگر روایات میں منقول ہے کہ بعض معتبرین میں آخر کرنے سے یہ نیز مختلف ہے کہ سلمہ شافعیؒ کا امام مالکؒ سے اور سلمہ امام شافعیؒ سے اور سلمہ امام بخاریؒ کا امام مالکؒ سے زیادہ تھا اگر امام ابو یوسفؒ اہل رجب میں بہت گھر رہے مانتی ذکر ہے۔

دہلی وادست سے اس مکالمہ کوئی سہ نہیں تھی کہ کس کتاب میں اس مکالمہ  
 ہے صرف وہاں سے کہہ دیا کہ چند کتب تاریخ و جغرافیہ میں یہ حکایت  
 منقول ہے کچھ وقت نہیں لکھتا۔ ان میں سے کسی ایک کا ہی نام لکھ دیا جوتا  
 اس کتاب میں کہ تاریخ ابن خلکان میں یہ حکالہ درج ہے جیسا کہ اوپر حدیث  
 حسن خان سے اس خوف الفیاض میں تاریخ ابن خلکان کا ذکر دیا ہے مگر جب کہ یہ  
 کہ ابن خلکان میں اس قصہ کا ذکر نا کوئی وہیں اس کی مستحی کی نہیں ہوئی کہ کوئی اور  
 تو مصنف ابن خلکان قاضی شمس الدین ابی عباس اس حدیث محمد روات میں حدیث کے نسخ  
 تھے جنہوں نے مشاہیر میں اس کتاب کو لکھا اور اس میں بعض ایسی مشہورانی انہ  
 کی باتیں تھیں مثلاً علی گھڑ دیں جو کسی کتاب میں پائی نہ تھیں جیسا کہ کتب اللطائف  
 کے صفحہ ۲۳۸ میں لکھا ہے فقہ محمد لغز قرین علی حروف المعجم

چنانچہ یہ فقہ بھی براہین ملکہ کان نے اس طر سے پرکھ کر ہے قائل انصاف قائل  
مجتہد میں حسن ایضاً امام صاحبنا امام صاحب کے لکھناات  
ہو تب کے کو صرف سنا سنا یا کھو دیا ہے اور اس کی کوئی سند بیان نہیں کیا کہ کس راوی  
سے یہ سنا کر امام شافعی کو امام محمد کو ملازمت کیا ہے پس جب کہ اس کی کوئی سند بھی نہیں  
ہے تو پھر ہمارے مورخ کے زمانہ کے پہلے کا حال بلا سند صرف ایسا کہ ہر کمال کتاب  
میں لکھا جیسا ہے کس طر قائل اعتبار ہو کتاب ہے دوم اس فقہ کے سے متباری اس  
سے بھی حاکم ہے کہ سوال کی ابتداء امام محمد سے ہوئی ہے اور چونکہ امام مالک بعد  
امام ابو حنیفہ کے ہیں اس لیے امام مالک کی شاگردی میں یہ ذکر دووں کے متبع علم  
کا خواب موازنہ حاصل کر کے کہتے ہیں کہ اس سے ان کو اپنے شاگرد امام شافعی  
سے جو صرف امام مالک کے ہی متبع علم سے ہو جہاں کی شاگردی کے واقف تھے  
اور ابو حنیفہ و امام مالک کے علم کے پورے کا سوال کرنا بالکل بے عقل بلکہ مبالغہ  
مقابل و نقل تھا ہوا امام شافعی کا کچھ بھی حاصل ہوتا تو امر ابو حنیفہ کی نسب مناقب  
میں سے کسی کتاب میں تو ضرور اس کا کچھ نشان یا یا حاتم اور یہ عجیب بات ہے  
کہ اصحاب مناقب تو اس فقہ سے بالکل راکت رہیں اور ایک امام مرتبہ جو  
مطلب وہاں کا جاسے ہوا اس فقہ کو بہ کر دے اور پھر طر و تر یہ کہ کوئی سند  
میں ساتھ بیان نہ کر دے یہ ہمارے یہ فقہ امر محمد بن محمد بن علی کی منکر کہ بالا ۹۹ شائد  
غلو بہ تبادلت جبر ہوئے بالکل سالی ہے کہ میں حضرت ابی سہرک محمد بن  
محمد بن ابیہنوں نے جو شاگردوں امام ابو حنیفہ و امام مالک کے دوں کا وہ نہ ہو  
دیکھا ہوا تھا اور ہر دو کے متبع علم کا موازنہ کیا بھی کیا ہوا تھا۔ امام ابو حنیفہ کا نسبت  
پاس طرح ثبوت دیتے ہیں۔ لیکن احدث الحق انت یستد  
بہ من الی حنیفہ لانه کان اماماً نقیاً وروحاً



[illegible]

من طرفی بابت خود اہم اور عینیت پر ہی امام احمد اور امام بخاری کو ترجیح دینا اور  
حمہ تا ناصر بن ابی اسحاق اور رافعی کا جو کہنا نہیں تو اور یہ کہ پتہ تو یہ ہے  
کہ عینیت کو ادنیٰ درجہ و فوہول کو اعلیٰ قرار دینا ایسے کام ہے کہ علماء کا ور  
نہ ہو ورنہ ان میں کہتے۔

[illegible]

عبداللہ بن زید قری نے پہلے ۹ احادیث نہیں اس کے علاوہ قطب نظر امام ابوحنبلہ کہ ان پندرہ سائید کے میں میں سے ہر تو آپ کے خاص شاگردوں نے آپ سے ملا واسطہ حدیث کی کہ میں نے یہ کہ آئندہ بیان ہوگا اگر ائمہ اربعہ کے علاوہ کی صرف دیگر تصانیف مثلاً امام محمد کی موطا و کتاب الآثار و کتاب الیہ یہ کبیر اور امام ابو یوسف کی کتاب الخراج و مالہ وغیرہ کو دیکھا جادے کہ اس میں اس احادیث و آثار امام ابوحنبلہ کے پسند میں متصل ہوئی ہیں گئے اور انہیں مختلف اس الیہ مشیخہ اسناد امام بخاری مصنف عبد الرزاق تصنیف دارقطنی تصانیف حاکم تصنیف بیہقی۔ یہ تمام شاہد ہرانی تصانیف میں وہی مثل معانی و تہذیب و تہذیب و آثار وغیرہ کو دیکھ کر ان میں کسی قدر روایات متصل امام ابوحنبلہ کے ذیل سے موجود ہیں جس سے بخاری اندر نہ جو ممکن ہے کہ آپ کسی قدر احادیث پر مادی تھے پھر لوگوں شخص ہے جو ایک صاحب المذہب جلیل شان امام ابوحنبلہ کی نسبت کہہ کر کہے کہ ان کو صرف موطا ہی ہے و نیز موطا حدیث و تصانیف ان کے متن متعہ الیہ کے صداقت کامل کر کے اقوال اس و وہ میں پیش کیے ہیں کہ امام صاحب کو سن حدیث یا وہیں ان میں بحث متناقض ہے ایک قول میں مسند دوم میں کیا یا نہیں ہے یہی وہ موطا ہے میں قنوت رات نکالتا دیکھا ایسے ہے اصل متناقض لا قنوت کا صرف اتنا لال میں پیش کرنا اہل تصوف کے نزدیک مرام روحانی حاصل کرنا ہے۔ ان غلطوں کی عداوت میں صرف موطا سے بڑھ کر کوئی اور حدیث متعلقہ قطع ہے اس پر وہی بحث متعصب شخص کے کوں اختیار کر سکتا ہے موطا جو صحیح موطا ہے موطا و آثار میں صفحہ ۱۱۴ سے صفحہ ۱۲۸ تک اس پر متصل بحث کے کہ وہ وفاتی سے اس کا رویہ ہے اور کہتے کہ اس غلطوں کی عداوت کے بیان و ملاق سے ہی اس کا موطا جو بات ہو سکتا ہے۔ چنانچہ

[illegible]



وصفت درایت الحدیث لبقین ادا عارضها الفعل النفسی و  
قلت من اجلها درایتہ فقل حدیثہ ۷ انه حرک درایتہ  
الحدیث معتمد افحاشاء من ذالک و یدل علی  
انه من کبار المتقدمین فی علم الحدیث اعتماد مدعبہ  
بینہم و التحویل علیہ و اعتقادہ و زاد قولاً و ما غیرہ من  
المتقدمین . و هم المحمديون فتو سعوالی التوسط و لشرحہم  
و الکل من اجتہاد و قد توضحه اخصاصہ من بعدہ فی  
الشرط فکتب ب درایتہم و روح الطحطاوی فاکثر دکتب  
مسندہ . یعنی امام ابراہیم سے ملنے تلیل روایت ہوتی کہ انہوں نے  
روایت اور اس کے نقل کے بارہ میں سخت قیدیں لگائیں اور حدیث صحیح  
کو جب کہ اس کو فعل ضمنی معارض جو ضعیف سمجھا رہے کہ ممد و لہذا انہوں نے

نہیں رکھتے اور بعض بھر رکھتے ہیں لیکن جس کے آگے بیان کی وہ زیادہ بھر رکھتے  
ہیں چاہے کہ جیسی سختی ہے اس کو ہنسی دے تاکہ جس کو پہنچائی ہے وہ اس کا مطلب  
سمجھے و اس میں غلطی سے نہ ہیں کھانڈیچہ مہر محمد میں نے برصاف صریح  
متقدم اس حدیث کے سوسہ احادیث کے سیرہ الفاظ یاد رکھنے اور اس کے ویسے  
کے ویسے ہی ادا کرنے کی کوئی شرط نہیں رکھی بلکہ روایت کے بارہ میں ہر ایک  
و سخت دلی ہے کہ اگر کوئی صرف حدیث کا مطلب ہی اپنی ادا میں بیان کرے  
تو اس کی وہ روایت مبہم ہے چنانچہ ایسے صحاح شریعی میں ہزاروں احادیث  
بمعنی مروی نہ جاتی ہیں جن کے الفاظ ایک دو مرتبہ سے ہرگز نہیں سمجھ  
ن کا مطلب ہے اور یہ امر صحاح شریعی کے ناظرین پر بھی نہیں ہے ۔

حدیث کی روایت کو علم اچھوڑ کر روایت دینا اس کے علم حدیث میں نقص ہے  
و اس پر یہ ہے کہ جملہ محدثین و تابعین اس کے قول پر عمل کرتے ہیں اچھے  
محدثین کے قول سے کب کب کرتے ہیں تو ان کے قول سے بھی غراہ بطور رو  
تے واء بطور قول کے بہت کرتے ہیں اور کب کب ان کے اور مہر محمد میں سے  
روایت کے بارہ میں وسعت دی ہے اور تمام قیدیں لگائی ہیں جس کے تحت  
ان سے حدیث میں زیادہ روایت ہوتی اور ہر ایک سے یہ قیدیں و شرطیں  
سے تحریر کریں کہ خود تلامذہ امام جو ضعیف کہنے والے کے حدیث میں وسعت دی اور کثرت  
کے ساتھ ان سے روایت ہوتی چنانچہ مروجہ سختی سے بہت روایتیں حدیث کی  
کیں اور ایک مستند روایات ابو حنیفہ کی بھی دیکھو ان میں وسعت تو اس کے ابن ابی  
کامال کے مطلب تک ہے کہ بعض تعصب قوم و ائمہ کی دلیل اور بہت  
چونے کی وجہ سے ان کو تلیل ایضا سخت خیال کرتے تھے یہ شخص ساہرا سے  
کری حیرت و شگفتہ سے ہی انہ کی مافیہ ہے اور بعض حدیث میں بھی  
مناہت ہو وہ کہتے اور حدیث شریفہ و تراجمت کا مذاق کو ساتھ ساتھ  
امام جو ضعیف مروجہ حدیث میں رکھتے تھے لیکن حدیث کی حوالہ سے تھیں روایت  
مندی ہے تو اس کا مطلب ہرگز نہیں کہ وہ حدیث میں غلطی سے  
کر انہوں سے پہلو کیا ۔ کی حد سے روایت اس کے جس سے بچیں  
مناہت قیدی لگائیں جس اور حدیث میں تعصب ہر اس کا فعل صریح معارض کو  
ضعیف سمجھا خاص سے ان سے روایت نہ ہوتی انہوں میں سے حدیث سے  
وہ میں تمام قیدی لگائیں ان سے حدیث کی زیادہ روایت مولیٰ صاحب اس  
حدیث کا نام ابو حنیفہ کی نسبت ہے جس وقت معلوم ہو گیا کہ وہ مدعیوں کو  
پہنچائی فی الحدیث سے سمجھتا ہے اور تلیل ایضا مستحب ہے اور ان کی نسبت تلامذہ

سے ترویج کر نسبت فوساں کا اس کی روایات کی نسبت سبعة عشر  
 لکن صاف اسامت پر دلالت کو خود اس کے باقی کے بہرے سے بچنے سے  
 کے کے بہتے سے لگائی گئی ہے کہ کہ ہم ابو حنیفہ کی مسانیدہ دوران کے متذکرہ  
 کی نسبت اور ابو حنیفہ کی نسبت حدیث میں جو ان کی روایات مروی ہوئی  
 ہیں تو ان کی قدر و قیمت نہایت سیاق میں ان کی تعلیم کے لیے سوائے اس کے  
 اور کوئی پارہ نہیں ہو سکتا نہایت حدیث کو بہت مختلف باتوں پر مشتمل کیا ماورے  
 دو خود ان غلطیوں نے اس کو کل مترہ حدیث سے بچنے پر مجبور کیا بلکہ اس کو کل  
 ہجو کی طرح پر لکھی ہے مثلاً سبعة عشر روایتوں میں سبعة عشر  
 حدیثیں اور جو ہا اور جب کہ فقط بقال وہ خود ہی اس کی صحت کی طرف  
 اشارہ کرتا، ورنہ ہا کے الفاظ سے مترہ کی تعداد میں شک نہ ہو کر تیس تو میرا ہے  
 اقوال اہل ثقات کے جو امام ابو حنیفہ کے بڑے حافظ الحدیث ہونے کی ضمانت  
 دیتے ہیں ان صریح قول نصیب اور انکل کو پر اعتبار کرنا بالکل دانائے ریلوں  
 سے ہر گز فرض کر لیا جائے کہ ان حدیثوں نے علماء اور محدثین کے لیے ایسا کہا  
 ہے تو کسی اس کا یہ قول متاثر نہ کرے کہ وہ نہ کہہ سکیں کہ یہی کوئی  
 وقعت نہیں رکھتا کیونکہ ان غلطوں اگرچہ امر تاریخی میں بڑا ماہر تھے لیکن اس  
 کو علم شرعیہ و دینی حدیث میں کچھ نہ تھا نہ علمی چنانچہ حافظ ابی جعفر عقیل نے  
 کتاب غلوک میں لکھا ہے سئل عنہ عنہ عنہ عنہ عنہ عنہ عنہ عنہ عنہ  
 الشرعۃ لہ معرفة فی العلوم العرفیۃ یعنی ان غلطوں کی  
 نسبت جو امام کر کے پرچہ لگے تو اس سے کہا کہ وہ شرعی علوم سے باری تھا  
 صرف عقلی علوم میں اس کو عمل تھا بصریے شخص کا کہ فقہ و علوم نہ اس سے  
 ماورے ہاں اگر کسی ایسے محدث سے جو عمر روایات حدیث و حدیث میں ماہر

در کتب حدیث سے واقف ہوتا اب قون حدیث تو بہت سے کا کچھ ماورے  
 تھا بیچارہ بن غلظت میں نے حدیث کو سطر سطر میں دیکھا کیا جانے کہ ماہر عقل کی  
 کس قدر روایات کتب حدیث میں موجود ہیں مگر وہ تو خود اپنی تاریخ کے اعتبار میں  
 مغرب ہے کہ اس کی تاریخ اور حکایت متواتر میں غلطیوں کا واقع ہونا غلبہ ہے یہاں  
 کو پہلے میزان عقل سے وزن کرنا چاہیے اور جو بات براہین قطعیہ و عقیدہ کے  
 خلاف ہو اس کو رو کر دینا چاہیے۔

حضرت امام شافعی کی نسبت بعض اہل اہل کہے کہ انہوں نے امام صاحب  
 کی نسبت کہا کہ کائنات مصحف جنت شام الحدیث مرصعہ چنانچہ اہل  
 قمرہ میں اسی لیے اس بات کا کوئی حوالہ نہیں دے سکتے کہ امام شافعی کا یہ قول اس  
 نے کس کتاب سے نقل کیا ہے اور پھر امام شافعی سے اس قول کو کس روایت سے ثابت  
 کیسے امام جب کہ ان کے شاگردوں نے ان کی روایت ثقات امام ابو حنیفہ کی نسبت  
 امام شافعی کا یہ قول گزر چکا ہے کہ "فقہ میں تمام فقہاء امام ابو حنیفہ کے فیض و نور  
 میں اور بعض امام ابو حنیفہ کی کنول کو نہ دیکھے وہ بھی علم میں خیر اور فقیر نہیں ہو  
 سکتے اور کچھ کو ملو فقہ صرف امام کے شاگردوں کے ہی تعلیم حاصل ہوا ہے تو پھر ایک  
 جہ سے بھی آدمی کسی قرآن مجید لکھتا ہے کہ وہ امام صاحب کی نسبت ایسی ہے مگر با  
 دت کیسے کہہ سکتے تھے جو نہ خدا اس کے اپنے خلیفہ کے ہی ساتھی تھے کہ ایک ہم عصر  
 فقہاء و محدثین کی شہادتوں کے صریح بر خلاف تھے جس سے ثابت ہے کہ یہ صرف وہ  
 لوگوں اور مامدان امام ہام کی سن حضرت ابی جعفر علیہ السلام نے کتاب غلوک میں یہ کہ  
 علی بن مدینی اور ابو جعفر بن داؤد کے اقوال کو نقل کیا ہے کہ یہ اہل اور کتب  
 خاص تھا اور امام ابو حنیفہ کی نسبت اس کو کمال و رد کی حدیث حدیث تھی اس لیے  
 اس کی جرحوں پر کوئی اعتبار نہیں کیا گیا چنانچہ اس سے کہ اب مسلم و غیرہ میں جو امام پرچہ

[illegible][illegible]

[illegible][illegible]

میں سخت مضطرب رہتے تھے جس میں تباہی تھی ایسی ہی بنی و دو کی نسبت بھی  
افراطی شخص ہے کہ اس نے کہا کہ ہم جو مضطرب تھے بنی و دو جو صورت کو راہیت کی ہے  
مضبوط میں نہیں رہتے ہوئی کہ کو ایک بنی و دو نے جو نام صاحب کی تقریب کی ہے  
اس کا کہ ہے کہ نام صاحب کی نسبت کام کرے والا ماسد ہے یا باجی چنانچہ بعض ماسد  
کے ماسد میں لکھا ہے۔ وروسی الخطیب حد اس بنی و دو قد قل ان  
الناس فی الی حلیۃ حاسد لہ و جہاں بہ و احکم عنہ  
حالی الحال یعنی ابو میر کی نسبت میں کرنے والے لوگ دو ہی قوم رہا تو  
نیک علم سے حمد کرنے والے ہیں یا ان کے علم و فضیلت سے جاہل و نادان تعجب  
اور سب سے نزدیک ناقص طاہرین کی حالت و نسبت ماسدین کے بہتر ہے  
پھر ان کی کتاب کی صفحہ ۴۰ میں لکھا ہے عن شہر من اثار قال  
ابن ابی جازؤ یقول لا ینکلم فی بنی حلیۃ الا رجلاً اصلاً  
مخلص و اب جہاں لا یعرف قدر عنہ یعنی یہی قول کہ  
بنی و دو کا ہے کہ ابو میر کی نسبت و دشمن کے بنی آدمیوں نے کام کیا ہے یا تو ان  
نے جو ان کے علم کا ماسد ہے ان کے جو ان کے علم کے ماسد ہے جو ان کے علم  
کا ماسد نہیں تھا تا۔

اب جانے طور ہے کہ اس میں وہ تو ان میں سے ایک کی خدمت اور ہر کام  
میں ایک نالی ہے کہ اس شخص کو جو اس کی خدمت کو کام کرے عاصدہ نامہ  
فرید میں ہے کہ اس طرح فریاد کیا جا سکتا ہے کہ اس کے ہر مداف خود کہہ کے کہ ان میں  
ماہرین نے صرف فریاد و سوہوہیث راہیت کی ہیں اور انصاف میں عمل کیا ہے  
نہیں ثابت ہو کہ صرف اس چیز میں اپنے تعصب سے جھوٹی راہیت نکال کر  
حلی بن رہی اور اس بل وادویٰ طرف منسوب کر دی ہیں چنانچہ اس میں ہر ایک کے



بنے سے غزوہ میں کاتب کرتے ہوئے امام ذہبی نے تذکرۃ علماء جلد ۴ کے صفحہ ۱۴۴ میں لکھا ہے۔ **وكان كشيح القلط في ما يصفه - يعني ابن عسكنا** میں بڑا اعلیٰ کرنے و ہنس دینے والے تھے۔ انھوں نے ۲۰۰ کے سر ۵۲۶ میں اس کو کتاب مشترک نسبت اس وقت پر لکھا ہے۔ **قل علي من الخلفاء في هذه الامم** کتبہ و دھڑا صوبہ یعنی علی بن خاندان نے کہا ہے کہ کتاب منظر میں بہت اہم و درجہ کے صلیب ہیں۔

**وہابی** اب عرب کو وہ قوس رہا ہوں جو علی کا رشتہ میں نے ان کی نسبت لکھا ہے انگریزی نسخہ راجیس۔ **ابن الناری** میں لکھا ہے۔ **ان الصوري قيده فقه ال حبيبة بالقرآن و القياس - و كان** **مرزا اسد علی و لکھا انما فخر الن فمى ال الحديث تصبو** **و بوالق هذا ما اشهر من ان انا حبيبة من اصحاب** **الرفق و الشافعي من اصحاب الظواهر -** لیکن کے طبعات گہری میں شافعی کے نقل کیا ہے۔ **و حقاقت کتاب ال حبيبة انما يتولون كذا** **و سنه رسول الله صلى الله عليه وسلم و اصحابه معاصرون** یہی امام شافعی کا قول ہے جو ایک امام ازراہ سے ہیں ہائی احسان طور کریں جو کوئی کرتے ہیں کہ یہ کوئی فرضی نام ہے کیونکہ صاحب کشف الطول نے جو تمام مہاں کی کتب تاریخ کا مقصد یہ ہے کہ وہ کل نیز سو پائی تھی ہیں۔ میں کا ذکر میں نے جلد کے صفحہ ۲۱۲، اصحاب بعض کے مختصر میں کے متروک کر کے صفحہ ۲۲۱ پر شکر کیا ہے کہ کہیں میں ابجد الفاء بنج کے نام کا اضافہ نہ کیا گیا ہے۔ بہت ہے کہ اس نام کی کوئی تاریخ نہیں ہے ورنہ اس کا نام بھی ضرور ہی لکھا ہوتا۔ پس جب کہ کاتب میں مئی ۱۰۹۷ - مصنف کشف القہر

بھی محقق کو اور وہ بڑی غلطی نسب کے اس نام کی تاریخ میں علی تو محمد حیدر آدمی دوست کو یہ کہہ سکا ہے علی میں جو کسی نے اس سے علی رت ذکر میں لکھ کر لی اور اگر اس نے وہ تاریخ ذکر میں لکھی اور کسی اور کتاب سے یہ عبارت نقل کی ہے تو اس کو مستحق عزت کتاب کو نام تو مزید ہی کھو رہا ہے جیسے تھا کہ اگر وہ کوئی مستحق عزت اس وقت کا، عہد کر لی جائے ضرور ایہ انبار میں کوئی کتاب ہے اس طرح صوں میں کوئی مشاہیر سے جیسے ہے میں ایسی فرضی کتاب میں صفحہ ۱۲۱ پر مشہور شخص کو اس نے پر کا اس نے اوصاف کی حد کو لکھے اور قیاس کے ساتھ عقیدہ کیا ہے اور فقہ شافعی کو حدیث کی طرف مہذب کی ہے۔ کہ ہا نقل ذہبی حقا۔ کہ کتاب ہے اگر وہی مساطات میں ہر کس و ما کس لکھنے کے ساتھ امام ذہبی کہتے کا اعتبار کر یا جاوے تو اس میں ہا قمر ہے میں ابھارہ انھیں کے پیچھے ملے۔ آپ کی مبارک رہے واذیہ کہ اس فرضی تاریخ کے مصنف نے صفحہ ۱۲۱ کے ساتھ امام ذہبی کا نام لکھا ہے کہ یہ ہے حالانکہ امام ذہبی تو امام ابو حنیفہ کے بڑے ماموں میں سے ہیں چنانچہ تذکرۃ الخلفاء میں امام ابو حنیفہ کا نام حدیث میں شمار کہہ کے ان کے علم و ریح رہا۔ فقید کی شہادت دے کر ان صاحب کے امام شافعی و ابو داؤد کے آثار سے ان کی بڑی غریب کہ ہے اور علاوہ اس کے امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف و امام احمد کے مناقب میں بیحد عجز و تکبر ہے جس انجمن سے تھے ہیں پس کہ حرجہ اور ہو سکتا ہے کہ امام شافعی کی امام ابو حنیفہ کی نسبت خلاف راستہ تھی یہ نہیں چھپے۔ تو لا امام ذہبی پر فخر و بہت نام سے پہلے وہ امام ذہبی کی کسی کتاب کا اضافہ میں دے سکا۔ ورنہ میں کہہ دوں گا کہ ذہبی کی یہی فقہ امام ابو حنیفہ کی نسبت کا یہی رہا تھی۔ دوم جب کہ احمد کی تاریخ علی الامم میں اس بات کی شہادت دے رہے ہیں کہ امام ابو حنیفہ نے حدیث

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر قیاس کیا ہے اور ان کا آل مرثیہ کی بعض شرح و تفسیر ہے اور اس میں اس کے کچھ دخل ہیں یہ ہے کہ جو امام ابو سعید خدریؒ نے کئی مرثیہ لکھے ہیں ان کو جس کو شریعت محمدیہ قرین نہ کرے وہ کرے اور درجہ کے مندرجہ میں اس کی دخل کی بحث مرثیہ فرماتے ہیں تو پھر صفی کی بے سند راوی ان کو فتح کی نسبت اس مرثیہ کی انتہا ہو سکتی ہے چنانچہ مرفی جلد ۲ صفحہ ۱۱ میں سوید بن نضر سے مروی ہے جو ایک بڑے پایہ کے امام حدیث اور ترمذی دلی کے ثبوت میں ہے ہیں۔ سمعت ابن ابی المہذوب یقول لا تقولوا دارک ابو حنیفہ دہاکن قولہ التفسیر الحدیث۔ یعنی ابن مہارک فرماتے ہیں یہ مرثیہ کہہ کر امام ابو سعید کی دلت ہے کہ کوکر میں تفسیر حدیث ہے پھر اس کی سب کے سمو ۸۹ پر عاونی قرآن حدیث سے مروی ہے۔ سمعت یاسر بن الزبیر دکان من طعام اصحاب الحدیث یقول اصحاب الرائے اعدا السنۃ اصحاب الرائے اهل الاحیاء فلما ابو حنیفہ دجلہ فاشتم قاصداً حل السنۃ۔ یعنی لیکن رایت جو فرماتے ہیں حدیث سے رہا کہنے میں کہ اصحاب رایت حدیث سے دشمن ہیں۔ اصحاب الرائے ابی دہر یس ہیں۔ ابو سعید خدریؒ کے اصحاب سمعت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرما کر قاس کہے مائنا ملان بن برقی بعض صیغہ میں لکھا ہے دردی الخطیب عن نعیم بن عمر قال سمعت ابا حنیفہ یقول عجیباً للناس یتلوون دار الفکر ما رے ما الفکر الا ما لا یزین امام ابو سعید فرماتے ہیں کہ ان کو دل سے خوب ہے جو کہنے میں کہ میں اپنی رائے پر قوی دیتا ہوں مالا کہ میں حدیث کے و کچھ قوی ہیں ایتا مرفی جلد ۲ صفحہ ۱۱ میں مروی ہے حدیث ابو جہل سمعت ابن ابی المہذوب یقول حکم ملائکہ و لا بد ان یقرعن

ابی حنیفہ فیعرف بہ تاویل الاحادیث ومعناہ یعنی ابن مہارک فرماتے ہیں کہ تو لوگ حدیث کو، زمر بخیر اور حدیث کے بے میں قاس نہ سمجھو لایا وہ فرماتے ہیں کہ کوکر میں حدیث کا اصل مطلب اسی معلوم ہو سکتا ہے یعنی ابو سعید کے صفحہ ۱۲ میں مروی ہے روئے الخطیب عن عبد البراق قال کنت عند محمد بن یحییٰ او اناہ ابن ابی المہذوب و سمعت یقول یقول ما اعرفت و جلا یعلم التکم فی الفقه و یسعد ان یضی و یبرح الحدیث فی الفقه احسن معارفہ من الفقه ولا اشقو حل نفسه من ان یدخل فی دین اللہ شیئاً من التکلف مثل ان حبیبہ بن عمار زانی کہنے میں کہ میں تم کے پاس نہ جاتا محمد بن مہارک نے پھر فرمایا کہ میں نے کسی شخص کو نہیں مانا سر کر جو فتح میں بھی حدیث نہ لکھ کر سما جو حدیث میں کو قیاس کرنے کی کس دست سودر حدیث کی شریک نہ دست رکھا جو میں کہ امام ابو سعید کو یہ سب مائنا اصل میں درفہ کو رائے ابو سعید کے ایسا کوئی نظر نہیں آتا جو یہے لایں میں حدیث و بہت ڈر لکھا جو کہ میں ابی میں کس حدیث کی کلا شکوک۔ ت دخل کر دے میزان الشرائع کے صفحہ ۱۲ میں لکھا ہے۔ وقد لاہم التبعی مع الذین فی التفرقت المکتبہ مستندہ الی الامم ابی حنیفہؒ انہ کان یقول لخاص الذین اللہ تعالیٰ بالسنۃ و حکمک بالرائے و حکمک بالمتابع السنۃ۔ یعنی امام ابو سعید نے فرمایا ہے کہ پر ہم کو تو حدیث کے قول میں بعض قول مارے سے اور لازماً کہہ کر اس رائے کو دوست رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع میں ہو۔ ہجری کے صفحہ ۱۲ میں امام ابو سعید سے حدیث پر متول ہے۔ و کان یقول ہم نزل الناصب فی صلاہ صلاہ



سے ہی متبادلتاً حق کا منکر ہے اس لئے ائمہ مدیث و ائمہ ائمہ کے قول کی کچھ  
 ہذا وہ ہیں کی یہ نہ تک کہ ہمارے پہلے و بعد کے کلام ہر یہ کے خلاف ہے  
 اصحاب میں ہوتا اور ان کا مذہب کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے واسطے  
 وسط و دوسرے کیوں کہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سبب مسائل کے ہوا اور ان  
 میں فکر و فہم کو عمل میں لانے پر ناظر ہیں وہ جہادہ جہادی یا چھپے رہنے کے مسائل  
 کی غرض ہی غرضت کی کہ امام شافعی کو معاذ اللہ ایک مردود و مردودہ و مردودہ میں شامل  
 کر دیا۔ ناظر کا یہ قول کہ وہ ناظرین یا مذہب سنت، اس سے نکلا۔ جس کے جہت  
 اگر یہ ہیں امام شافعی کا یہ قول وجہت کتاب و حقیقت انما یقوت  
 کتاب اللہ سنتہ رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 و انہ متخاضون۔ سو یہ کوئی جرح نہیں ہے عرض نے اس کا معنی ہی  
 جس جہاد و نہ ان کو ہرگز چینی نہ کرتا اس سے تو امام صاحب کی مراد ثابت  
 ہوتی ہے نہ وہ اس کا جسے صاف یہ ہے کہ امام شافعی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے  
 کی کتاب کو یا جس کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ کتاب نہ اور سنت رسول سے، خود  
 ہے بلکہ وہ وہی کے یہ لوگ اس کتاب کی کثرت کرتے ہیں میں نہیں کہہ  
 نہیں کرتے دیکھو امام شافعی صاحب و امام صاحب کی کتاب پر کوئی جرح نہیں کرتے  
 و صرف ان کو برا بھلا کہتے ہیں جو باوجود اپنے ایسی کتاب کے جس کی نسبت  
 ان کا اعتقاد ہے کہ وہ بالکل کتاب اللہ و سنت رسول سے ماخوذ ہے ہر اس کے  
 احکام کے مطابق نہیں چلتے وہ اپنی عزت پر کھنکھاتے ہیں یا پھر کہتے ہیں کہ اس نے یہ بھی نہ سوجھا  
 ان مخالفوں کی ضحاک کا مرعہ کتاب ہے یا وہ لوگ اگر امام شافعی کا اشارہ اس  
 قول سے خدمت کتاب ہوتا تو وہ یوں کہتے۔ نعم یقولون کتاب اللہ و سنتہ  
 رسولہ دھو مخالف ہیں۔ یعنی یہ لوگ تو کہتے ہیں کہ یہ میں کتاب اللہ

و سنت رسول سے مالا کر کہ کتاب الی دونوں کے برخلاف ہے۔ وہ میں ہذا  
 میں ڈالتے۔ نہ اگر امام شافعی اس کے اس قول کو راست نہ سمجھتے تو وہ وہم  
 کا وہی کہتے نہ کہ ہم ہی انہوں وہ حیدر ناوی صاحب آپ کی خوش فہمی کا کیا کیا  
 عذر ہر حق و حقیقت و حقیقت و حقیقت

یہاں امام صاحب امام جو حیدر کی کتاب تو وہ تھی جس کو امام شافعی نے یہاں  
 تک پسند کیا کہ ایک حالت دن میں ساری کتاب یا دکل۔ دیکھو تھوڑے ہم بہت  
 تو یہ حیدر میں مان انہوں بعد کے مؤرخ ۴۵۴ میں امام شافعی کے ذکر میں لکھتے  
 ہیں امام محمد و در مقام حدیث دے گفت کہ اسے کتاب اوسط ابو حنیفہ و ازمن  
 بداریت و حقیقت و تمام آزاد ایک شب و روز چھڑا کر دے۔

اسی کتاب میں ایک مناظرہ کا ذکر ہے کہ شافعی نے محمد بن حنفیہ سے  
**و ابی** کہا۔ ما کتابک اندک ذکرک انت دصعہ  
 ۷۷ من المدیۃ فکتابک من بعد سمع اللہ الرحمن  
 سر حیدر۔ تو آخر خط و صبر و حقیقت جز اللہ و  
 ابو حنیفہ۔ یعنی اسے محمد بن حنفیہ کی نسبت تو کہتے کہ کن حریف  
 کے رد میں تیار کی ہے نہ اب سب کے حریف ملط ہے چہرے سے کر ٹھکانا  
 ابو حیدر کا منہ رد و جواب کہ جو سب سے بڑا۔

اول تو عرض کا فرض تھا کہ وہ ظاہر کرنا کہ جس نے کسی کی روایت سے  
**حق** یہ مناظرہ لکھا ہے جسکی امام شافعی و محمد کا معصرتو۔ تھا کہ ۹ چھوڑ  
 سال بعد اس کا زہ نہ ثابت ہو تب سے چنانچہ اس کی روایت ۵۰۰ میں ہوئی  
 ہے۔ اور کتاب حقیقت کہ کوئی منہ نہیں ہے بلکہ عام مؤرخین کی طرح اس میں  
 ان حوالہ وادی کے حالات و بیان کئے گئے ہیں پھر ایسی ہے اصل روایت کا کیا



اقتدار ہو سکتا ہے۔ دوم معترضی و تحریک الاموال و منافع کی تعریف کے لیے تھا  
 اور چنانچہ اس کے لیے بھی افسوس لگتا کہ امام محمد کی کتاب کو تعریف ثابت کر رہا  
 ہے۔ پس اس سے ہم صاحب کی تعریف کی کیا منزل ملکتی ہے۔ سوم چونکہ امام  
 محمد کتاب ثانیہ میں روایت کے رد میں لکھی ہے اور امام صاحب کی تعریف کی  
 کیا منزل ملکتی ہے۔ سوم چونکہ امام محمد نے کتاب الحی علی حدیث کے رد میں لکھی ہے  
 اور امام محمد ہی صاحب حدودہ شافری کے اصناف میں انشاء امام مالک کے پیڑھے  
 اس لیے اگر یہ کتاب کی حاشیہ میں امام محمد کی تعریف مذکور ہو تو اجماع کی بھی تو اس  
 سے نام نہ اور اس کی کتاب کہ امام محمد کے ساتھ ملتا ہے چاروں اماموں کی ایک خاص  
 اصل مختصر ہے۔ امام محمد کی شان میں جو حدیث ہے کہ وہ ایسا حق ہے اور اس  
 منکر و پیش کرنے کے لیے تیری کتاب ہم لڑے لے کر آخر تک خلافت جلا کر بھی  
 ہاتھ نہ آئے۔ ایک شخص بڑی سادگی سے اپنے مخالف کی نسبت کہہ سکتا ہے پس اگر  
 امام محمد کی جیسے میں اللہ کی نافرمانی امام محمد کی تعریف کے ورے ہوتے تو وہ اصل  
 کے ورے نسبت کرتے کہ یہ کتاب خود بات کے خلاف ہے اور اس کے قابل  
 کامیابی کے ذکر کا حق جلا کر بھی نہیں جاتا کہ کتب کے رد امام شافعی میں کے  
 عوام و دیہات میں کیا جوتے رہا امام شافعی نے امام شافعی نے امام شافعی  
 فی الحدیث یا امام شافعی نے امام شافعی نے امام شافعی نے امام شافعی نے امام شافعی نے  
 من اراد الفتہ فلیعلم اصحاب الی حینہ فان العاد  
 قد قیروا لہم دینہ موقوف علیہ ۶۱ مکتبہ مجدد  
 علی الخلفاء۔ اسی امام محمد کو یہ کہیں کہ تیری کتاب لکھو اللہ سے تا آخر ملتا  
 ہے اور چنانچہ امام محمد میں نسبت امام شافعی روایت میں کہ اگر اپنے مکتب کے مطابق  
 کلام کر لیں تو یہ کہ امام محمد کو کچھ بھی ہو لیکن امام شافعی سے ساتھ میں وہ واجب

مومائیں اور رنگ زرد جو جانہ دہاگل ہے مثل اور من گزشت روایات میں  
جو صاحب امام ابوحنیفہ کے دشمن تھے کہ لوگ کو مساتہ اسیہت میں کو خوش کرتے  
میں سے آپ جلتے ہیں کہ امام لک کہ وہ کتاب کوئی تھی امام آپ کو تباہیت  
میں کہ ان کی اس کتاب سے جو ہوں نے تردید اپنا مدنی میں گئی تھی تو لکھنے کے  
میں نے نوامہ ہی میں صاحب یہ ہے اور اس کا ابواب اب تک انہوں سے  
نہیں ہو سکا میں میں اقول امام ابوحنیفہ درج میں جو اکثر صحاح ستہ میں بھی ہیں اور  
میرا قول صحابہ میں میرا مدنی صاحب کس طرح اس کتاب کو کہہ گئے تھے کہ  
سم اللہ سے تا آخر حلقہ سے جس کا سنی یہ ہو مکتا ہے در قیام مدیث میں فرو  
اور اقران امام ابوحنیفہ سرسرخہ میں کچھ حق کی کبر معلوم شامی ایسا کہ  
سکے تھے یا کچھ ابوحنیفہ کے اقوال کی حکمت کے دو خود قابل ہو چکے ہیں چنانچہ  
کتاب موفق جلد ۲ صفحہ ۷۷ میں لکھا ہے۔ قال حسان بن داود السامی  
قال فی الشافعی قول ابی حنیفۃ اعظم من ان یقدم  
ما ہو متا۔ یعنی امام ابوحنیفہ کا قول اس سے بزرگ ہے کہ ہم اپنی خواہشات  
سے روکر لیں۔ فاصل تب و امام شافعی امام محمد کے بعد دس کے قابل اور  
ان کی کتابوں کے مدح تھے چنانچہ شافعی شریف جلد ۱ کے صفحہ ۲۷۱ میں امام  
کا کتاب ابوحنیفہ کے ذکر میں لکھا ہے۔ وروی ان الشافعی استحسنہ  
وحفظہ واسم حکیمو من کذا اهل الکتاب بسبب  
مطالعة حیث قال هذا کتاب محمد کم الاصفی  
فکیف کتاب محمد کم الاکبر۔ یعنی میں ہے کہ امام شافعی  
نے اس کتاب کو پسند کیا اور اس کو یاد کر لیا اور ایک حکیم جو کہ اصل کتاب سے  
نماں کی کتاب کے مطالعہ کر کے پرستار ہو گیا اور کہنے لگا کہ جب پہلے محمد

ڈیڑھ لاکھ کی کتاب جس سے تو بڑے فائدہ رسا مسلم دنیا کو پہ کتاب ملے۔  
 تصویریں بھی خیال نہیں کہ ہر سکا کہ امام شافعی امام محمد کی ایک کتاب سے مراد ہے۔  
 یہ ایک بڑے بزرگ کی کو یاد کریں ”راہنہ“ وہ سنی تفسیر کی کتاب ہے۔  
 قیمت پچیس روہ افلی سے آخر تک خطبے پس یہ بالکل پیچودہ اور خوبیاں  
 سے آ رہے ہیں۔ بالکل رضی اور سے نہ رہتے۔

وہ عزس کے قول کی صورت نام الوسیۃ وسم کسی وجہ سے  
الاسم کا لا عرف اشعة وسم مدق  
بماہ باوقیس وکان لا یعرف الاحادیث ولهذا عری  
بقول الاحادیث الضعیفة ورجا صحیح متناہد لم یس  
فتیہ التفس بل کانت یتقالی لای معہ علی مناقہ  
باعد الاصل

[illegible]

جو مذہب کی مثال میں ملے گی وہ اس کے میں مجدد آدوی سے پہلے  
ہیں یہ آدوی ایسا ہے کہ ہر مہادیوس میں وہ کیلک انما صاحب  
نست اس عبارت سے کہتے ہیں اس مہادیوس سے کہ انما  
الذین هم رحمہم اللہ رفدۃ الخلق بھی صاحب  
کتبہ انما ہم فی مذاہب خمسہ انما فی ومانک  
و احمد من حسن و وحیفہ و حبیب انور رحمہم  
اللہ تعالیٰ و فی واحد منهم کاک عبد و رعدا تعالیٰ  
بعون القوتہ و قتیحا فی مصالح الخلق و مریداً بفقہ وجہ  
اللہ نعمہ یحییٰ فیہا و لہ کے الی اللہ علیٰ خدا کے پیشہ کی ایسی ہے کہ  
پیر و اس مذہب کات سے کی پیشہ میں شافعی، مالک، احمد بن حنبل، ابو سعید  
سید نور محمد لہ کے اس میں سے ہے یہ صاحب مہادیوس معلوم ہوتا  
فقہ میں مصالح خلق کو مانتے والا اور ہی ائمہ سے عرب، صافدی نے یہ وہ  
رکنے والا تھا جس کے مہادیوس شافعی و مالک کے حالات کو ذکر اور ابو سعید کی  
بہت اس طرح پر گھمبے تھا ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ  
فلقد کان عابداً زاهداً عارفاً باللہ تعلیٰ حباً مہ  
مریداً وجہ اللہ تعالیٰ بعلمہ یعنی امام ابو حنیفہ عارف  
عابد عالم جس نے اپنے ہم میں رشا الہی کے قابل تھے اس ناظرین اہل العلوم  
کی حدت خود پر خود بخود ہی کچھ سمجھ کر یا کہ نام طالی سے جب کہ امر خود کی  
طریق اہم ابو سعید کی نسبت کی بڑی شدہ سے شہرت دی ہے تو یہ کیا خلق  
اس بات کو سمجھ کر مقلی سے کوئی نام طالی کے کے طرف امام ابو سعید کے  
نسبت میں کہیں وہ خود مند نہ تھے اور نہ فہم تھے اور بے باقی کسی کرتے تھے۔

حاشا کہ یہ قول مرزا مصلحتی سنسب کہ جس علوم کا نہیں ہے کہ اس  
 شخص اس حق سترلی بد میں کا قائل ہے جس کا قائل مرزا سے زیادہ وقعت نہیں بخدا  
 شب پر اگر دھس آتا تھا تو یہ

روانی بازار آتا تھا نہ کا جہ

یہ قیس کا جواب آگے آئے گا اور دوسم یہ عرف الحدیث کے  
 الامام کی تالیف و شہادت کثیر التعداد الا برتھین پتہ کر رہی ہے ۔

بخطیب نے کہا انشاء اللہ ایک ایسا حلیہ کان مذهب  
 جامع یعنی مزب الیومینہ محمدیہ کا تیسرا خطہ بوقتہ وغیرہ  
 سے کتاب اللہ میں دوسرا خطہ کو دو دوں ناگروں سے ملے ہوئے ہوتا  
 ہے اس سے مل کر حلیہ کی کتاب ہے جو انجیل میں کی قول کو قائل ہے ۔

حضرت امام کو جو حلیہ کا اراام دینے سے متذہبیں کو تر کر دینے  
 حقیقی اگرچہ تو مشورہ ہے کہ جس است کرتے ہوں ۔ قرآن مجید

مات و کس پر پینے میں کی پوچھا اٹھ ہوئے ۔ حضرت امام ، اس سے توجہ

دینے کے ، انی نہ تو سن کر سخت تر اور کافر سمجھتے ۔ اس سے توجہ

کی ۔ ضرور کرتے تھے ۔ انھوں نے اپنا پورا حلیہ تیار کر لیا ہے جس

پہچانچہ کتاب جو فی صفر ۱۲۹۹ میں قلی امام ابو حنیفہ کا جو پر صفوان کے حلیہ میں

ملاحظہ ہو کہ وہ معلوم ہوا کہ وہ اس وقت حلیہ تیار

قال کیت حکمت علی ولم شمع کلامی قال اطفی عنک

قد بل لا یقوت سوا اھن الصدق فان اھتکم ما یجب فان

اھتھم ذلک عشت عہد الخصة دعوہ ۲۰

لانی اھتھ دانت عہد ۔ یعنی امام صاحب نے ہمیں صوفی کو

کہا تیرے ساتھ کہہ کرنا عار ہے اند میں ۔ میں خوش کرنا میرا مذهب ہے

میرا مذهب وہ نہیں جو تم نے کہ آپ خود برکیسے خوشے نکاتے ہیں جب

کہ آپ نے میرے کام کو خوشے سے ہی نہیں آپ سے زیادہ تیری ایسی باتیں

سنیں میں لوگوں کو اس سوا کہہ ہی سکتا ۔ اس سے کہ ہر آپ خود پر حکم مایہ

کہتے ہیں ۔ تیسرے دریا یہ تیری باتیں عام و خاص میں شہرت پا چکی ہیں جو کہ

برہمچاری کی مابست ہوتی ہیں ۔ دیکھو امام صاحب تو مذهب جمیعہ کی بانی

کو کہہ رہے ہیں اور عروہ میں وہاں کہ کوئی حلیہ قرار دیتے ہیں ۔ ہر وقت

ہو کہ کوئی حلیہ کہہ سول تو بوقتہ وغیرہ کی کنٹھیں ہیں سے لہذا اس قیہ

ایک شخص ہے جس کا کتاب العارف فیہ ہے ۔ اب اور ان میں لینہ ہوا

بجاری جہانت کی دلیں ہے علوم جو تیسے کہ حاجے دوست یہ ۔ آدھی نے

تفت رما مات دیکھ کر ۔ اب صاحب کھو دار سے خود کوئی کتاب نہیں دیکھی

اور یہی سمت صلی بار نہ ہوتی ۔ وہ جنہیں یہ لکھا تھا دیتے ہیں کہ یہ حضرت ان

قیہ خود کیسے ہیں اور حد میں کے نزدیک یہ کیا درم ہے ۔ میرا لاہور

صفوان میں ان کی نسبت نہ تھیں کہ شہادت ہوں دیتی ہے فان اھتھم

الامام علی ان الیقینی کذاب ۔ قال الدار قطنی کان ابن

قتیبہ یعمل ای الشمسہ معروف عن انشہ و کلہ

بدل علیہ و قلی البیہوی کہ یومہ دای انکرمیہ ۔

منہ لخصاً ۔ یعنی ما کہنے کہا اس بات پر منت کا تمارع موجود ہے کہ

قیہی کہ اب تھا ۔ دار قطنی نے کہا ہے ان قیہ مرہب قیہیہ کی طرف مائل تھا

باقی کہتے ہیں کہ کرامہ کی رائے رکھتا تھا بھرا اب کہ اب ہر مذہب ٹھوس اگر

امام ابو حنیفہ کے نزدیک کوئی عہد اراام مایہ کرے تو اس کی لاء کا کیا اعتبار

[illegible]

جاوے تو پکی استیلا کی تازیانہ و مہم دہی کے قوس سے کوئی کھستے میں  
 کہ ان عداوتوں کی جہاں میں اہل و عیال شامل ہیں نہ صرف دینے پر مہمانی کا کوئی  
 اعتبار کیا جاوے گا جس سے عداوت کی تازیانہ کے ہاتھ و پیروں کو مزید کھیلنے  
 کھینچنے دیا جاتے ہیں علاوہ اکی کے خواہاں و عیال نے اپنے ہر حصہ کے علاوہ  
 کو ایسا عقوبت و عیب دینے کا ارادہ کیا کہ جو کسی سرور یا ہوتو جو کسی کو  
 مرجعہ کے کاجن میں رہی رگڑ کے حاکم کو یا کوئی عداوتی سرور کتاب الرغ  
 و التعلیم کے صفحہ ۱۴ میں لکھے ہیں۔ وہی تفسیر لابی الشکر صاحب  
 قصور مرجعہ علی صاحب مرجعہ مرحومہ ہم  
 اللہ صد و مرجعہ مرحومہ و ہم تذبذب یثرون ناں  
 مخلصینہ لافرد امدا ص ۲ بعقب دردی علی غلوں  
 لی سن اسد کتب لا ابی حبیۃ و قد تم مرجعہ نا  
 حادہ ناں مرجعہ علی صوفی مرجعہ مرحومہ  
 اما جری منہم و مرجعہ مرحومہ و اما منہم  
 و کتب یہ ناں الامیاء کلا اسد لعت الا تری فی فون  
 حیث علیہ السلام قال ان تعدبہم فانہم عبادک  
 و ان تفلحہم فانہم اغت العزیز المکیم۔ یعنی مرجعہ مرحومہ  
 اور وہ اس صوبہ میں اور یہ مولد اور وہ کتب میں لکھے ہیں گاہ  
 کچھ صفحہ میں سے اور ماضی کو کوئی نو مدہ و مجرہ خاں بن ابی علی نے امام ابوہریرہ  
 کو لکھا کہ خلیفہ ابی ہریرہ سے بیجا کہ حضرت مسیح کا قوس ہے۔ اسے ہر  
 گزوں کو وہ بد سے خیر سے ایسے ہر سے ہیں و اگر نقش و سکے تو جو ہر  
 ہے۔ ان کے میں امام صاحب سے کوئی ہر وہ دیا ہے کہ وہ مرجعہ مرحومہ میں



جو اس بات کی نفی میں ہیں کہ وہ کسی کوئی مزا نہیں ہے۔ ان ایک کلمہ مر جیہ مر جیہ کا  
ہے جو اس بات کی تائید میں ہے کہ اگر حد ہے تو مزا کار کو اس کے لئے مزا دی اور  
جو چاہے تو صاحب کو دے اور تمام انبیاء کرم کی بات کے قائل ہیں اور اس لئے  
کہ اگر کسی کوئی ہے جو جیسے ہے ان کو اس پر جو صاحب کی نسبت یہ ہیں کہ یہی  
کہ آپ کی قسم کے مر جیہ مر جیہ و علمتے حسب کو یہ ہیں پر نفرت سمیت ورنہ سے  
پیشانی کا اعلان کرتے ہیں۔ ان مر جیہ مر جیہ میں تمام انتہا کلمہ یہ اور خود اس  
مقبول اس لئے کہ یہ دیکھ رہے ہیں کہ مر جیہ و انہی ہیں وہی اس کے ہر طرف ہیں تو جو  
کریں۔

**وہابی** **ن** یا حنیفۃ فاسألہ عن الشی من العرجۃ  
فانہ عن مسئلۃ فاجاب فیہ ففت یردع  
عن الاسی کہ د کذا قال و هذا من حد . یعنی میں ابو حنیفہ کے  
پاس گیا اور اس سے امر عری سے کہو پوچھتا تھا میں نے اس سے ایک مسئلہ  
پوچھا اور اس سے جواب دیا کہ اس کے کیا حضرت سے لوں کی رو میں روایت  
ہے تو امام ابو حنیفہ نے کہا کہ اس سے ہم پوچھتے ہیں حدیث کا ذکر کرتے کرتے  
گر مکتب کو معلوم ہوتا کہ وہ دلی سے یہ قول کس طریق پر نقل کیا ہے  
**حنفی** **ا** تو وہ اس کو نقل کرتا ہے اس میں ہرگز جیہ مکرر لیکن چونکہ وہ میں کو  
تحقیق سے عرض نہیں صرف اسباب بانیہ و تک کہ پنا اور اپنے ہمیاؤں  
کا دل خوش کر لیا مقصود ہوتا ہے وہ کسی کتاب سے کوئی قول خواہ اس کا حنف  
کسی طرح سے نقل کر دے حضرت امام کے بظاہر کلام دیکھیں تو غیبت صحیح  
و معتقدہ لائیل کی صورت میں ہماریس کے سامنے جیہ کرتے ہیں سو واضح ہو کر لائی

تو خطیب بغدادی کا یہ اہل قول نہیں اور نہ اس کو اس قول سے ان کے لئے  
اس سے مورخانہ طریق پر بیان حضرت امام ہد کے ماویس کے اقوال نقل کئے  
ہیں وہ ان ماویس کے قول بھی لکھ دیتے ہیں وہ وہ کیسے ہی پر اس کیوں نہ ہوں  
چنانچہ ریاست اس کے منقولہ میں ہے انہی ان سے و انتلاون فی  
مد ما مشہ اعطیب فی تاریخہ حد افلا حنی فیہ اہم  
اسہ لم یقصد بدلت الاجمعہ ما یل فی الرجل علی  
عادیۃ المورخین و لم یقصد بذلك انتقامہ ولا الخلع  
مرتبہ بعدل انہ قدم کلام الماصین و اکثر مشہ  
من نقل ما مشہ سابقہ فی اکثرہا انما اہتد اہل المناقب  
فیہ علی ما فی تاریخ الخلیف ثم حقیہ مذکر کلام القادسی  
اکثر مشہ من نقل ما مشہ سابقہ فی اکثرہا انما اہتد  
اہل المناقب فیہ علی ما فی تاریخ الخلیف ثم حقیہ بدھر  
یوم القاصین لتبین انہ من جملۃ الاکابر الدین  
ثم یسلوا من عرض الحساد و الماہلین فیہم و ہذا  
بدل علی ذالک ایضا ان الامامین علی القدر حنفیون  
عندما حد مشہ فیہ او معہون و لا حنفی انحصاراً علی  
تالیسوں میں اس قول کی تردید میں ہے و خطیب بغدادی سے یہی تاریخ  
میں قدامین کے نقل کئے ہیں اور معلوم ہو کہ اس سے عرض مر جیہ ان قول  
کو جمع کرنے سے ہے جو کس شخص کے حق میں کئے گئے ہوں جیسا کہ مورخین کی روایت  
سے اور اس سے ہرگز اس کی قدر و منزلت کی تہمین مقصود نہیں ہے و اس کی دلیل  
یہ ہے کہ اس نے اپنے ماویس کے اقوال لکھ دیئے ہیں و اس کی روایات

کا ذکر کرنا ہے جن پر اہل مناسبت کا عقائد ہے اور اس کے بعد قادیان  
 کے اقل بھی لکھ کر دیتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ آپ ان مذہبوں میں سے ہیں جو  
 جاہل ماسدوں کی بی طعن سے نہیں رہتے۔ ورنہ اس طرح کے عقائد میں سے کہ  
 جو روایات قدرت علی کی گئی ہیں کثرتاً ان کے منکر و درمخون غلام ہیں جن کی  
 روایت ہر جماعت غلط رہی۔ اب اس تصریح سے صاف معلوم ہو گیا کہ بعد ازیں  
 حضرت امام ہمامؒ کی کسر خان کے غرض سے ایسی اقوال نقل ہیں گئے اور نہ اس کو ان  
 اقوال نقل نہیں گئے کہ آپ کے کسی مثل و چہرہ اور دین کے حامد بہت تھے جنہوں  
 نے ایسے فضول جوئی آپ کے خلاف کر دیتے ہیں جو بالکل بیہودہ اور بوجہ ہیں  
 دوم اگر فرض کر لیا جاوے کہ کہنے والے اس کو صحیح سمجھ کر بعد عزم کے نقل  
 کیا ہے تاہم اس سے امام اہل علم کی شان کی نسبت کوئی نقصان پایز نہیں ہو سکتا بلکہ  
 ہی حیرت ایمان کے صلہ نہ کہ اس کی طرح پرکھا ہے۔ و بعض صحفہ  
 ما ذکرہ الخطیب من الفتح من قائلہ لا یعتد بہ  
 قائلہ ان کان من غیر اشراف الامام فهو مقصد لواء  
 قائلہ اوکتہ اعداء اوس قریہ بقا من قول الاقل  
 نعصبہ فی بعض غیر مبہم۔ وقد صور الحفاظ لندھی  
 دوسرے جہر بدیدہ قائلہ لا

لا یجو منہ الامام قال الدہوی وصاحت  
 عصر اسلام امہ العصر العین والصدقیت یعنی اگر ہر فرقہ  
 اس قدر کو جو نے نقل کیا ہے اس کے قابل سے صحیح تسلیم کر لیا جائے  
 تو بھی اس کا کیا اعتبار ہے کہ اگر قادیان امام کے عصر سے بعد کا ہے تو وہ  
 ہر صاحب کے دشمن کے اقوال کا عقیدہ ہوگا اور اگر آپ کا عصر ہے بھی

اس کا قریب یا جڑ سبب کو کہہ دیتے گرنہ پکا ہے نہ محمدؐ کے اقوال یا کتب سے  
 کے بارہ میں غیرواقع جوئے ہیں یہاں حافظہ ذہنی اور ابن حجر نے نقد کیا ہے  
 اور کہا ہے کہ انھوں میں حب عام ہو جائے کہ یہ بات کسی حدیث و اقوال یا حدیث  
 کی وجہ سے بنی ہوئی ہے کیونکہ حدیث کے سوائے مصححین کے کوئی مڑ سکتا نہیں ہو سکتا  
 ذہنی کا قریب ہے کہ کہے کوئی ایسا نام معلوم نہیں ہے جس کے لوگ حدیث سے بنی ہوئی  
 سوائے حضرت انبیاء اور محدثین کے ہر موم غلطیاب ہوا دی کچھ عام ہو سکتا ہے  
 نسبت متعصب بہ تقدیر کی ہے نہ امام کی جس کی اور ل کے اصحاب کی نسبت  
 ہی نسبت نسبت لکھا ہے جس سے متعصب اور مصیبت وغیرہ سے اس کی خوب  
 خدشہ اور تردید میں کہ یہ کسی جہد چنانچہ شامی ترمذی و رحمہما کے مصنفین ہیں  
 لمحبہ ومن انتصر للامام العتقۃ یوسف بن عکاد  
 حسنی معتد کہو سیدہ توفیر الصغیرہ و ذکر شیعہ  
 من عندہ لا شکہ فی ل حلیۃ سورہ لا تصدقوا  
 بی تمنا فیہ فی وسعہ عاربت الفکر ولا اورع ولا فہ  
 سہ نعم قائلہ یحییٰ حر کہوم خطیب دار عہدہ  
 صوبہ و خطیب

عظیم مکی رحمہ و صنف شیعہ مصنف سہ انصاف  
 فی کسد خطیب جنی بعض ما لوگوں میں سے میں ہوں سے امام احمد  
 کی نہایت کی ہے بلکہ یہ صرف ما بعد ہادی علی ہی میں سے ہے ایسی  
 کتاب تو یہ نہیں ہے کہ کوئی روایت بیان کی کہ ان محدثین سے یا امام احمد  
 کے ہی میں کوئی فرقہ بن گیا مگر ان کے اس نسبت کو کہہ کر کہ امام احمد  
 جادو کے ہو کہ خدا کی قدرت سے یہ سب ممکن ہے اور ان کے اس نسبت سے



وہ خوش گزار تھے میرا۔ حضرت امام شافعی کی سمت ان کے چڑھانے پر  
پروشی میراث ان کی محبت میں زاریت کر دی۔ حضرت امام شافعی نے  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امتی وحی بتلا کہ محمد بن  
ابن ہشام صلی اللہ علیہ وسلم۔ دیکھو کہ اس میں سلامت صحت  
نعت و حسن و برکت و شرف و اہمیت کی کئی کئی کلمات  
و احادیث کی تفسیر و تفسیر و تفسیر کی طرف سے تو اس  
محبت و اہمیت کی طرف سے کہ برقی کلمات سے جب یہاں  
ہو چکی ہے کہ یہ علیہ السلام کی امتی اس قدر تفسیر و تفسیر  
مستطاب و محبت میں اندر کوئی ہوا ہے اور وہ کہ وجہ کہ بتائیں  
نہ صرف وہ یہاں ہوا ہے اور یہ کہ بتائیں کہ اس وقت وہ اس  
سے اسلامی و دینی کی خدمت کے قریب سے چلے گئے۔ امام کی نسبت  
پیشگامت سے واریت و برکت کہ یہ حضرت امام شافعی  
و امام نے لکھا ہے۔

**دوبائی** **امام بنارنگ نے فراری سے روایت کیا ہے کہ گفت ہند**  
**میلان** نعمان فتی الحمد شہ بقص  
 الاسلام حرقہ فی الاسلام اشام ہند یعنی مشیان نے اس  
 کتاب کو اس وقت تک تصنیف نہیں کیا تھا کہ وہ اس زمانہ میں  
 سے لگا ہوا مسلم کے ساتھ کو توڑتا تھا۔ دوسرے سے زیادہ خاصہ کوئی نہ تھا۔

**حقیقی** پہلی تو یہ روایت شاہی لہجہ کی روایت کی طرح یاد گوئی کی گھر سے  
 راجہ سنگھ جی پر اغراضاً لکھی ہے کہ اس کے عادی بھی اگر کوہ پل میں  
 کو اس روایت کی کوئی سند نام ملتی تو یہ بخاری کو یہ روایت حاصل مونی ہے

کہ کہہ دو احمق فزاری کے ہمارے دیکھا میں تھا بکھڑا فزاری کی موت امام  
 عارفی کی راجدست کے پہلے ۱۸۵۷ء میں ہوئی تھی۔ دوسرا اس روایت میں یہ بھی بیان  
 نہیں ہے کہ وہ اس سے پہلے کی نسبت یہ کہہ کر تھکان کی راجدست درج نہیں  
 ہے۔ یہاں آدھی کے ہمارے میں ہوئے حضرت امام کے اور میں نسبت سے لکھا  
 نہیں جو حقیقت سے پہلے ہوئے تھے مثلاً تھکان میں الفزار انسانی جو بقول میرزا فزاری  
 تھا اور اس نے عقیدہ قدر میں ہر کتاب تصنیف کی تھی۔ دو لوگوں کو اس کی طرف  
 مدعو کرنا تھا۔ دوسرا تھکان کی شکل اعلیٰ لدی جو قول موسیٰ بن ہارون دین جہاں صاحب  
 میرزاں کے جھوٹی اور دوسری روایت کی راجدست کرنے میں یہ کہہ کر خائیر لکھا میں راجدست  
 الجہری جو قول بخاری محمد جہ میرزاں حدیث میں تھکان اور تھا امام احمد کے روایت سے  
 احمدیت تھا۔ دوسرا احمدیت روایت کی کہ تھا بھی نہیں، اور میرزاں صاحب اس کو  
 تصنیف کرتے تھے میں مدعوہ کے تھکان میں ابی شیعہ انسانی وہ لکھا میں جہاں  
 لکھا میں تھے۔ پس سے میں اب وقت موجود ہوئے کے ملاسی تھکان کے لکھا میں  
 سے امام ابو یوسف نے یہ لکھا کہ میں دانق اور انسانی لکھا میں ہے میں سے تھکان  
 سے اور تھکان فزاری کی مراد لکھا میں مندر سے موجود وقت مدعوہ یہ کہہ کر تھکان اور  
 لوگوں کو گمراہ کرنے میں سرگرم تھا اور اس پر فقرہ بغض کی سلام عرضہ عروہ میں  
 عرب متعلق ہو سکتا تھا اس وقت میں سے کہ میں سے تھکان میں شکی مراد جو دوسری  
 اور میرزاں روایات کے روایت کرنے میں بہت تھا۔ یہ میں لکھا میں راجدست میں مراد جو  
 لکھا میں ہے الفزار اس تھا تھا لکھا میں جو موجود ہے حسب قاعدہ اضافہ اضافہ مثال  
 لفظ اور اضافہ لکھا میں ہے میں لکھا میں تھکان سے امام ابو یوسف کی ثابت ہو گئی  
 قرار نہیں دے سکتے۔ ہر دو کوئی شخص ایک لکھا میں سے میں تھکان میں لکھا میں کی بیان  
 تھکان کی یہ جرت فازی لکھا میں کہ کہہ تھکان فزاری امام ابو یوسف کے عرب اور میرزاں



سے تھے اور معترض کی کلام ایک دوسرے کے برعکس تھے اہل حدیث کی  
 نزدیک بالکل برعکس ہوئی ہے چنانچہ میزان ماحضات کے مجموعہ میں لکھنے کے کلام  
 القرآن بعضهم في بعض لا يعياد به لاسيما اذا لاحك  
 الله لعادته اوله ذهب اوله ذهب ولا يجوز منه الاخذ  
 حصصه الله يعني بعض معصوموں کی کلام بعض کے حق میں ہے اعتبار سے یہ  
 غصہ جب کہی ہو ہو جائے کہ یہ است کسی عبادت میں یا حمد والی کے  
 کہی گئی ہے کہ کہ حمد سے سوائے معصوموں کے کوئی میں پر مکتدہ اور زیارت لسان کے  
 صغر میں کہ ہے قد عرفنا ان الجارح لا يقبل منه الحرم  
 وان شرد في حق من ظلم طاعته على معاصيه و  
 ما دحو على ذاميه و مذكوره على جاحيه اذا كانت  
 يشهد العقل بان متله من تعصب مذهبه او مناقضة  
 ديونيه كما يكون بين النظر وغيره دالاه و حيز  
 قد يظن ان كلام الثوري وغيره في ابي حنيفة و ابي ذؤيب  
 وغيره في ماله و ابي حنيفة في الشافعي والشافعي في احمد  
 بن صالح ونحوه دالوا طلقنا احمد بن محمد الجرح لاسيما لما احد  
 من الائمة اذا ما من مام الا وقد طعن فيه جماعة  
 و هذا فيه علة كذا - يعني ہم معلوم کرتے ہیں کہ جو کو یہ بات کہ ہمارے کسی جرح  
 اگرچہ سنسری کیوں ہو یہی شخص کی نسبت ہرگز نہیں کی جاوے گی۔ جس کی طاعت  
 اس کے خاص پر غالب ہیں اور اس کی مدح کرنے والے اس کی ذمہ کرنے والوں  
 اور اس کے ترک کرنے والے اس کی جرح کرنے والوں سے زیادہ ہوں جب  
 کہ عقل اس بات کی شہادت دے کہ اس قسم کی حرکت تعصب مذہبی یا سنی

دعوی کی وجہ سے بہت جلد کہ جہاں سے ہر معترض وغیرہ کے مابین ہوتا جیلا آ  
 ہے پس اسی صورت میں اور دھیر کی نسبت تو یہ دیکھائی گئی تھی کہ ہر طرف ہر  
 انکسار کی بات کی۔ اور سارا مکتب کے حق میں اس وقت دعوہ دربار  
 شافعی کی نسبت اس میں اور ہر حال میں دعوہ کے حق میں نہ ہی دعوہ کی کلام کا کوئی  
 قبہ کیا جاوے گا اگر ہر مقدمہ حرج کو اظہر کر دیں تو یہ مسلمین سے کوئی حاجت  
 وقت سے طاعت میں حاجت کہہ کر یہ کہی کہ اس میں سے جس کی نسبت ظاہر  
 ہے جس کی ہو کہ اس کی بدگونی سے مکتب کا کہ جس سے اس کی نسبت کی یہ قبیح  
 آج کے نزدیک ظہر میں اور اب معصوموں کی کلام کو ایک دوسرے کے حق میں  
 قیور کرتے ہیں تو پھر یہ کہ انہوں نے کلام کا اس کا دین مری کی نسبت یہ قول  
 بھی قیور کر دیا ہے کہ اس سے دوسرا حضرت خذمت۔ تھے وہ اب کہ ظاہر میں  
 اور خذمت سے بنا نہ ہوا کہ اس نے اپنی ہی کے مقدمہ کی معصوم اس میں جس سے یہ  
 حجت پکڑتے ہوئے اپنے ہر علم ان کی نسبت جو اس میں لغت الاز کے تھے  
 اس میں یہ کہ ہے وقد تكلم بعض من اتفق الحديث من  
 اهل خصوصاً۔ یعنی تحقیق ہمارے روز کی بعض معصوموں سے دعوہ اس کے لکھنے  
 نے کلام میں ہے اور عقل یعنی اس کی الحرج سے اس کے مکتدہ حرج نہ کی جاوے  
 نووی کے قول امیری و امام کا کہ جب اب اس میں حدیث کے حرج کی اس  
 تصریح کیوں کرتے ہیں جس سے وہ ثابت ہو جائے کہ اس میں اس سے حدیث میں  
 جہد کی جتنے اس کے لکھنے سے اس کی ثابت ہوئی ہے چنانچہ کہ اب اس میں  
 حسن باقی ہے احمد معلوم کے سنہ ۴۵۲ میں اس طرح پر تھے کہ قضا کی کتاب  
 اصطلاحات الفنون لاھن الحديث مسئلہ ۱ و اسما الطالب  
 وهو المختص بالاعجب فيه ثم الحديث وهو المتفق

[illegible]

یعنی اہل حق کے کہہ کر سب کو حق کی راہ پر لے کر آئے تھے کہ قرآن مجید  
کلام اللہ ہے مخلوق ہے تو میرے کہنے کی کہ قرآن کا مخلوق ہے یہ وہ حدیث  
جہاں کے پاس نہیں چاہتے اور نہ اس سے بڑا پایہ اس کے بعد جو جس نے  
یہ انصاف کے ساتھ اسے ان کو بھی بتا دیا ہو کہ جس کی قسم میں وہی جانتے تھے  
جو اس کے مذہب کا چمکا دیکھو امام شافعی کی نسبت امام وہابی ان کے استاد کی  
کسی قدر محنت و محنت سے کہ وہ اس کو قرآن و حدیث سے جتنے تھے وہ حدیث کی مخلوق  
ہونے کا وہی ہے بیاد میری اطاعت میں سے مسودہ ۲۵ میں قرآن و حدیث کے بیان میں  
لکھا ہے۔ و اما معتزلیۃ فلا شیخہم بعلمہ یوں  
ان سے کہ شعر الاجسام دین ہو بعد اللہ۔ یہی معتزلہ میں سے  
قرآن و حدیث کے شیعہ کہتا تھا کہ قرآن فعل اجسام ہے۔ جو صرف صورت سے مرکب  
ہے۔ اور فعل مد نہیں ہے ایسے ہی امام کا بیان ہے سن ۲۵۰ میں ہندو میثاپور  
ایک بہی میں کسی شخص کے الفاظ قرآن نسبت حوالہ کر کے یہ فرمایا۔ اعدا  
معتزلیۃ و الیہ طامس افعالنا۔ امام مرفوعہ میں یہ مسودہ ۵۵ میں افعال  
ہاں سے مخلوق میں اور ہمارے الفاظ جو ہے افعال میں یہ کہہ کر کہ قرآن کے افعال  
مخلوق اور فعل اجسام میں ہے۔ سو حق اگر صاحب جبر است کیا کہ نہ یہ منہ پر جبر  
کو اجائی نہ ہو کر ہی ہے سلوک نہ رہا جسے قوابیلہ ہر ذی سبب کی فرما دیں کہ ہم  
قرآن کے فنی اور جبر سے امام سہابی کے ہاں وہ الفاظ جسے کہی کہ وہی کی سبب  
ہو سکتی ہے۔

رازی نے رسالہ ترجیح شافعی میں لکھا ہے کہ زہری نے ذکر شافعی کا جوابی | بن زہری کہہ میں کہتا ہوں کہ۔ ولو کان الضمیر والی حدیث  
فی عدم حدیث سند کے کما ذکر امام حنفیہ فی حدیث اسباب

یہی زمانہ افغانی طوبہ بٹ، میرا غیب موزے تو مہر خدای، ہی کتاب مبارک  
یہی کتاب کامل دیکھ رہے ہیں اور بعد ۱۰ عقاد میں دیکھا ہے۔

[illegible]

۱۰ بن برکتہ و الوہاب سیدنا سرور اہل کلمہ سے و ذکر محمد  
ن لحسن المومنی اعظم و تفریح کتبہ فی الصغیر قالی بیچو  
معین ما رایت احداً اقدامہ علی و کیم و کان یفوق  
الاحیاء و کان یحیط حدیثہ کلمہ و کان قدمہ

یہی ہیں جن کے قول سے تعصبات اور ملامتیں نہ کی جاسکتی تھیں۔ اس لیے امام زماں کی دعا، کہ ہر شخص کو جسے شرع میں حرج ہو، اسے کہہ کر ہر شخص کی حمایت میں عاجزی و توسل کی تعصبات اور تعزیرات کو صرف یہ ثابت کر دیا جائے کہ جو شخص امام

[illegible]

[illegible][illegible]





وہابی بن یحییٰ نے کہا ابو حنیفہ سے حدیث مذکور ان کی حدیث قابل  
استناد نہیں۔ لیکن کتاب السنن لابن ابی شیبہ

اس موقع پر تحریر کیا کہ وہی کہ یہ چودا اور است و دوسے  
حنفی کہ جب چراغ دہو گیا یہ وہی کہی بن یحییٰ نہیں ہیں جن کا ایک فرس  
بحوالہ عقود ابو حنیفہ و سنن مالک و الاذنی و الترمذی و ترمذی و ترمذی و ترمذی  
دستہ ہر بیستہ علی درگت ان کی و کچھ میرت الیہ صفر ۱۴۱۱ اور یہی  
ان کا قول ہے۔ کان فتنہ صدوق فی الفتنہ و حدیث مامون  
علی دین اللہ اور کہ ابو حنیفہ ترمذی الحدیث لا یحدث الا بصحاح  
یحدث ولا یحدث فصلا لا یحدث الا بصحاح الکل الیہم ان احوال  
کا ہو گئی ہیں کون نہیں خیال کر سکتا ہے کہ یہی بن یحییٰ امام صاحب کی دست  
کس دین سے حدیث مذکور ان کی حدیث قابل استناد نہیں اور بن جری کا حال  
ہم پر کچھ کہے ہیں کہ وہ ایک حدیث متعصب نہیں تھا جس کو ترمذی نظام سے دشمنی  
تھی اور میرا وجود اس کے اس میں یہ حدیث ہے کہ حدیث کے قائل تھے  
کہ وہی تھا اور میرا وجود اس کے اس میں یہ حدیث ہے کہ حدیث کے قائل تھے  
نہ کرتا تھا بنیہ۔ وہ دوسری میران میں ترمذی ان کی یہ حدیث ہے کہ حدیث کے قائل تھے  
وہ اردو ایضاً الامام و اصحاح اس الحرف  
فی تصانیفہ و لم یسجد فیہ۔ اقول ہذا حدیث و ترمذی  
ہذا حدیث عیوب کتابیہ یوم الجرح و یسجد عن الترمذی  
حدیث اس کے چونکہ ابن ابی شیبہ نے اس کتاب میں صاحب کشت نظون  
۱۱ در کثرت و راجد اس کی کہ حدیث ہے اس لیے معلوم ہوتا ہے کہ ابن ابی شیبہ نے  
اسے حدیث فی کے مطلق سے امام ابو حنیفہ کا نام لکھ دیا ہے کہ کچھ بھی نہیں

نے امام شافعی کی حدیث و ناپسند کیا ہے جیسا کہ اس کو عقود ابو حنیفہ  
کے مطلق کے عقود قول بھی ابن یحییٰ سے گزر رہے۔

وہابی بن یحییٰ نے کہا ابو حنیفہ سے حدیث مذکور ان کی حدیث قابل  
استناد نہیں۔ لیکن کتاب السنن لابن ابی شیبہ

اس موقع پر تحریر کیا کہ وہی کہ یہ چودا اور است و دوسے  
حنفی کہ جب چراغ دہو گیا یہ وہی کہی بن یحییٰ نہیں ہیں جن کا ایک فرس  
بحوالہ عقود ابو حنیفہ و سنن مالک و الاذنی و الترمذی و ترمذی و ترمذی و ترمذی  
دستہ ہر بیستہ علی درگت ان کی و کچھ میرت الیہ صفر ۱۴۱۱ اور یہی  
ان کا قول ہے۔ کان فتنہ صدوق فی الفتنہ و حدیث مامون  
علی دین اللہ اور کہ ابو حنیفہ ترمذی الحدیث لا یحدث الا بصحاح  
یحدث ولا یحدث فصلا لا یحدث الا بصحاح الکل الیہم ان احوال  
کا ہو گئی ہیں کون نہیں خیال کر سکتا ہے کہ یہی بن یحییٰ امام صاحب کی دست  
کس دین سے حدیث مذکور ان کی حدیث قابل استناد نہیں اور بن جری کا حال  
ہم پر کچھ کہے ہیں کہ وہ ایک حدیث متعصب نہیں تھا جس کو ترمذی نظام سے دشمنی  
تھی اور میرا وجود اس کے اس میں یہ حدیث ہے کہ حدیث کے قائل تھے  
کہ وہی تھا اور میرا وجود اس کے اس میں یہ حدیث ہے کہ حدیث کے قائل تھے  
نہ کرتا تھا بنیہ۔ وہ دوسری میران میں ترمذی ان کی یہ حدیث ہے کہ حدیث کے قائل تھے  
وہ اردو ایضاً الامام و اصحاح اس الحرف  
فی تصانیفہ و لم یسجد فیہ۔ اقول ہذا حدیث و ترمذی  
ہذا حدیث عیوب کتابیہ یوم الجرح و یسجد عن الترمذی  
حدیث اس کے چونکہ ابن ابی شیبہ نے اس کتاب میں صاحب کشت نظون  
۱۱ در کثرت و راجد اس کی کہ حدیث ہے اس لیے معلوم ہوتا ہے کہ ابن ابی شیبہ نے  
اسے حدیث فی کے مطلق سے امام ابو حنیفہ کا نام لکھ دیا ہے کہ کچھ بھی نہیں

لیے جہتے اس کو عاشر پر درج کر دیا ہے۔ دوسری، عاشری جہات میں حضور  
 مس جہت حفظہ کو لانا کی طرف غور کرنا، بالکل غلط ہے اور اس  
 کنہ میں رستہ کے پیروں سے غم کر کے حرج میں کیصمت بنادی ہے بلکہ  
 سنی سے نہ سنا حفظ میں صرف اس قدر لکھا ہے۔ نجابت میں ثابت نہیں  
 بالقرآن الحدیث، اور یہ جرح جو مسخر متین سے جو باقی حد میں غیر متزلزل  
 ہے علاوہ ازہی یہ جرح ہی امام سنی سے، امام باقر کی طرح لغضہ میں ثبت  
 لی وجہ سے سنا ہوئی ہے کیونکہ امام سنی باقی بقیع تھے جب کہ ان سنیان نے  
 لکھا ہے۔ دکان بنشیع، یعنی وہ قطع کرتے تھے کہ سنی کی موت ہو ان  
 کی پشت نہ دے دے لوگوں کو روکو کہ سنی سے کفر ہے اور بل قطع کا لغضہ نام  
 صاحب سے ظاہر ہے پس انہوں نے اگر آپ کی نسبت دکان بنشیع  
 لکھ کر پادلی کوئی کرنا تو کیا ضائع۔ ان کو ان قدر جرات پھر ہی نہ ہو سکتی جرح  
 کی تفسیر اور باقی بھی کر دیں کیونکہ تمام حد میں آپ کی کفایت کے قائل ہو چکے  
 ہیں اور میرزا حسین فی الحدیث شیعہ جیسے جعل، متدبر و مفسد نے بہت کثرت میں  
 شہادت دے دی ہے کہ آپ جہاں لفظ اور میں سمجھتے اختراعات اس قدر  
 ۲۲ چکر کر رہے تھے کہ دست احمد کی وجہ سے آپ کو بد و لغضہ بالقرآن  
 کہ دیں تو ہم صاحب کی نسبت میں کیا ورنہ آسان ہے، ایسا تو اس حدی  
 کی جرح میں سپرد نہیں ہوئے کی وجہ سے غیر متزلزل ہے علاوہ اس کے بل قدر  
 کی مادت چنے کہ وہ ذری بات پر ہی نے بعض آئمہ بلکہ صحیحین تک کے روایوں  
 کو بھی ضعیف قرار دیکر بنیاب انحصار کامل، ملی میں درج کر دیا ہے اور  
 تمام سیران سے یہ تصریح کر کے ہی حدی نے ان کو ضعیف میں قرار نہ دیا تھا  
 تو میں ان کو بہرہ میں درج نہ کرتا۔ یکس طرح اس حدی کی تصحیف کی

کی تردید کر دی ہے چنانچہ میرزا ابی اس کے ترجمہ میں اس طرح یہ کھلتے غرض  
 ایسا الاصلی احد اختلاف احمد ابن حنبلہ ابن حنبلہ ابن حنبلہ  
 ۱۵۷۔ یہی اس حدی نے جہاں کو ضعیف میں شمار کیا ہے تو بایا اسے چرچہ  
 بنیاب کی نسبت میں لکھا ہے۔ حمید میں ہوں احد الاحادیث  
 ہوئی کامل ابن حنبلہ حدیثی فلہذا ذکر تہ و انما  
 قالہ حتی حجتہ۔ یعنی حدیثی فلان کا ذکر میں میرزا ابی اس نے یہاں  
 کہ ان حدی نے میں کو کامل میں ذکر کیا ہے اور یہ میں جنت سے اور ضعیف  
 میں شمار میں ہو سکتا ہے نہ اس کی اس کو نسبت لکھا ہے۔ ثابت میں  
 اسم السانی شیعہ ضعیف مدافعتہ کثیر القدر قلت  
 ثابت ثابت کا سمعہ و لا ذکر اس حدی لہ ما ذکرہ  
 میں ثابت نہ بلکہ متفق علیہ کہ کثیر اندر تھے۔ اور ثابت مشی ہے امام کے  
 ثابت میں اگر نہ تو اس حدی میں ضعیف میں ذکر تو میں ان کا ذکر میں  
 کرتا۔ غرض حسب ابن حدیث کی یہ مادت ہی ہے کہ اس نے ذرا اس بات پر  
 متفق حدیث ثابت تو میں ضعیف میں شمار کیا ہے تو چھوٹے شخص نے کہ وہ وضو  
 کر میں ملامت و تمامت پر بڑے بڑے لغزش، نہ ہی شہادت دے دے  
 رک پر، حدیثی مدعی کہ وہ ضعیف کہہ دیں اس کی اس حدیث کا کیا اعتبار ہے۔  
 لازمی ہے کہ اس کا ان فی اس فلاں حدیث لاندہ  
 و باقی | پیش امحاجس و مطایعہ و المراسیل دہما رفقہ الیہ  
 من حدیث جلیحہ فان کان ضعیفاً بقرک التیاسر  
 وجہ دہما رفقہ الیہ من احادیث حدیث اسناد و ان  
 کان صحیحاً فکم یقبلہ بل حدیثی علی الاستقصان و

حقنی سے تسلیم کیا اور میری جہاں ان کتابوں کے نام صاحب کا کوئی  
 دوسرے میں نہیں ہے کہ بن لکھ کوئی اور شخص جو کہ ایک نام صاحب کی شہرت ان  
 قوس سے ثابت ہیں جو الہیہ کی نسبت سے ہے جو جیب تک معلوم ہو کہ  
 کس کا قوس کس کے حق میں سے قوس حرج قابل جواب لکھ مانے مانا کو نام صاحب  
 کی نسبت وہی تشریح کی ہے ہم سے شہادت کہ اگر میں ثابت کر چکے ہیں کہ آپ  
 صریح حدیث کے تحت اور بعض کے نسخے رہے تھے اور میں اعلیٰ پر آپ  
 کا علی موافق ہو یا یہ صحت و کذب میں ہوں وہ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ  
 کے مہربان کا قوس میں پر ہوا ہو کہ اگر اندر حدیث قوس سے دینے کے وقت  
 نام صاحب کے اور آپ کے ناگردوں کے قوس کی تلاش کوستے اور رکے جان  
 عمر و بکر سے تھے ویکہ شہادت نہرا میں قول اس دوم حضرت سیدان ثوری  
 اور بنہ ۲ میں قوس امام آتش اور بنہ ۹ میں قوس عبد بن سنان اور بنہ ۴ میں قوس طلحہ  
 بن جریس اور بنہ ۱۱ میں قوس بنی قحطان اور بنہ ۱۲ میں قوس حسن بن صالح کتاب  
 موثق ملکہ اسفہ ۹۰ میں حدیث بوسن سے جو صحیحین کے روایت سے میں  
 روایت ہے۔ مسند و کتبہ یقول نقد و حدیث ۳ حدیث  
 حبیہ فی حدیث ما سمع یوجد عن خیرہ یعنی حضرت وکیع زبیر  
 تھے کہ حدیث کے اندر روایت کے بارہ میں جیسی کہ پر میری کاری واجب و احادیث  
 میں پناہ ہے لیکن اس کی پناہ نہیں گئی پھر اگر عرض ہو شخص اس کے خلاف  
 آپ کی مسند جاوید یقیناً اعلیٰ و اعلیٰ تعلیم کہ دوسے قوس کے  
 قوس کیا اعتبار ہے ملا وہ اس کے نام شرف نے میری بکری کے صفحہ ۴ میں لکھا

ہے۔ وقد من الله تعالیٰ علی بمطالعة مساید الامم  
 الی حبیة الثلاثة حدیث نسخہ صحیفہ علیہا خطوط لحاظ  
 انہم الحافظ الحدیثی قرآن لایروى حدیثاً الا عن جابر  
 التلمیذین بعدول اثبات ذہب ہم میں خیرہ و ثور شہادت  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لا ہود و علقمہ و علقہ  
 و حکمہ و محمد و مکیوں و الحس و مصری و اصحابہم رسول اللہ  
 علیہم اجمعین کل مرواۃ بدین حدیث دین رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم بعدول اثبات علامہ اخیر لیس فیہم  
 کذاب و ہمتہم مکذوب و ماہیک یا احمی بعد شہادت انہم  
 الامام و حبیہ ۱۰۰ بعد عنہم لکام و بعد مع شدة  
 بعد و غرور و شفت علی لامة محمدیہ یعنی حدیث  
 نے پھر پر اسال بن راہر اور حدیث کی میں مسند کے صحیح سے سہری معاملہ میں  
 آئے من پر حفاظ کے کتب ثبت تھے اور اہم کتب حافظ و سہری و صاحب میں  
 نے ان مسانیہ میں ایسی حدیث ہیں و کتب۔ حوی و عادل اور اثبات انہیں  
 متنی سوو علقہ۔ علقہ۔ مکرمہ۔ فاد۔ حوی و اس حدیث و غیر کے ہوا اس کے  
 ہذا کی غیریت کی افادت کے شہادت و حدیث کی اور سے روایت کی جو  
 میں قمار راوی و سیدان امام ابو یوسف اور رسول حدیث کے عادل۔ لکھ اعلام انبا  
 یکہ جن میں کوئی لادہ یا حدیث کذب میں اور تیرے صحیح لکے ہائی کافی ہے  
 حدیث ان انہی میں کی جس کو امام ابو یوسف نے اس بات کیے پسند کیا ہے  
 کہ ان سے ساتھ حدیث پر میری کاری و مقیاد و امانت میری پختہ کے دین  
 کے دین کے احکام اندر سے ماویں اسوں و امام میں حدیث کے کاند و روایت



مطلی کا ہے جس میں کئی ایک امتحان ہو سکتے ہیں مگر کثرت میں دیکھتے ہیں کہ بڑے بڑے مامون فاضلوں سے صرف یہی مطلب ہو جاتا ہے اور کسی سے ان کی نسبت کہ علمی کا وہ نہیں لگایا سب سے پہلے یہی کہ وہ ہمیں کون سے ان سے اپنی جگہ کا کتاب انبیاء کے باب ولفند کان فی رجب و الخ و سب کے ذیل میں لفظ استیاء سو کوہ روزن افتخار بنا سنے میں کس قدر بھاری مطلب ہوئی ہے حالانکہ ہم صرف کہہ چکے ہیں کہ یہی مانتے ہیں کہ لفظ استیاء سو ہر روز استعمال ہوتا ہے اور یہ مطلب ایک مرتبہ کے بعد میں میں بھی بخاری نے بکری کے بخاری کے راویوں کا بھی یہی لفظ استعمال کیا ہے جو یہی ہے اس کو ساتھ اس کی طرف بیان نہیں گرا تھا۔ اب اس موقع پر کیا کوئی یہ خیال کر سکتے ہے کہ صاحبان امام بخاری ان کے راویوں کو علم تھے نہیں ہرگز نہیں ملا وہ اسی کے یہ مطلب تو صرف علم صرف کی ہے کہ غیبی امام بخاری سے روایت حدیث میں بھی ہو گئی ہیں حالانکہ یہ بخاری امیر الکتاب بعد کتاب اللہ مال لکھی ہے۔ عت عیشہ ان بعض اندراج النہج قلن للفقہ صلی اللہ علیہ وسلم ایضا اس طرح ایک لحوقاً قال اطریقین یعدا فلنخذن قصیدہ یدر عنہما نکات سودا اطریقین یعدا فعلنا بعد انما کانت طول حدھا الصدقة وکان اسوہنا لحو قابہ و کانت تحت الصدقة۔ میں بعض راویوں کے وہم سے یہی حدیث زینب کے حضرت سودا کا نام امام بخاری نے سر کا خط کو دیا ہے کہ نہ سب سے پہلے آنحضرت کے اندراج مطہرات سے حضرت زینبؓ ہی ۲۰ میں فوت ہوئی ہیں اور انہیں کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہماری وفات کے بعد ہمارے اوراق میں سے سب سے پہلے فوت ہوئی مگر امام بخاری نے مطلب سے حضرت

سودہ کی نسبت یہ پیش گوئی کی جو کہ ان کا نام لکھ دیا ہے حالانکہ ان کی وفات نہایت عجزی میں ہوئی ہے جیسا کہ میں جلد ۳ صفحہ ۳۱۲ اور نیز فقہ ابوری ہارہ صفحہ ۱۶۱ میں لکھا ہے۔ فی تلویح هذا الحدیث حصۃ من بعض اوراق العبد من البخاری کیب ہم یثبتہ حلیہ دلا من بعدہ من اصحاب التعالیق حتی ان بعضهم شتروا بان لحوق حدودہ من اعلام النبوة وکل ذالک وہو د اصحابی ویمب یت جعق فانتھا کات اطریقین یعدا بالمعروف و توثیت مسند عسریں وہی ان الروحیات وہو و سودا توثیت سنتہ اربع و خمسین۔ یہی تو یہ شرح بھی بخاری میں لکھا ہے کہ یہ حدیث غلط ہے اور تعجب ہے بخاری سے کہ وہ اور بخاری میں یہی نقل کیا ہے بخاری سے یہاں تک کہ بعضوں نے یہ بھی کہہ دیا کہ انتقال حضرت سودا کا آنحضرت کی نبوت کی نشانیوں سے ہے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے بلکہ پہلے انتقال مسند بخاری میں حضرت زینب بنت جحش کا جو ہے اور انہی کا ہمدرد قدوسی کی وجہ سے لیا تھا درجی اوراق مطہرات سے پہلے فوت ہوئی تھی اور حضرت سودا کا انتقال پہلے مسند بخاری میں ہوا ہے۔

درینے کہ سالانہ باب قول اللہ عزوجل واذکر فی الکتاب مریم۔ حدثنا محمد بن الکثیر حدثنا اسوین بن حاتم بن المعیدۃ عن مجاہد عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم



[illegible]

ملے لیکن رسول خدا نے فرمایا کہ میں نے شبِ مہراج میں حضرت عیسیٰ و مکی اور ابراہیم کو دیکھا۔ یہ سبسی نور پر تھے۔ ایک جگہ: ملے سارے سینہ میں۔ یہ مری گھر مری گھر میں۔

کہ یعنی عالم اپنے باپ ابراہیم سے رداست کرتے ہیں کہ ایس بات نہیں ہے جیسا کہ خیال کرتے ہیں خدا کی شہادت حضرت نے حضرت حبیبی علیہ السلام کو اصرار فرمایا۔

کونجاہ نے ابن عمر سے روایت کی کہ غفل کی جہ کیونکر کی حدیث کو  
 کسی نے کیا اور اسحق بن منصور بن ابی الیٰ بن ائمہ ویکو بن آدم و دیگر بزرگ  
 اس طرح روایت کی ہے کہ روایت کی کونجاہ نے ابن عباس سے اور کونسا  
 نے اس حدیث کی روایت کی اس لئے کہ اس حدیث کی روایت کی اس حدیث کو جو بدینہ  
 کی حدیث کی روایت کی اس حدیث کی روایت کی اس حدیث کی روایت کی اس حدیث  
 کے مکاتیب کے ابن عمر سے روایت کی اس حدیث کی روایت کی اس حدیث  
 باسطق حدیث اللہ ہی ہے سلم بن ابیہ قد لا وافقہ  
 ما قد التی صلی اللہ علیہ وسلم یعی احمد مروی کی  
 ہے اس کے ابتداء ہی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی گئی ہے کہ حضرت  
 نے حضرت عائشہ کی روایت کی کہ کہ حضرت عائشہ نے روایت کی اور میں اس بات  
 کی تائید کرتی ہے کہ اس حدیث میں اس کے ضرور مطلق ہے بل عمر کھانہ کے علی بن  
 اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی اس حدیث کے تراجم کی ہیں مگر حسب  
 کہ ان کے امام بخاری اور اس کے کمالوں کے علم و فضل اور حدیث و دل میں کوئی  
 کسی طرح کا روایت نہیں اسکا تو پھر امام و محدث نے یہاں کو ملاحظہ کیا ہے کہ جو  
 ان کی جگہ سے ابی قیس کے ابی قیس روایت کی ان کی نسبت کہ حضرت کا نام  
 لگا کر متفق بنایا جاتا ہے یہ تو یہ ہے کہ حسب حدیث مروی ہے۔  
 حاصل کو ہم یہ کہ جس قدر حدیث ان پر افتخار و حرج و لغو علی سے کی  
 ہے اتنی ہی دوسرے امام کے حق میں نہیں کسی کے حق میں مگر وہ

گئے یعنی عالم اپنے آپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی مات ہیں سے حد تک خیال کرتے ہیں حدال منہم ان حضرت کے حصے میں وہ نہیں تھے۔

شبیہ سے بھی رو چھیننے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھتا۔ عرصہ میں نسوی کی بات سے لڑکائی مٹ جاتی ہے۔

جور سے اجوبہ دیکر وہ اسے اندر میں غصے کا بہت بوجھ لگا کر اپنے  
 حنفی نے اپنی طرح کا گلہ کیا اور اس کے بعد جو وہ چاہا وہ کر رہا تھا  
 پیش کیا تو ان میں سے حضرت امام شافعی، سیدنا ڈیڑی، ابن عربی، ابن ابی داؤد  
 رحمہ اللہ، امام ذہبی، امام خوافی، صاحب ترمذی و تفسیر، امام ابو حنیفہ  
 کے حوالے سے اختلاف ادا ہوتا تھا۔ لیکن جب حوالے تفسیر کے ان حضرات سے  
 شدہ کے ساتھ امام صاحب کی اصل روایت اور ثابت ثابت سے وہ نہی  
 و نہی اور ابن عربی کی تفسیر و دیگر امور پر مبنی ہونے کے اتفاق پر حضرت  
 زیر سوال سے اور میر صاحب اور محدثوں سے کی وجہ سے قابل اہمیت نہیں کی  
 طرحت طیبہ لدوی اور ابن عربی کے اقوال و تعبیرات و عامہ زبان پر مبنی بل اہمیت  
 نہیں ہیں اور آپ کو صحاح شریفہ و دیگر کتب میں سے جو حدیث دوسرا اور مستند امام اور  
 میں سنت کی موضوع حدیثوں کی موجودگی کا حال ہونا پڑے گا، ابن قیمہ اور  
 ملیکی وغیرہ کی ضعیف اور بے اعتبار شخص میں دوسرے پر ان کا اصولی اثر کہہ  
 قابل اہمیت کہہ سکتے ہیں۔ صوری اول تو کوئی غیر مشہور شخص ہے دوسری کی  
 رائے و حدیث سے کچھ حقیق نہیں ہے کیونکہ کوئی شافعی امام صاحب معلوم ہوتا ہے  
 اور یہ ظاہر ہے کہ کہ ایک مذہب کا امام اپنے امام کے مذہب ہی کو افضل  
 سمجھ کر اس کی ترجیح میں طرحت طرحت کے وجہ سے ہونے اور دوسرے کو الزام دیا  
 کرتا ہے اسی طرحت امام ربیع کے آقا بھی اپنے مذہب کی تائید میں ہیں اگر  
 ایسے قول کو امام ابو حنیفہ کی ضعیف برکتوں کی بنا سے تو امام ربیع کی کتا  
 لیجی اور ترمذی سے امام شافعی اور ابن عربی و ابن عربی کی حدیث کی حقیقت تائید

ہاتھ میں کوئی نہیں ہے، آپ کا ہاتھ عورتوں کی خاک میں مل چکا ہے۔ آپ  
 کی طو و تحریک مارنے کی تائید کوئی بات کہیں نہیں یہ بھی لوں ہے کہ نہ کہ  
 آپ کے ملک کو مر گیا ہے جس کی ہی ڈھپا کر رشتہ گزشت ہو چکے  
 میں لیکن سڑتے اور مہمہ نامہ لائے کی شے کو کچھ شے ہیں لکائے اور کس طرح لگا  
 میں۔ چنانچہ اگر پروردگار۔ ہر آنکھ میں زعفران کی روشنی ہو  
 کیا آپ کو شرم نہیں آتی جو ہر پروردگار میں کرتے ہیں کہ جنہوں میں سے شیعوں  
 کے لئے انھیں کا جواب دیتے کوئی لڑائی آیا اور اپنی شہر میں کہ دوڑا حافی  
 ہائی سے ریزہ۔ سوں سے ہر صلا کا ایسا۔ کچھ عاری سے عوام کے ہر  
 مکر میں نام بدنی برائے شہر کی کوئی بار بار ہے اور آپ کو کیا آپ کے کسی  
 ہر شہر میں آئے ہر دست نہیں ہوئی کہ اگر تہم نہیں تو اس کے دو یا تین انہوں کا  
 کی جو اس کے کر لوم میں رہتے ہر روز کی رات کو تیرتوں کے دیکھو اور شہر  
 تو ایک طرف ہے زمانے ان کے پیچھے ہی عوام کا پیسے کیا جواب دیا  
 ہے جو کہ اب لفظ الہدیٰ فی شہید صبیح الجہادی مصنف مولوی سید علی احمد کے مسو  
 ۱۲ میں بولتے ہیں علامہ مسعودی کہ تم کے صحیح کاری کی تالیف کا سبب اس  
 طرز پر ہے کہ کہ انامہ کاری کے ساتھ ہی ہر شے جن کی خدمت میں

۱۔ واسطہ، یہاں سے قرب میں ن لی ہر شے کہ اس کتاب کا نام  
 صیغہ ہے لا یخرجہ الی احد ولا یحدی بہ لفرقہ و  
 عظیم خفہ و کثرة شدتہ فباع علی من المدی فی  
 بعض جو محمد احمد دال بعض بلیہ شدن بہ مائتہ  
 دینار ثم تاجف مع امہ فاخرجت الکتاب فدفعہ

وہ اکثر حاضر ہر کرتے تھے علم مدینہ میں ایک ایسی بے نش اور نایاب

الیہ و اخذ علیہ العہود الموائق ان لا یحبہ عنہ  
 اکثر من الامد اندی ذکر وحد استخاری الکتاب  
 وکات مائتہ جزہ فدفعہ الی مائتہ صحت الوراقین و  
 اعلی کل وجہ منہم دینار علی نسخہ و مقابله فی یوم  
 ولیقہ فکتب المدینہ فی یوم ولیقہ و قول ثم صرفہ  
 الی ولد علی بن المدینی وقلی انما نظرت الی شئ فیفسدہ  
 والنصف علی بن المدینی فلم یجوز ثم ذهب البخاری  
 فکفک علی الکتاب مہرباً واستغنى وکان کثیر الیہ لعمہ  
 لابن المدینی وکان ابن المدینی یقعد يوماً یحسب الیہ  
 یتکلم فی عہ و طرف۔ قمر انہ البخاری بعد مدۃ قلائد  
 ما جسد عنہ قال شغل حوض فی ثم جعل علی بلی الاخذ  
 ویسألہم عن علما وفسد البخاری جالبہب بعض کلام  
 علی فی کتابہ فعجب لذلك ثم قال من ابن طلعت  
 هذا هذا قول منصور وانشاء ما اعلم احدا فی زمانہ  
 یعم هذا العلم عیوی ورجع الی مسرہ کہیں حریب  
 و عم ان ابیہ و خدۃ امہ ماد حق ماوتہ لکتاب ہمین  
 منہما بیک ولم یبک الیسیہ احیوات واستغنی البخاری  
 عن مجالس علی وانشاء عندہ بیک الکتاب وخرج الی  
 حراسان وفتہ ما کتاب عجم وانشاء فی عظیم تاسد وعی ذکر

کتاب لکھی تھی جسے وہ کسی کو دکھانے نہ تجھے اتفاقاً وہ کسی مضرعت سے نہ کوئی  
 گئے جس پر امام بخاری نے ابن عربی کے ایک بیٹے کو ۱۰۰۰ تریاں سے وعدہ  
 پر دیں کہ اپنے باپ کی کتاب نکال دو کہ میں اسے دیکھوں اور میں دن میں  
 پانچ سو روپے چنانچہ میں کوئٹہ میں مقنن کیا اور اپنی والدہ سے مخاطبہ میں  
 کتاب مذکور کو، کرام بخاری کو دی اور بہت سے عہد و موافقے میں  
 دن سے زیادہ اپنے باپ کے رکھنا امام بخاری نے کتاب سے ملے ہی یہ تدبیر کی  
 کہ وہ موحی کی کتاب ایک سو کاہن کو ایک ایک حصہ ایک ایک  
 اشرفی جوت کے دیگر کہا کہ ایک رات میں لکھ کر مٹا دیں خود کو  
 جنانچہ جب لکھی گئی تو امام بخاری نے اصل کتاب ابن عربی کے بیٹے کو یہ کہہ  
 کر کہ سے میں نے دیکھا ہے واپس کر دی اس کے بعد امام بخاری نے اس  
 کتاب کو کئی ماہ میں یاد کیا جسے ابن عربی و پس آئے تو اس کو سچے  
 ماہر سے کہی کہ جو نہ ہوئی اس کا نام نہ تھا کہ باب حدیث کے لیے ایک مجلس  
 مقرر کرتے جس میں مل و طوق حدیث وغیرہ کے متعلق کلام کرتے تھے پھر وہ  
 کے بعد اس مجلس میں امام بخاری بھی شریعت لائے اس پر ابن عربی نے سننے  
 غرض کہ غیر ماضی کا سبب ہو چکا انہوں نے کسی مژوری کا ذکر کیا پھر ابن  
 عربی نے اجماع حدیث بیان کر کے حاضرین سے اس کے مل کے متعلق سوال کرنا  
 شروع کیا۔ امام بخاری نے حدیث وہی جواب دیئے جو ان کی کتاب میں لکھے تھے  
 اس پر ابن عربی نے متعجب ہو کر امام بخاری سے پوچھا کہ تمہیں یہ باتیں کہاں سے  
 معلوم ہوئیں یہ قول تو مخصوص ہے خدا کی قسم میں اپنے زمانہ میں سوائے اپنے  
 کسی کو اس علم کا عالم نہیں پاتا، اس کے بعد ان دینی محرموں اور نکتہ دل اپنے کھر  
 میں آئے اور معلوم کیا کہ امام بخاری نے ان کے اہل و عیال کو مال دے کر فریب

وہ جس سے ابن عربی جو بیٹے لکھیں وہ کہتے تھے عرصہ میں انتقال دے گئے اور  
 امام بخاری خود اس کو چھپنے لگے اور انہوں نے اس کتاب سے نکتہ حاصل کر  
 کے پھر میں کوئی اور نیز کتاب تواریخ لکھیں اور اس میں عظمت و سنگینی اور بڑا

نام پایا۔  
 و بھو اگر بیان حدیث کے بالا صحیح ہے (اور غالباً صحیح معلوم ہوتا ہے) کیونکہ علامہ  
 ابن قدام قرطبی مسند دارقطنی کا قول نسبت ترمذی صحیح مسلم پر صحیح بخاری جو حدیث  
 مجرب نے مقدمہ ترمذی باری میں نقل کی ہے اس بات کا مشربہ کہ علامہ مذکور کا  
 خیر صحیح کار کی نسبت ترمذی حدیث علامہ نے اسے صرف ترمذی ثابت نہیں تھا  
 کہ صحیح بخاری کی تالیف میں امام بخاری کی ہی کو اہمیت ترمذی نہ تھی صرف اس  
 حدیث کی کتاب کہ قدر اور طریق امتہ میں سے ترمذی میں آئے جسے حدیث  
 علی سے ابن عربی کی کتاب صرف دیکھنے کے لیے حاصل کر کے اس کے نقل کرے  
 کی کارروائی میں میں لائی گئی ہے اس سے امام بخاری کا مانت اور عظمت و  
 جلالت پر ایک بہت ہی نازیبا و بدنامہ پڑا ہے جس کا ذکر کرنا آپ  
 لوگوں کا فرض مقدمہ حاضرانہوں نے تعصب نے آپ کو ایسا نہ بھائی ہوا ہے  
 کہ اپنے گھر کی تو کچھ خبر نہیں ہے اور غیروں کی کچھ چینیوں پر آپ نے جوئے ہیں۔

خواجہ در بند فضل دیوان است

خانہ اواز پائے دیوان است

وہابی دوست اس سے مجھے یہ خبر تھی کہ تاسعہ کا امام صاحب پر میں  
 نے جوئے کے ہیں یہ اس سے کہیں کہ اڈیل اہل فقہ نے اہل علی البیہاری  
 کا مضمون شائع کر کے امام بخاری پر مجھے کہنے کہ اگر ڈیل ان فقہ سے پریش  
 تھی تو اس کی ذمت پر میں قدر بھاری ہا مانتا تھا مجھے کہہ دیتے اور اس کو کرتے

لیکن یہ کوئی عقل مندی کی بات ہے کہ عداوت کو ایڈیٹر اہل فتنہ سے جو اور  
نہ کسی ایک دینے برگزیدہ امام کے برخلاف شروع کر دی جائے جس کو دنیا کی اسلامی  
آبادی کے وہ تہائی مسلمان (یعنی) اپنا دینی پیشوا سمجھتے ہیں اور جن کی درجہ و تہ  
القاء، اہمیت و شرفی الحدیث کے تمام گھڑیوں کو اپنی جیتے آئے ہیں  
وہ اسے سب کی دانائی۔

جو بریں عقل و دانش پانچ گریست

ایڈیٹر اہل فتنہ کو کہا جاتا ہے کہ تم بھی اگر کوئی نوادہ کی عزت کا ر  
دہانی کہتے ہو کہ جیسے ہم نے کئے عہد اسلام میں امام ابوحنیفہ کا ضعف بھی  
کس معا سے حضرت امام شافعی جو ایک انفرادی سے ہیں اور جسے بڑے  
مذہبین سے ثابت کیا ہے امام ہمدانی کے حق میں نقل کرو کہ امام ہمدانی کی بیگانہ  
امادیت میں ایک دو پر جرح کرنا بے سود اور اسلام سے غلط برہنہ گان گرفت  
- علامت - تحریریں تو دیکھو کہ تمہارے امام ہمام کو تو ایک بھی صحیح حدیث نہ  
ہی جیسے کہ اوپر کے کلاموں سے ظاہر ہے۔

تہذیب راجس قدر گندہ مواد شیخ کی ضرورت سے آج تک جمع تھا  
حتیٰ وہ سب کا سب مضمون اہل الذکر میں پھوٹ کر یہ چکے ہوئے اور  
اس کا کافی علاج ہم اپنے اس مضمون میں کر چکے ہیں اگر ہمارے صیغہ سوز  
کے کاری زمینوں سے تم جانہ نہ جو سکے اور پھر کوئی ردی ہو دہم جو کیا تو ہم  
اس پر ہی عمل جاری کر لے کر ہمارے ہم نے صرف امام شافعی بلکہ ہانی امام  
غریب اور امام حدیث کی عداوت سے امام صاحب کی تمام اہمیت اور عداوت  
حدیث ہونے کا کافی ثبوت دے چکے ہیں اور امام ہمدانی کی فتنہ و جہاد  
وغیرہ کی طرف ہانی قدر اللہ عزت اٹھا کر کہے ہیں اور یہ تو ہمارا شیوہ نہیں

کہ امام ہمدانی یا کسی دیگر امام حدیث کو برا بھلا کہیں کیونکہ حدیث میں وہ جیسے  
میں پیشوا میں فرق صرف اتنا ہے کہ ہم سب کی طرح ہمدانی پرست نہیں ہیں یہ  
تمہارا ہی کام ہے کہ صحیح حطا برہنہ گان گرفت غلط است زبان پر ہے اور  
حمل اس کے بر خلاف لکھ تقویوں ہما تقویوں ہمدانی آبادی راہنما  
کے اس فرقہ کی نسبت "کہ تمہارے امام ہمام کو تو ایک بھی صحیح حدیث نہ ہی -  
لکھتے اندھ علی نکادین"

مگر نہ بینہ برادر شیب پرہ چشم

چشمہ آفتاب را چہ گنگا -

کے رد کیا کہیں انگریزوں رسد را خود ہی اہل کی راستبازی کا اندازہ کر گئے ہیں  
اب لاطریں کو یہ بتا کر معین حق کے دیتا ہوں مگر وقت خیر  
وہابی انچہر جس سند کو زعم ہمارے کہ امام ابوحنیفہ کی کوئی مامی سند اور  
کتاب نہیں بلکہ ان کے سب کے معا سے تحریر کیا ہے۔ صوں یہ کتاب کسی  
کی تصدیق کرتے ہیں کہ علی خلاف کی امام صاحب کی تو سند نہیں انسان الحدیث  
سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ تو زعمی سے جن سند کو میں کیا اس کو داں رنگ ہمدانی  
کی جتنے ہیں اور یہ سند ۷۷۳ میں راجح پائی در یہ سند در حقیقت امام صاحب  
کی ہیں عزیم کوئی امام صاحب کی ہیں۔

اب وہ وقت ضرورت آگئی ہے کہ اگر میان ہمدانی اور  
حتیٰ ایڈیٹر اہل الذکر کہیں زعم ہیں تو اس مسئلہ کو شروع کر لیں کہ  
ان کی مالد کا ہوائی پر پانی پھر گھر ہے اور صیغہ صارم نے ان کے حسنیت  
کو پاش پاش کر کے امام صاحب کی عظمت کا ڈنکا اسلامی دنیا میں بڑے  
زور شور سے بجایا ہے ہیں تو اندیشہ ہے کہ اہل اندک اور اس کے حامی



کے ہیں حدیث کا کوہ چل بے ہن۔ کیونکہ جس سے مطیع سراج ان خوار سے سینہ  
سار سے بنی چمک و ملک و کھائی شروع کی ہے تب سے سال اول ذکر  
کا اختصار بہتر ہو گیا اور اس کی کثرت گئی ہے علامہ نے ہندوہ رورہ ہونے  
کے دو دوہار کے بعد اس کی شکل مشکل و کھائی دیتی ہے اور اس کو درجہ بندی  
کے بعد سے کہیں ایسا لگے کہ قہر نہیں کہ وہ قوت ہو کر قبر میں مرفون ہو گیا  
موریرہ امر کہ ہر صاحب کی کوئی سند نہیں اور سند دینی نام صاحب کی  
سند نہیں، سو یہ ہمت نہ لے کہیں۔ کہتا اگر کسی نے مسند غازی کی جواب  
میں بھی دیکھی ہو تو محض منظر کا یہ فرض ہے کہ کسی کتاب کی نسبت کوئی نہ  
قام۔ رہے جب تک اس کو خود پڑھو نہ لے لیکن بچا رہے وہ بیوں کی تو  
مردہ کے لئے ڈھکوسلوں پر بنیاد ہے اور یہ ایسی بے نیکی ہانکنے پر مجبور  
ہویم نہیں بتائیں کہ تمہاری اس بات کا جواب تو خود مسند غازی کی ابتدا  
ہی کے مل سکتا ہے۔ چنانچہ ابو الولید غازی اپنی شروع سند میں کہتے ہیں  
وقد سمعت فی الشام عن بعض الماہلین یحدثونہ  
وہیستغفر و یستعظم غیوۃ دہیستغفر و یلبی الی قلۃ  
وہیستغفر الی الحدیث و یستدل باشتہار المسند الذکر  
جمعہ الاولیاء معہد بن یعقوب اصم شافعی  
وہیستغفر الی الحدیث و یستدل باشتہار المسند الذکر  
جمعہ الاولیاء معہد بن یعقوب اصم شافعی  
وہیستغفر الی الحدیث و یستدل باشتہار المسند الذکر  
جمعہ الاولیاء معہد بن یعقوب اصم شافعی

اہل حدیث۔ یعنی میں نے شام میں بعض اہل جاہلوں سے سنا ہوا  
ابو مسند کی قدر نہیں جانتے وہ امام صاحب کی شان کو کرکھتے اور  
ان کی تحقیر اور غیروں کی تعظیم بیان کرتے اور آپ کی نسبت اذیت  
حدیث کا اعتراض کرتے ہیں اور دلیل میں وہ مسند پیش کرتے ہیں جو بواہر  
محمد بن یعقوب شافعی نے جمع کیا اور ایسا ہی سوط امام مالک اور مسند امام  
کا حوالہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امام صاحب کا کوئی مسند نہیں ہے اور کہ انہوں  
نے صرف چند حدیثیں روایت کی ہیں لیکن وہی اور حوالہ حجت اور حنفیہ  
اور شافعیہ حجت ہے اس پر برہنہ کی کہ امام صاحب کے ہندوہ سند  
سے جن کو غول علامہ ریث نے لکھا کیا تھا اس مسند کو تیار کروں اس کے  
بعد ابو الولید غازی نے ان ۵ اسرہ کے جن سے ان کے اس مسند کو جمع  
کیا ہے حسب ذیل نام لکھے ہیں۔ مسند لہ جمعہ الامام  
الحافظ ابو معہد عبد اللہ بن معہد یعقوب  
من الحدیث المدنی البھاری للعلوف بہ عبد اللہ  
الاستاذ۔ یعنی پہلی وہ سند ہے جس کو جمع کیا امام حافظ ابو الولید محمد بن  
ہر استاذ بن محمد بن یعقوب بن مارت مارت بن مارت نے۔ مسند لہ  
جمعہ الامام حافظ ابو شافعی طبعہ من جمعہ لہ  
العدل۔ دوسری سند ہے جس کو جمع کیا ابوان محمد بن محمد بن ہر  
ملل نے۔ مسند لہ جمعہ الامام حافظ ابو شافعی  
معہد بن المطر بن موی بن عیسیٰ بن معہد بن محمد بن  
وہ سند ہے جس کو جمع کیا امام حافظ صاحب مروت و قد بن محمد بن عبد اللہ  
بن فقیہ جرجانی نے مسند لہ لکھا الامام الحسن بن زیاد

[illegible]

جمی کو میری کیا امام مقرر ہے اور دینیت کا ہے امام ابوحنیفہ سے اور اس کے  
 ان کے اصحابین سے اور وہ غیر کتاب آثار ہے سند احمد بن حنبلہ حفظہ  
 ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن حنفیہ بن ابی اسلمہ السعفی  
 پندرہویں وہ سند ہے جس کو میری کا نظر ابو القاسم بن حنفیہ بن ابی اسلمہ  
 سعدی نے اس کے بعد باوجودیکہ پندرہ مساند بھی ہوئی قیاس تاہم ابوحنیفہ  
 غازی نے ہر ایک کے جن اصحاب کے آپ کے سب کی مساند کو ریاست  
 کیا ہے وہ پانچ سو یا اس سے کچھ زیادہ ہیں اور درمیان ان کے وہ مساند بھی  
 شامل ہیں جن سے امام شافعی نے اپنی مسند میں اس کو بواہج اس کے بعد بنی حنفیہ امام  
 نے جمی کا ہے روایت کی ہے اس میں ان کے کل مساند امام ابوحنیفہ کے اصحاب  
 میں سے ہیں پانچ ہیں اور نیز ۱۰۰ سو کی تعداد میں وہ مساند میں شامل  
 ہیں جن سے امام احمد بن حنبلہ اور بنی و سلمہ اور ان کے شیوخ نے امام ابوحنیفہ  
 کے اصحاب سے روایت کیا ہے سب حیدر آبادی و بانی ان اس کے بعد خیال  
 خود کریں کہ حیات مسند غازی و خود قرآنی ہے کہ یہ مسند کھریا اب وغیرہ  
 نہیں ہے بلکہ امام ابوحنیفہ کی ان ۱۰۰ مساندوں کا مجموعہ ہے جن میں سے پانچ  
 یعنی ایک کو امام ابوحنیفہ متوفی ۱۵۰ھ کو امام ابوحنیفہ سے اس کے بعد  
 کیا تھا اور بنی و سلمہ کے بعد حیات کا حدیث نے امام حنفیہ سے بواسطہ  
 سن کر جمی کی قیاس چھریا نہیں کیا یہ کہنا کہ امام حنفیہ کی کوئی مسند نہیں یا یہ کہ  
 مسند غازی ان کا اپنا مسند نہ کی مسند میں کی مانی اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں  
 سے امام شافعی متوفی ۲۰۴ھ کی کوئی مسند نہیں ہے کیونکہ وہ مسند امام شافعی کی  
 بتائی مانی ہے اس کو جو انہوں نے جتنا نہیں کیا بلکہ تقریباً ۱۰۰ سو سالوں  
 کے بعد ابوہاشم بن عقیل امام متوفی ۲۷۰ھ سے امام شافعی کی اس حدیث

کوچ انہوں نے اپنے من گدوں کے آگے ہوں کہ تیں اور شیخ کی پہلی سترقی  
 حاکم اور حرط بن یحییٰ متقی سلطنت کا مینہ نام شافعی نے کتاب ام اور موطا  
 میں درج کی تھیں، ابو جعفر محمد بن اسلمیثا چھٹی سے شریف و متفقہ کر اکر یا خود  
 انتخاب کر کے جمع کیں اور نام اس کا سند نام شافعی رکھا جس سے اس کے ابو  
 دویہ میں بڑی بے ترتیبی واقع ہوئی چنانچہ یہ سب محل لسان احمد میں کے صفحہ  
 ۲۰ میں کی طرح پر لکھا ہے۔ مسند امام شافعی حیات است  
 از احادیث مرویہ کہ امام شافعی نے بخیر شاگردوں خود پسند بیان سے خود  
 وراثت منہود و آنچه از بی احادیث و مسودات ابوالعباس محمد بن یعقوب  
 الاحم زریع بن ابیہن در ضمن کتاب دوم و موطا واقع شد بود نیز بجای میں خود  
 سند امام شافعی نام کردہ و جامع و متفقہ ان احادیث شخصے زمینشا ہر است  
 کردہ ابو جعفر محمد بن اسلمیثا چھٹی سے شریف و متفقہ کر اکر یا خود  
 کردہ جدا لکھ دھولہ ایں پس بفرمودہ ابو العباس احم یوحیوں سند شافعی  
 اور انکار نہ دینی گویند کردہ ابو العباس انتخاب ان حدیث کردہ است  
 محمد بن اسلمیثا کتاب میں ابو یبرہان بن مسند نہ رسالہ ترتیب یافتہ است  
 و نہ برابواب بلکہ کیفیت ما یفقہ، نقاط خودہ جدا خودہ است و نہ انکار لیا  
 و نہ اگر موطا میں درج یافتہ میشود اتنی محض ای طرح سند امام احمد اگرچہ اس کا  
 بہت حدت تھیں انہوں نے خود کردہ کی تھیں اس میں بہت کمی زیادتی کے  
 بیچے بعد لکھنے کے ہے اور نیز ابو جعفر طبعی نے بہت کچھ میں بڑھایا ہے  
 اور امام احمد نے خود اس کو مرتب نہیں کیا جسے اس میں اکثر جگہ غلط واقع ہو  
 گئی ہے چنانچہ اسی لسان احمد میں کے صفحہ ۲۱ میں اس طرح لکھا ہے سند امام  
 احمد میں ہر چند تصنیف و ترویغ و ان امام عالی مقام است لیکن دروی

ترویات بسیار از پسر ایشان جدا شد است و بعضی از زیادت، ابو جعفر طبعی  
 کردہ ای کتاب زبیر شیخ است نیز بہت و امام محمد ای کتاب بہت  
 بیاض جمع ایک کرد و ترتیب و تہذیب اور اس امام یوحیٰ زیادہ جگہ بعد از  
 و کے پس از عبد اللہ بن زبیر اس پر داخستہ لیکن وہ آغا خطا مانے بسیار کردہ  
 مدنیان را در ش بیان درج کردہ و بالکل منہدی تصنیف اور انکشاف اللغات  
 کے صفحہ ۱۴۰ میں لکھا ہے۔ و اہل علم و ذکر کردہ اند کہ شرط احمد دیکھیں سند کی کتاب  
 کہ جز حدیث میں تخریج مکتبہ امام ابو یوسف الدینی گفتہ کردہ سے احادیث مرفوعہ  
 نیز بہت کچھ ذکر ابوعبید اللہ ہی پس جب کہ سند جمع جہیں کی کتاب بلکہ تصانیف  
 اور بہت دھری ہے بلکہ یہ اعتراض و مسند امام شافعی و حیرہ پر وارد ہو سکتا  
 تھا نہ امام یوحیہ پر۔ کیونکہ امام ابو یوسف میں زمانہ میں ہوئے ہیں اس وقت  
 تک تصنیف و تالیف کا کوئی داعی نہ تھا بلکہ تالیف و تصنیف کی طرف علماء  
 کو آپ ہی نے متوجہ کیا ہے اور کتاب اللہ اکبر کتاب کتاب العلم  
 و العلم کتاب الاوسط کتاب المقصود و خود تصنیف کر کے اس مبارک رسم کی بنیاد  
 ڈالی ہے اس حالت میں اگر ان کو اجتہاد و استنباط کے اعلیٰ و بزرگ کام سے دست  
 منی یا نہ حضرت ابو یوسف مدین و طرہات کی روش نسبت کتابت حدیث کے

نہ اگر کتابوں کی سند دیکھیں جو ابو یوسف و ترویغ متوفی ۲۴۰ھ کی کتاب زکوٰۃ  
 کے باب زکوٰۃ المومن و در باب الوکالت کے باب وکالت با بیع و الشرا و اور ابو  
 الیثم سمرقہ کی متوفی ۳۰۰ھ کی کتاب الوکالت کے باب مد و رقاصی جو زید الزہری  
 متوفی ۳۰۰ھ کی کتاب الزکوٰۃ کے باب زکوٰۃ المومن اور ابو علی الدقاق کی کتاب الشکاک  
 کے باب العدة ابو یوسف الزہری کی کتاب العدة کے باب العیض کو دیکھو۔

مانع نہ ہوتی تو وہ ضروری کوئی سند جمع کرتے مگر کجب تو یہ ہے کہ امام شافعی  
 جن کے زمانہ میں تصنیف و تالیف کا چرچہ ہلکے بوجھ پر تھا اور آپ کے استلو  
 و امام محمد بن حسن شافعی میں سے آپ ایک لونٹ کا بوجھ حاصل کرنا تسلیم  
 کرتے ہیں بقول فائدہ البیہ ص ۶۰ فرماتے ہیں تصنیف کے چکرتے امام  
 شافعی نے اپنی سند کو لوہاں کے شاگردوں نے جمع نہیں کیا اب حدیث آبادی  
 کا یہ کہنا کہ حنفی لوگ کسی کتبہ کرتے ہیں کیا علمائے اصناف کی ہاتھیں نصوص  
 اور بعض نادانی کا سوال ہے کیونکہ معتز بن امام ابو حنیفہ کہہ ان کا سند ہی کی تفسیر  
 نہیں کرتے بلکہ ان کے ان اجتہاد و استنباطی احکام کی تفسیر کرتے ہیں جانوروں  
 کے بشورہ اپنے اصحاب کے قرآن اور احادیث سے احادیث استنباط کئے اور اپنے  
 شاگرد امام ابو یوسف سے قلمبند کرانے اور پھر ان کو امام شافعی کے نام سے ہم نامی  
 کتب مروجہ بنیاد است۔ جامع صغیر۔ جامع کبیر۔ پر کتب کتاب الآثار و موطا دیفر  
 میں بڑی اہتمام و انتظام کے ساتھ جمع کر کے فوج کو ایسے طریقہ میں جمع کر دیا کہ دنیا  
 اور جہنم عالم کی طرح فوج نامے کی طرح نہ ہو بلکہ جتنا پیر سب عالمی ہو کر  
 کے صف میں منظم کھڑا گیا ہے یہی حضرت کو اپنے سبباز، عرض سے شرم  
 کرنا چاہیے۔

ابو یوسف کی طرف کے تمام اعتراضات کی تردید ہو چکی ہے اور حدیث والا  
 شان امام احمد بن حنبلہ کا امتیاز امام ابو حنیفہ کی حیثیت انہ دیں در اکابر مفسرین کی  
 خدمات سے ثابت ہو چکی ہے اس لیے ہم جمعہ آدی و مال اور دیگر مخالفین  
 امام ہمام کو صلح کرتے ہیں کہ اگر جواب جواب کہنے کی طاقت رکھتے ہیں  
 تو یہ ان میں ہیں اور حضرت سے ہم نے ہر ایک پہلو پر تفصیل بحث کی ہے اسی طریق  
 کو نظر رکھ کر ہمارے برائیں قاطعہ کا مقابلہ کریں ورنہ آئندہ اسی کردہ طریق گناہی

بزرگان دین سے ہلا کر انہیں۔ والکوم علی من اجمع البعد  
 و آخر دعوانا الحمد لله رب العالمین  
 ختم شد

تاریخ و تقریر از سید ابوالحسن محمد باقر خاں صاحب قاضی محکمات

[illegible]

بمضا

المی تیزی شیرخاوری ده زیاتم نا  
 سپاس یکتا پس لے فانی اکبر بدگفت  
 دلم باند بب حضرت امام اعظم شفق دارو  
 خدا عال شوم طبعان چو زمر بر رخشن آید  
 چو یو باهر گئی ای باغ ییو که است عالم را  
 چو با این سالک سید محرم مشر متاسب شد  
 دلمے عشق فغان بود شیخ و مصنف را

[illegible]

تقریباً تاریخ از عالم عمر فاروق منبر معلوم می آید از احمد صاحب ساکن قصبه صالح مہجرات

[illegible]



نوٹ: یہ سیف صمدی کا ہے ابرار کے لیے جو تیار ہوئی ہے۔ وہابی کے سرور پاؤں پر مار کر وہ پورا نامراد ہے اس کا دل ہی ڈھکا وہ اپنے ہاتھ و تیر سے مقابلہ پتیارہا تھا اس طرف ایسا ہے کہ صمدی سیف صمدی... الخ کو اعداد ۱۳۳۳ کو جمع کر دلو لفظ وہابی کے حرف واؤ اور حرف یاء کو اس کا سرور پاؤں ہے کٹ ڈالو اور عدد حرف الف کو لفظ وہابی کے درمیان ہونے کی وجہ سے اس کا دل ہے وہ بھی صاحب ہیست کو یعنی ان کے مجموعہ کے اعداد ۱۳۳۳ کو صمدی کے اعداد ۱۳۳۳ میں سے نکال دو تو سال تاریخ مطلوب حاصل ہوگا۔ خلاصہ ۱۳۳۳ - ۱۳۳۳ = ۱۳۳۳ - ۱۳۳۳ = ۱۳۳۳ ہے اور یہی سال مسند طبع رسالہ ہے۔ خاتم مشہد۔

تاریخ و تقریر از جامع معقول و منقول نوی میر علی حسن حسینی امام جعفری صاحب

بھگد اللہ کن ہے لا جواب ہے	چند معلوم و تالیف اللہ اللہ
تصفیات شوالا محرم	پہلی رشید و ہدایت ضال و مجرا
میلش ہد او شنا کریم دین	کہ ہست او فاضل و ذی علم با جاہ
بوصاف امام بر ضیغہ	ہما وہ سیف صمدی نام فاضل
چہ سیف است آل رسد بر بان قاط	وہ کل صاف اور حسن تراز ماہ
یک ہلوہ در لے یادہ گوسے	ترکب جہل و نادانی و میراہ
بشان حضرت جہلم مسلم	لبان ما طول کردہ دست کوتاہ
جویش آچنان دندان شکن شد	خیزان دشمن دین شد جو رہا
مشو بیورہ گو اسے دشمن دین	صنود حضرت سید نعمان حق آگاہ
محبت و طہیغہ فرض میں است	چرا گشتی از ہی رہ بیخبر آہ

لے مولوی فقیر محمد صاحب (۱) خط حضرت امام جعفر محمد رضا علیہ

کے سرخاست چوں الزبیدیہ  
دگر را نیست نسبت با شمشاد  
بکن قور انزل ہے بحدہ گول  
دگر مرگ باشد بر تو جانناہ  
بترس از واد حق لے وہابی  
بجزاں ایسی سیف راشاد  
کون کو اسے بحین کوہ بر سائش  
بجو صمدی نام خون آشام باشد  
۱۳۳۳

### ایضاً

سیف صمدی جو شائع وہابی  
در جو دشمن خلیدہ تیر تیز  
کچے تاریخ ملاہ فلک  
گفت با آب و دم شمشیر تیز  
۱۳۳۳

قصیدہ تقریر از عالم ال فاضل ہے بدل مولوی محمد فیض الحسن صاحب  
خلف ملا فیضی محمد بشیر راڈ صفت و خبر کان مجرما جلالہ شریف اللہ

عزیز یساعلی والدہ حسن بھٹاں	وہ امنی قیسک صمدی آتش ال
حرم من بمن مستعد سکندر بن محمد رشاد	وہ قصیدہ ہدایت نامہ من حمد میکنند
بک اللہ فیضی حسن و جعفر	بکین اللہ ناسی ولا قیل ولا قال
وہ کل کاس کہ بریم کو بگاڑ دہر شد	وہ ہر کس کس و قیل و قال نیست
قصیدہ جن کمن ہدایت لکھا	لا کمن کہ کمن لک اللہ قضاں
لدا لوان کرم شرف اعلیٰ حسن انکاکرم	وہ یکہ تب نیست یا محمد امیر کرامت
شرف کمن ہدایت لکھا	فی الشرف من کرم باللہ انکاک
وہ کل کمن ہدایت لکھا	بفضل غلام فیض من اللہ و قضاں

وَرَبُّكَ فَخُصِّي وَالْأَقْرَبُ قَابِلُكَ  
 نفس خود را به اهل قرآن خود و زن مردم  
 مَحَشَتِ اَلْحَيِّ مِنْ بَيَا مِثْ اَمَّا كَيْفَهَا  
 غوی با انزال خود مونس من سے آئید  
 مَا كُنْتُ وَتَعْدِي بَلْ خَالِي بَرِي اَيُّهَا  
 من در حال که تنها هستم بگو خال من را دوست بدار  
 لَمْ اَلْمُتَّحِينَ اِنَّا وَاَوْ رَوَّاهَا  
 او را در حال نشو و نما خود خوب عمل میکنیم  
 وَافْخُصْ مِنْهُ وَيَا خَالِي الْعَيْنِ وَالْفُؤَادِ  
 از فغان گرامی او با رخ علم هرگز است  
 كَيْفَ اَلْمُخَالِفِ لِمَنْ يَنْزِلُ وَدُوْهُ شَرْفِ  
 ممدوح نیست عمل علم و طبیب از حرف است  
 وَتَوَلَّهِ الشَّعْرَ الْاَضْعَادُ اَوْ مُمْرُغُهُ  
 قال ای که نه از نه تو را است کعبه به شرف گاشته  
 لَمْ اَلْمُتَّحِينَ اَشْقَاكَ لَا غَيْبُهُ  
 محسن او در چشم دشمنان فار است  
 كَلَامُهُ مِثْلُ مِثْلِهِ قَهْلًا مَدَّ كَهْلًا  
 در علم و طبع انسان قهله شمع زان است  
 تَمَسَّسَ بِهَا تَكْنِشُ الظُّلُمَاتِ اِبْتِغَاءً  
 تب علم است که با کینه اجل از طبع بود گشته

فِي كَيْفِ بِيَمِ يَدَيْهِ اَلْاَوَّلُ اِلَى اَخْرَجَتْ  
 ای که است که به یمن و صواب و حق و کینه  
 وَكَذَلِكَ فَانِئًا لَمْ يَكُنْ بِهَا أَحَدٌ  
 بسا و قال علم که هیچ کس مل او را صیاب شده  
 وَكَذَلِكَ اَوْ بِيَدِهِ قَالِي بِيَا نِدَهَا  
 بسا که لا که هیچ کس تحصیل او وقت یافت  
 وَكَذَلِكَ اَكْبَرُ اَلْاَرْضِ مِنْ حَيْثُ  
 اکابر را در چوکتا و کینه از زمین از زمین او اند  
 وَكَذَلِكَ قَوْلُهُمْ قَدْ بَعَثَ كَيْفَهَا  
 ای که علم علم با کف و بحرم است میگوید  
 وَكَذَلِكَ عِلْمُهُ اِذَا مَا اَقْبَلُوا فَعَدَا  
 بسا دشمنان که بهرست او تو بهرند با او هر فرشته  
 وَمَنْ يَكْتَفِ ذَا الْكِتَابِ لَمْ  
 هر که کما او را کلام من این کتاب را به مینه  
 يَابِئِلَ مَسِيحِ اَنَامُ الْمُتَّحِينَ وَمَا  
 بهرسان که کشف حق مسلمانان را میگوید  
 مَا اَلْاَوَّلُ اِذَا مَا مَسِيحِ مِنْ قَلَمِ  
 ای عالم که این نظر را به نام ما چه عمل میگوید  
 يَابِئِلَ الشَّنْ يَا ذَهَبِ الْعَاوِيَا  
 ای علم شرف و ثواب فتنه و فساد

بَدَدٌ وَكَيْفَ لَمْ اَلْاَوَّلُ اِلَى اَكْبَرُ  
 بهرسان است که مثل و نظیر ندارد  
 اِلَا فَكَلَّ وَكَذَلِكَ يَكُنْ بِهَا أَحَدٌ  
 ممدوح من را و اهل حق را بهرست مال حل فرموده  
 فَصَادَهَا وَادَّارَهَا اِذَا صَادَ اَرْقَا  
 صا و صیاب و غیره و شادی بهرست عمل نموده  
 قَهْلًا كَذَلِكَ اِذَا فَكَلَّ اَطْفَالُ  
 نره ممدوح بهرست خود را و عمل بهرست نماید  
 وَلَا اَلْعَاوِيَا هَا قَهْلًا اَمَّا  
 و کینه که او را علم بهرست آورد و نه دارد  
 وَكَذَلِكَ وَلَعَمْرِي مِنْهُ اَحْيَا  
 و کینه بهرست خود را که او را بهرست مال شد  
 هَذَا الْكِتَابُ لَيْعَنَ يَارَاهُ قَتْلًا  
 و این کتاب سیف نام مقابل را کشته است  
 اَرَاهُ اَلْبَوَادِي الْعَوْتَ يَحْتَالُ  
 و کینه که او را و اهل حق را بهرست مال میگوید  
 فَهَلْ اَتَيْتُكَ لَمْ مِنْ مَسِيحِ مَسَالُ  
 ای که او را بهرست مال شایع بهرست مال است کلام  
 اَهْلُ الْمَنَامِ مَسِيحِ قَهْلًا اَهْلُ  
 ای اهل حق که این نظر را بهرست مال شد



قلتم النفس ائتم من سلامها  
 تعلية نفس محمد كيد و ما مقله نفس محمد مستبد  
 ان المثلث ائتم اهلها وكذا  
 يعيب كيري بزنگان دين شارايل الميرغيتن بخت  
 هذا الكتاب كسيف صارم لكم  
 اين كتاب نفع بران است كه شمارا  
 مكا هو الفصل من قول لناظريه  
 اين كتاب برائے ناظرين قول فيصل است  
 ماذا اقول ويكفيك مؤلفك  
 من وصف اين كتاب چنگيزم كوفه كافي شهادت  
 من فيض انبجست انهار مكرم  
 دفعير او نرا كرامت جاري مستند



۳۸، قسطنطنیہ سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔

فون: 042 37361473، فیکس: 0300-8809226

ایمیل: [alheadi38@gmail.com](mailto:alheadi38@gmail.com)

**الہادی**

لکھنؤ والوایج

پیشہ کارانہ، لاہور